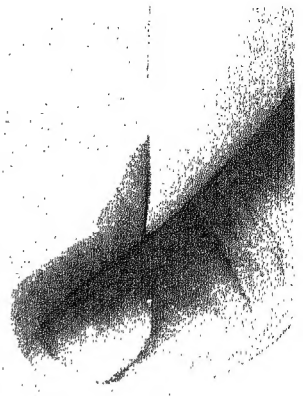


M.A.LIBRARY, A.M.U.

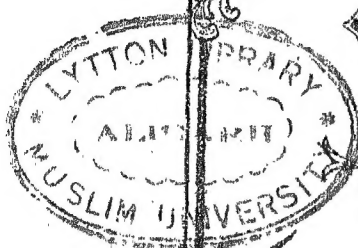


PE2689



01/9/8

۵۴ - ۵۵ - ۵۶



# القول الجوهري في تحقيق من عرف نفسه فقد عرف ربه مصنفه

شہسوار عمارک تجرید تاجدار کشور توحید کی تازمیدان تفرید آفتاب حقیقت برنج کبری  
 قدوة العلماء زیدہ الفضلا حامی شریعت اطہر اقطاب مولانا سید شاہ علی انور قلندر قدس سرہ

تصحیح

گو کہ کبرج لاہوتیت مطلع ہر ارملکو تیت سیاح وشت تجرید و سیاح دریای توحید باوای  
 طریقیہ انور حضرت مولانا سید شاہ محمد حبیب قلیہ زینت بخش آستانہ کاظمیہ قلندر ام المومنین

حسب فرمایش

منظر اسرار و تائید مقبولان رگاہ صمد جناب نشی امیر حرم صاحب کلمہ رومی ام بالموت ہب

باہتمام

خاکسار محمد عبد الولی بن علامہ آسی مولانا محمد عبد العلی صاحب مکتبہ آسی مرحوم و موقر

درج اعلیٰ سیرتیں لکھنؤ طبع شد



## مطبوعات صح لطایع اسی پر پس لکھنؤ

مظاہر الحق کامل اردو۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک  
مبسوط شرح مرقاة المفاتیح نامے ملا علی قاری نے عربی میں کی  
تھی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے لغات نامے ایک شرح عربی  
میں اور اشعة اللمعات نامے ایک شرح فارسی میں لکھی تھی  
اس نظام الحق ان سب کا منتخب مجموعہ ہے جسکو نواب قطب الدین خان  
محدث دہلوی نے اردو میں تالیف فرمایا تھا اس میں پہلے مشکوٰۃ  
کی حدیث مع اعراب نقل کی ہے پھر اردو میں ترجمہ کیا ہے اور  
اسکے مطالب کی عام فہم توضیح فرمائی ہے قیمت ۷۰  
اصلاح ترجمہ دہلوی اردو۔ مولانا ندیر احمد صاحب  
دہلوی نے ترجمہ قرآن مجید میں جو غلطیاں کی ہیں ان سب کی  
اصلاح جناب لانا اشرف علی صاحب تھانوی نے کی ہے قیمت ۱۰۰  
کتاب المعارف بن قتیبہ جلد اول اردو۔ ابتدائے  
آفرینش عالم سے زمانہ اسلام تک کی تاریخ جس میں حضرت آدم  
علیہ السلام سے جناب سالت کتاب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
تک کے انبیاء علیہم السلام و دیگر سنادر عرب و صحابہ کرام کے مکمل  
حالات اور سوانح عمری ان اور ضروری تذکرے و ایات صحیحین  
کیے گئے ہیں اسکے مصنف علامہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ  
الکاتب الدینوری و ح الدہ و حہ متوفی ۲۵۵ھ میں یہ کتاب  
عربی سے اردو میں ترجمہ ہو کر جزالہ البیان بن بطوطہ شائع ہوئی  
تھی شاہنشاہ اصرار سے اب علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع

کی گئی ہے عبارت نہایت سلیس عام فہم اور شستہ ہو گا  
گندہ۔ قیمت ۷۰  
تاریخ فقہ حنفی یعنی منہج المفتی اردو۔ ملک کو  
ضرورت تھی کہ فقہاء حنفیہ کے تاریخی حالات اور فقہ حنفی کی ابتدا  
سے قوم کو اطلاع دی جائے لیسلہ کہ کسی سب کے حامد سے اس وقت  
بحث کیجا سکتی ہے جسکے بزرگان قوم کی تحقیقات جیسے پوری  
واقفیت اور نہ ہی کتابوں پر کافی عبور و ہوا ضرورت کو محسوس  
کر کے یہ کتاب جید طرز میں تالیف کی گئی جو فتویٰ نویسوں کے لیے  
دستور العمل اور اہل نظر کے لیے سرمایہ تاریخ ہے اس کتاب میں  
نہایت جانفشانی سے تمام لوازم افتاء و تاریخ و تالیفات لکھا  
کا استفادہ کیا ہے اور نیز ان کتابوں کا ذکر کیا ہے جو غیر معتبر ہیں اور  
جن سے فتویٰ درست نہیں پھر فقہ حنفی کی تمام سند کتاب  
کے حالات حروف تہجی ترتیب درج کیے ہیں کتاب کا مقدمہ  
صرف ۸ صفحوں میں ہے کمال حسن و خوبی کے ساتھ چمکنے  
خشک کاغذ پر چھاپی گئی ہے قیمت ۷۰  
قومی ورد۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی افسوسناک حالت  
عزت انگیز نظم میں دکھایا ہے پہلے اسکی قیمت ۳۰ تھی مگر  
اب تخفیف کر دی گئی ہے۔ قیمت ۲۰  
المشتہر محمد عبد الولی مالک مطبع صح لطایع  
آسی پر پس محمود مگر لکھنؤ۔

# غلطنامه کتاب القول الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۸	زیادہ	زیادت	۲۶	۱۲	اجال	وجال	۲۲	۲۱	سلوک	وسلوک	۵۷	۲	قصور	ضدور
۲۱	۲۱	دیگر	دیہام	۲۷	۲۱	یس	پس	۲۲	۱	دو حال	دو حال	۱۲	۱۱	ادالا	ادالا
۶	۳	سیر بہم	سیر بہم	۳۰	۱۶	عبارت	عبارت	۳	۳	بود	بود	۱۵	۱۵	تقوڑ	تقوڑ
۶	۶	بر	بر	۳۲	۳	وات	وات	۲۲	۶	ہند	ہند	۲۰	۲۰	عالب	عالب
۷	۲۱	مندرج	مندرج	۳۲	۳	انی	انی	۱۹	۱۹	سیر	سیر	۲۱	۲۱	بو	بود
۸	۹	انجمن	انجمن	۳۵	۲	انجمن	انجمن	۲۵	۶	انجمن	انجمن	۵۸	۳	آثار	آثار
۱۱	۱۱	ایشان	ایشان	۱۶	۱۶	لیتام	لیتام	۷	۷	در	در	۱۷	۱۷	چارہ	چارہ
۱۲	۱۲	می شود	می شود	۳۳	۹	عبارت	عبارت	۱۲	۱۲	راد	راد	۵۹	۱۲	سلوک	سلوک
۱۷	۱۷	قرب	قرب	۳۳	۲	می	می	۲۱	۲۱	حق	حق	۲۰	۲۰	باشد	باشد
۹	۱۲	بجہت	بجہت	۳۶	۹	طالب	طالب	۲۶	۵	دان	دان	۶۰	۳	خالہ	مادر
۱۳	۸	نہ بند	نہ بند	۳۷	۱۰	اشد	اشد	۲۸	۹	بس	بس	۶۱	۱۳	آفات	بعضی
۱۱	۱۱	شرف	شرف	۳۸	۱۱	قرب	قرب	۲۸	۹	ر	ر	۶۲	۱۵	اہل	اہل
۱۵	۲۰	ہتھال	ہتھال	۳۹	۱۱	قلبی	قلبی	۱۳	۱۳	چیز	چیز	۶۳	۵	امور	امور
۱۶	۱۷	چشان	چشان	۴۰	۵	از	از	۵۰	۵	بود	بود	۶۴	۱۹	طوبہ	طوبہ
۲۰	۲۰	ہند	ہند	۴۱	۱۸	ہیت	ہیت	۱۲	۱۲	دریان	دریان	۶۵	۱۹	یاد	یاد
۱۷	۹	آ	آ	۴۲	۲۰	سپاہی	سپاہی	۵۱	۵	مران	مران	۶۶	۱۶	انیت	انیت
۱۹	۱۰	راہچہ	راہچہ	۴۳	۶	بتامہا	بتامہا	۵۱	۵	مران	مران	۶۷	۵	بیاد	بیاد
۲۰	۶	قیق	قیق	۴۴	۱۰	افاد	افاد	۵۲	۱۷	آئینہ	آئینہ	۶۸	۱۰	ہرک	ہرک
۲۱	۲۱	اہل	اہل	۴۵	۷	رز	رز	۵۳	۲۰	آئینہ	آئینہ	۶۹	۱۶	میرین	میرین
۲۳	۱۶	الاطال	الاطال	۴۶	۳	ور	ور	۵۴	۲	ویان	ویان	۷۰	۳	با	با
۲۵	۸	کفن	کفن	۴۷	۷	مقیہ	مقیہ	۵۵	۱۹	زادہ	زادہ	۷۱	۸	کرون	کرون
۲۶	۹	ہین	ہین	۴۸	۱۱	اختار	اختار	۵۶	۱۲	لطفہ	لطفہ	۷۲	۸	میگروہ	میگروہ

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۱۰	زبان	زبان	۹۶	۱۶	دایکاز وایکاز	۱۲۰	۱۹	میظروالی	۱۳۲	۱	میرشد	میرشد		
"	۱۱	کرد	کرده	"	"	کلام و کلام	۱۲۲	۱۳	مگویم	"	۵	حقان	حقان		
۷۷	۷	غیرت	غیرت	"	"	کلام و کلام	"	۲۰	نیاده اند نیاده	"	۸	وخواطر	وخواطر		
۷۸	۱۳	دوین	دوین	۹۷	۱۲	مقتضیات و مقتضیات	۱۲۷	۲۰	اواش	"	۱۲	خطوط	خطوط		
"	۱۹	بزد	بزد	۱۰۰	۶	یان باز	۱۲۸	۱۰	رسید	"	۱۸	مدون	مدون		
۷۹	۴	بوکر	بوکر	۱۰۱	۶	بی بی و بی بی	۱۳۰	۵	هچس	"	۲۰	تا	تا		
"	"	العس	العس	"	"	بی بی و بی بی	"	۱۰	انگ	"	۱۳۵	تلقین	تلقین		
"	۸	نماند	نگرد	۱۰۵	۶	غیر و غیر	"	۱۳	دورد	"	۸	هچس	هچس		
"	"	قیح	قیح	"	"	بسیب	"	۱۲	بواره	"	۱۷	تیرسانه	تیرسانه		
"	"	هوی	هوی	۱۰۶	۹	مابج	۱۳۱	۸	او	"	۱۲۶	تصوت	تصوت		
"	۲۱	وران	وران	"	۱۷	ازدور	"	۱۲	تقمه	"	۱۳۷	محتاجی	محتاجی		
۸۰	۱۱	زوی	زوی	۱۰۷	۲	زوج	"	"	بغیر	"	۹	لکی	لکی		
۸۲	۱	کرده	کرده	"	۱۲	بنا	"	"	راگر	"	۱۵۲	قنای	قنای		
۸۵	۱۱	اطراف	اطراف	"	۱۳	نشیث	۱۳۲	۷	بیاید	"	۱۵۳	دفع	دفع		
"	۱۲	جریزه	جریزه	"	۱۸	انه	۱۳۵	۱۱	نزل	"	۱۵۴	درین	درین		
۸۸	۲۱	پیشتر	پیشتر	۲۱	۵	خت	"	۱۲	فروع	"	۱۵۵	مزان	مزان		
۹۰	۶	سفید	سفید	"	۱۱	زیرین	۱۳۶	۱۲	خرت	"	۵	مکور	مکور		
۹۱	۲۱	مدت	مدت	"	۱۱	علماء	"	۱۵	انه	"	۱۵۶	تا	تا		
۹۳	۱۱	نیقوس	نیقوس	"	۱۸	نفحات	"	۱۶	وخلایه	"	۱۵۷	باز	باز		
۹۴	۹	تنفس	تنفس	۱۱۲	۵	استغاث	۱۳۷	۴	طالقه	"	۱۵۹	می	می		
۹۵	۸	العده	العده	۱۱۷	۱۷	خرجا	۱۴۰	۶	طالقه	"	۱۶۱	یا	یا		
۹۶	۷	پا	پا	۱۱۸	۵	رسیده	"	۸	والم	"	۱۶۵	حال	حال		
"	۸	دستی	دستی	۱۲۰	۸	ویداران	"	۱۷	بر	"	۱۶۶	عباس	عباس		
"	۱۰	مسار	مسار	"	۱۸	ویداران	۱۴۲	۷	گروند	"	۲۱	ادنی	ادنی		

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱۶۷	۳	وی	روی	۱۸۳	۱	بعضی	بعضی	۱۹۹	۵	تفاتیج	منافع	۲۲۵	۷	طبیعت	طبیعت
۱۶۸	۴	نبرد	نبرد	۱۸۳	۲	طیرانی	طیرانی	۲۰۰	۱۷	بقای	بقای	۱۸۲	۱۲	هواس	هواس
۱۶۹	۵	مودعه	مودعه	۱۸۳	۳	اعم	اعم	۲۰۲	۱۰	شمارا	شمارا	۲۰۱	۲۱	بدین	بدین
۱۷۰	۶	ران	ران	۱۸۳	۲۰	مطالب	مطالب	۲۰۳	۲۱	لفتن	رفتن	۲۲۶	۱۶	باطن	باطن
۱۷۱	۷	هرار	اسرار	۱۸۵	۱۵	فادجانی	فادجانی	۲۰۴	۱۹	می	می	۲۲۷	۸	وایب	وایب
۱۷۲	۸	را	را	۱۸۶	۸	حالم	حالم	۲۰۵	۲۱	مضموم	مضموم	۲۲۸	۲۰	بو	بو
۱۷۳	۹	طائفه	طائفه	۱۸۸	۳	ذرات	ذرات	۲۰۶	۱۳	در	در	۲۲۹	۲۱	خطه	خطه
۱۷۴	۱۰	برآ	برآ	۱۸۸	۱۱	می	می	۲۰۷	۲	والتان	والتان	۲۳۰	۱۲	هل	هل
۱۷۵	۱۱	اند	اند	۱۹۰	۱۲	مستطیل	مستطیل	۲۰۸	۲۰	هرده	هرده	۲۳۱	۱۸	خو	خو
۱۷۶	۱۲	راکه	راکه	۱۹۱	۲۱	مستطیل	مستطیل	۲۰۹	۲۰	خس	خس	۲۳۲	۹	بلجج	بلجج
۱۷۷	۱۳	می	می	۱۹۲	۱۸	مستطیل	مستطیل	۲۱۰	۲۰	ر	ر	۲۳۳	۳	دیم	دیم
۱۷۸	۱۴	خره	خره	۱۹۳	۲۰	طاهر	طاهر	۲۱۱	۲۱	لوت	لوت	۲۳۴	۵	کجشک	کجشک
۱۷۹	۱۵	ترک	ترک	۱۹۴	۹	سود	سود	۲۱۲	۹	انقصا	انقصا	۲۳۵	۱۸	وزق	وزق
۱۸۰	۱۶	مخلوق	مخلوق	۱۹۵	۷	یدان	یدان	۲۱۳	۱	مجموعه	مجموعه	۲۳۶	۳	اثیر	اثیر
۱۸۱	۱۷	را	را	۱۹۶	۱۵	قیری	قیری	۲۱۴	۱۱	بابد	بابد	۲۳۷	۱۰	رسیده	رسیده
۱۸۲	۱۸	هر	هر	۱۹۷	۱۱	ملاقات	ملاقات	۲۱۵	۴	این	این	۲۳۸	۵	نموده	نموده
۱۸۳	۱۹	حا	حا	۱۹۸	۲	مقام	مقام	۲۱۶	۸	دیگر	دیگر	۲۳۹	۸	وشتید	وشتید
۱۸۴	۲۰	وین	وین	۱۹۹	۵	میسب	میسب	۲۱۷	۲۰	یاصل	یاصل	۲۴۰	۵	مخوب	مخوب
۱۸۵	۲۱	المرا	المرا	۲۰۰	۳	وکان	وکان	۲۱۸	۲	بادام	بادام	۲۴۱	۲۰	است	است
۱۸۶	۲۲	بعض	بعض	۲۰۱	۵	مخود	مخود	۲۱۹	۱۷	دارو	دارو	۲۴۲	۲۱	ساکان	ساکان
۱۸۷	۲۳	آودی	آودی	۲۰۲	۹	آودی	آودی	۲۲۰	۱۵	ل	ل	۲۴۳	۱۱	پاک	پاک
۱۸۸	۲۴	مینای	مینای	۲۰۳	۱۰	مینای	مینای	۲۲۱	۱۱	خوانند	خوانند	۲۴۴	۲۱	ولیر	ولیر
۱۸۹	۲۵	قصص	قصص	۲۰۴	۱۰	قصص	قصص	۲۲۲	۱۵	جنین	جنین	۲۴۵	۱۶	استقام	استقام
۱۹۰	۲۶	وید	وید	۲۰۵	۱۵	وید	وید	۲۲۳	۱	قسم	قسم	۲۴۶	۱۰	کوس	کوس
۱۹۱	۲۷	باطن	باطن	۲۰۶	۱۵	باطن	باطن	۲۲۴	۵	براد	براد	۲۴۷	۱۲	میسب	میسب

# غلطنامه حواشی کتاب القول الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه

حاشیه	مهندس	غلط	صحیح	حاشیه	مهندس	غلط	صحیح	حاشیه	مهندس	غلط	صحیح
۶	۳	وز وز	وز	۲۲	۱	ار	ار	۱۴۰	۱	له	له
۱	۱	هنده	هنده	۴۶	۱	من	من	۱۴۱	۱	نبود	نبودند
۷	۲	حادیث	حادیث	۵۹	۱	الله	الله	۱۴۹	۱	می کند	می کنند
۱	۱	شده	شود	۱	۱	سجود	سجود	۱	۷	ترود	ترود
۹	۷	آخ خون	آخ خون	۶۵	۷	بنوشاید	بنوشاید	۱۵۰	۲	له	له
۱۰	۱	خفیف	خفیف	۶۶	۲	او	او	۱	۷	شد	شد
۱۹	۲	نبی	نبی	۹۲	۱	یارم	یارم	۱۵۳	۱	رای	رای
۲۱	۲	شوقبیا	شوقبیا	۹۵	۱	مانیت	مانیت	۱۶۵	۱	شتاپ	شتاپ
۲۲	۳	سالی	سابق	۱	۳	نگرد	نگرد	۱۶۶	۲	آناک	آناک
۲۴	۲	اوتان	اوتان	۹۸	۳	دارد	دارد	۱	۷	د	د
۱	۱	ماضی	ماضی	۹۹	۱	ا	ا	۱۶۷	۱	د	د
۲۷	۳	بگذار	بگذار	۱۰۰	۱	بحقیقت	بحقیقت	۱	۷	تر	تر
۲۸	۱	پرستند	پرستند	۱	۷	بخود	بخود	۱۹۱	۲	دوبیان	دوبیان
۱	۲	نیت	نیت	۱	۷	معلو	معلو	۱	۳	پوپان	پوپان
۲۹	۱	پس	پس	۱	۷	معلوش	معلوش	۱۹۶	۲	سن	سن
۳۰	۳	تیرا	تیرا	۱۰۷	۱	توری	توری	۱	۳	چندی	چندی
۳۱	۱	ادراک	ادراک	۱۱۰	۱	ورود	ورود	۲۱۶	۱	ساگر	ساگر
۱	۱	ست	ست	۱	۷	شوا	شوا	۱	۲	موت	موت
۲۴۲	۲	شده	شده	۱۲۳	۲	برضای	برضای	۱	۷	بار	بار
۱	۷	رشدنا	رشدنا	۱۳۷	۱	وسه	وسه	۱	۷	تفت	تفت
۱	۷	حق دیکته	حق دیکته	۱۳۸	۲	هرینه	هرینه	۱	۷	شما	شما
۳۶	۱	پای	پای	۱	۷	آرا	آرا	۱	۷	آرا	آرا
۳۸	۱	گویند	گویند	۱	۷	آرا	آرا	۱	۷	آرا	آرا

# وَحْشِ اقْرَابِیْکُمْ لَکُمُ الْاِتِّصَابُ

لله الحمد که درین ایام طراوت فرجام و منبر جام نصارت انضمام  
کتاب مستطاب مجموعه عرفان الحق بعرفان النفس شهریه



تصحیح حضرت فلک رفعت ملک طلعت سیاح دریای شریعت طریقت سیاح بیدای  
حقیقت و معرفت مولوی سید شاه محمد حبیب حیدر قلندر رازالت سحر  
فصله ماطرة وزهر فیضه عاطرة شاد طبعش بقرايش لایق و مستامیش  
مقبول بارگاه ربلا حد جناب ششی امیر احمد صاحب بدستگیری کارپردازان  
سطیع آسی پرین دای کیل و ش کشید و مرسته شیم رفع انظار منتظران گردید  
با اتمام محمد عبدالولی بن علامه آسی محمد عبدالحی صاحب راسی مرحوم منقول

از مطلع آسی پس واقع محمود نگار کهنه قضیا گستر عالم شد

# فہرست مضامین کتاب القبول الموجب فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه

صفحہ		صفحہ		صفحہ
۱	مختصر حالات حضرت مصنف مع اسامی مصنفات شان۔	۳۴	وصل در بیان اینکه طلب خلاص از نفس برہر مومن واجب است	۴۵
۲	وجہ و علت سبب تالیف کتاب۔	۳۸	وصل در بیان قرب و فاصل قریب از نفس	۴۵
۳	وصل در بیان تحقیق این امر کہ معرفت نفسہ فقد عرف ربه حدیث است	۳۸	وصل در بیان دائرۃ الوجود و سیر آن	۴۵
۴	یا کلام بزرگے۔	۴۴	فائدہ در بیان سیر الی اللہ فی اللہ	۴۵
۵	وصل در بیان معنی من عرف الخ	۴۴	و باید واقسام سیر	۴۵
۶	بیان معنی حدیث ما و معنی اضی	۴۸	وصل در بیان فرضیت معرفت نفس	۴۸
۷	ولا اسمائی الخ	۵۱	لطیفہ در بیان آزادی تعریف آن	۸۱
۱۲	بیان خود شناسی۔	۵۳	وصل در بیان حقیقت نفس	۸۶
۱۵	بیان معنی یہ کہ میثاقک فطر	۵۷	وصل در بیان قول حکما کہ نفس را	۹۷
۱۶	فائدہ در بیان تعریف عارف۔		روح حیوانی می گویند و تعریف آن	
۱۷	وصل در بیان ارشاد حضرت مولانا	۵۸	وصل در بیان مرتبہ جوہر نفس	۱۰۱
	شاه حیدر علی قلندر راجہ امجد حضرت	۶۱	وصل در بیان خواب اقسام آن	۱۰۵
	مصنف بابت معانی معرفت نفس الخ	۶۴	وصل در بیان فرق میان اربعہ	
۲۱	وصل در بیان آنکہ معرفت نفس	۶۸	تنبیہ در بیان موت	۱۰۹
	کلید معرفت حق است۔	۷۰	وصل در بیان اقسام موت	
۳۳	وصل در بیان شرافت معرفت		وصل در بیان حالتی کہ بعد موت	
	نفس انسانی	۷۲	رومی دہد و فائدہ صدقہ دادن	۱۱۳
۳۹	وصل در بیان اینکه حصول حق معرفت		و فاسخ کردن۔	
	بغیر قنایمیری آید		وصل در بیان این کہ تعبیر از قنہ دانی	۱۱۸
۳۴	وصل در بیان اقسام وجود	۳۷	مرتبه عالی است	
			زنگ بر دل۔	



صفحه	صفحه	صفحه	صفحه
۱۲۱	وصل در بیان حقیقت دل و تصفیه	۸۶	وصل در بیان شرافت روح
۱۲۲	و تربیت و کمال آن	۸۸	وصل در بیان اقسام روح
۱۲۳	وصل در بیان آنکه دل را اطوار غفلت	۱۹۰	فائده در بیان آنکه روح را سواهی جسم
۱۲۸	وصل در بیان خواطر و وساوس	۱۹۱	غنصری جسم دیگر نیز هست
۱۳۳	و میوه حسن و غیره	۱۹۱	وصل در بیان اینکه کمال برین روح
۱۳۴	وصل در بیان تسلط شیطان بر دل	۱۹۷	در تخلیه اوست بصفتان ربوبیت
۱۳۵	از محبت و سواس	۱۹۹	وصل در بیان حقیقت انسان
۱۳۸	فائده در بیان لواحق و طوائف و لوازم	۲۰۱	وصل در بیان فائده تخلیق مومنین
۱۵۲	وصل در بیان طریق نفی خواطر	۲۰۴	وصل در بیان اینکه تخلیق انسان از
۱۵۳	وصل در بیان امور متعلقه قلب	۲۰۶	نطفه مختلفه و مرکب از جمیع موالات
۱۵۴	وصل در بیان اینکه قطع نکردن وسوس	۲۰۷	وصل در بیان اینکه تخلیق انسان
۱۵۹	وصل در بیان فرق میان الهام و علم	۲۰۹	وصل در بیان خلقت انسانی
۱۶۲	و وضاحت امر حق میان صوفیه	۲۱۲	وصل در بیان اینکه وجود انسانی
۱۶۳	و علمای ظاهر	۲۱۵	نموده تمام عالم است
۱۶۴	وصل در بیان فرق بر دو مقام	۲۱۹	وصل در بیان حالات پنجگانه انسان
۱۶۹	وصل در بیان معنی عقل	۲۲۱	وصل در بیان سه حالات که انسان را
۱۷۳	وصل در بیان کمی و زیادتی عقل	۲۲۲	بعد موت رو میدهند
۱۷۴	در مردمان	۲۲۳	وصل در بیان اینکه ترکیه و تصفیه نفس
۱۸۳	فائده بیان ارشاد حضرت مولانا شاه	۲۲۴	و روح بلا ریاضت مجاهده حاصل نمیشود
	حیدر علی قلندر قدس سره درباره روح	۲۲۶	وصل در بیان معانی و اقسام مجاهده

تم فهرس



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### مختصر حالات حضرت مصنف این کتاب علیہ الرحمۃ من اللہ الوہاب

آن قطب زمانہ آن غوث یگانہ آن جامع فضائل و کرامات آن صدر فیوض و حسنات آن مربی ارواح و شقائق  
 آن محلی آئینہ قلوب سالکین آن قطب سائر عرفان آن کوکب اوج ایقان آن ناسک صراط توحید آن سالک  
 سبیل تفرید آن مرجع اولیائے آوان آن مجمع شیوخ زمانہ آن منظرہ و فیض احسان  
 آن خضر سلوک عرفان آن برج البحرین باطن و ظاہر آن جامع بر زمین اول آخر آن عالم حقائق  
 ملک ملکوت آن عارف و قائم حیرت و لاہوت آن شمع شبستان قلندری آن سراج منیر الیوان قادری  
 آن آب و رنگ گلستان باسطی آن زیب و زینت و سادہ کاظمی آن حاوی جملہ کمالات بشری سیدی و مریدی  
 ملاذی و لاجائی شیخی و استادی مولانا حافظ شاہ علی انور تلمذ علوی کا کوری  
 آنکہ چون در بحث این شیم مقال ناطقہ حیران باند عقل لال کی میسر گردید این بزرگوار  
 جلوہ دادن و لباس صفت و محبت لب شریفش بواسطہ کثیر و حضرت امیر المؤمنین امام العالمین سیدنا  
 علی مرتضیٰ کریم اللہ و جہمی پیوند ولادت با سعادت بمقام کا کوری بتیاریخ یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۲۶۹ھ  
 یک ہزار و دویست و شصت و نہ ہجری واقع شد از بدو شعور در حجر کرامت و کنارت مقامات حضرتین جدین  
 مجیدین خود حضرت مولانا شاہ حیدر علی قلندر و حضرت مولانا شاہ تقی علی قلندر قدس اللہ سرہا پرورش  
 یافتہ وارث ولایت آبائی کریم و اجداد عالی مقام گشت و از سن رشد بحفظ کلام ربانی اشتغال فرمود  
 سن چہارہ سالگی بانجام رسانید و در حفظ کلام مجید چنان از ہم عصران سر بر آورد کہ دیگر حفظ از زمانہ مثال  
 وی نبود و از ان زمان تا آخر سال عمر کہ پچاہ و چار شد ہر سال در تراویح قرات میکرد و قلوب سامعین

دوستی تمام و فرستاده الا کلام می بخشید بعد تمام کلام مجید متوجه تحصیل علوم عمده شده مختصرات صرف و تجوید را در اجاز  
 خویش قدوة العالمین و عمدة الکاملین مولانا شاه علی اکبر قلندر قدس الله سره تحصیل نمود و بقیه کتب علوم دیگر  
 یعنی منطق و معانی و بیان و فقه و اصول فقه و تصوف و حدیث و اصول حدیث و تفسیر بحر جواهر و جواهر خود  
 مجمع العلوم کاشف الاسرار المکتوم بل هو بین العلماء و الفقهاء کاشف بین النجوم استاد و استاد مولانا شاه تقی علی  
 قلندر قدس الله سره گذرانید و چون که در این دو کات وجود و غیبت و طنات و جلی انت است لهذا در آغاز سال ستم  
 از عمر خویش تحصیل علم فراغ حاصل کرده ابواب تدیس بر روی طالبان کشف و بسیار از فیض تعلیمش  
 در علوم و مبدء فارغ التحصیل گشتند و اکثری تا کتب و سیه متوسطات رسیدند در جمله علوم عموماً و علم تصوف  
 خصوصاً شاکشی بزرگ و عالی سترگ داشت ریاضت مجاهده را بر خود چنان ادا داد که گاهی از آن قرار  
 و آرام نگرفت و بغایت قوی التوجه و التصرف بود چنانچه در عهد شباب که شباب و لائیش بود بعضی از طالبان  
 خاص مستتر شد آن با اختصاص کم و در عنایت بغایت بود و در ادنی توجه به ارج اعلی و در اندک تصرف  
 به اکتب قضی فائز شدند لیکن باین همه اخصا و ملامت و کتمان پسند خاطر شریفش مانده نشد خود را بسکوت  
 مسلمان و مدرسان شمار کنند و از اهل دنیا چیزی به بجز سخن مطابق فهم شان بمیان نه آورد و الحق که ذات  
 عالی صفاتش در عهد خود یگانه و در علم و حلم و فضل و کمال وجود و سخا و مهر و شفقت و عطایا دگار زمانه بود و هفتاد  
 کثیره و موفقات مفیده میداشت چنانچه بعضی از آن به طالب طبع در آمده اند و اکثری باقی اند-

اول تصانیفش که در زمان تحصیل علم اتمام فرمود و حواشی حاشیه میرزا ابراهیم بلاحال است در آن بیشتر تقریرات  
 و ارشادات حضرت استاد خویش نوشته در آخر خود حل مطالب بچنین عمدگی و صفائی نموده که فی الفور  
 ذهن نشین طالب علم می گردد-

تصنیف دوم رساله تحریر الانوار فی اغصیر القلندر است که مکرر طبع شده از نظر ناظرین گذشته و این رساله نیز  
 در زمان حیات حضرت استاد خود تالیف نموده و بملاحظه شان گرانیده بتولیت بر تحقیق لفظ قلندر و تعریف آن  
 و اسما بزرگان که برین مقام فائز گشته-

تصنیف سوم رساله النیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی است که حاویست بر جوابات اعتراضات

کلامی ظاهر بر کلام حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وارد کرده اند این ساله از برای ناظر  
کلام حضرت شیخ رحیم خیل نافع و مفید است مطبوع گشته۔

تصنیف چهارم تکرار کتاب و ضل الازهر فی آثار القلندر است که حوض الکوفه نام دارد کتاب و ضل الازهر از  
تصنیف شریف حضرت استاد الیقینان مجمع العلوم کاشف السکوت است استاد و مولانا شاه تقی علی قلندر  
قدس اللہ سره است که تا بحین عشق ارقام فرموده بودند و توبت تمام کردنش نیامد که خود فانی المحجوب گشتند  
ایشان تکرار وی نوشته و در آن ابتدای بیان از اهمیت عشق کرده بر حال حضرتین جدین مجیدین تمام فرمودند  
که بجای خود تکرار کتاب نیز هست و لفظ مفصله حضرتین موصوفین هم۔

تصنیف پنجم کتاب الانصلاح عن ذکر الایصال است که در آن احوال مشایخ کرام سلسل عالیہ ثنائیہ  
یعنی قلندریہ و قادریہ و چشتیہ و سهروردیہ و فردوسیہ و طیفوریہ و مداریہ و نقشبندیہ که در هر یک از این اجازت خلعت  
ارشاد و تلقین از ابائے کرام و مرشدان عظام خود حاصل فرموده بحیر تحریر آورده و فوائد دیگر هم که برای اهل شریعت  
مفید است آفاده فرموده این کتاب هم زیور طبع در بر کشیده۔

تصنیف ششم کتاب القول الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه است که الحال رو بروی ناظرین  
موجود است مضامین این کتاب آنچنان اندک گوید اریاراد کوزه در آورده و مطالب آنچنان که طالب  
صادق اگر بر آن کار بندد و صوفی صافی گردد محتاج تعریف نیست مصرع حاجت مشاطه نیست و خیال آرازم۔  
تصنیف هفتم رساله القول المختار فی سلسله الجبر و الاختیار است که در آن بیان سلسله جبر و اختیار به توضیح  
شانی و تفسیح کافی فرموده۔

تصنیف هشتم غنیه الصوارف فی شرح خطبه العوارف است چونکه کتاب ستطاب عوارف المعارف جامع  
جمع مسائل تصوف است و خطبه کتاب خیل دقیق و عمیق است لهذا شرح آن مع اصطلاحات حضرت  
صوفیہ فرموده و یادگای عمده گذشت۔

تصنیف نهم تصنیف فی شرح التسویه است ساله تسویه در تصوف از تصانیف حضرت شیخ محب الدین ابوالکلام  
رحمۃ اللہ علیہ است و خیل دقیق و لطیف نیز پس شرح آن فرموده منت بر جان طالبان صاف و کلامان اثنی نهاد

تصنیف نهم رساله فاتح الابصار است و آن جوابات سوالاتی است که شخصی از ارادتمندان سلسله عالمیه  
چشتیه بکعبه ایشان فرستاده درخواست جوابات کرده بود حضرت ایشان نیز حل هر سوال بر وضعی خوب  
و نیکو خوش اسلوب فرموده اند که برای مسترشدان بسیار مفید است۔

تصنیف یازدهم رساله کشف القائق عن موزان الحقائق است این هم جوابات سوالات متعلقه علم  
تصوف است که از ارادتمندان خانقاهانی شخصی سائل آن شده بود و این رساله نیز از بس نافع و مفید است۔

تصنیف دوازدهم رساله تنویر الاغنی فی شرح تبیین الطرق است تبیین الطرق رساله الیست در علم تصوف  
از تصانیف حضرت شیخ علی متقی جوینوری رحمه الله علیه بسیار نفیس المضمون شرح وی نیز با نهایت پسنید  
است بلکه بر حد احسن الشروحی رسیده۔

تصنیف سیزدهم رساله زواهر الافکار فی شرح جواهر الاسرار است چند سوال متعلقه علم تصوف اند از  
مولوی محمد تقیم بروی رحمه الله علیه که جواهر الاسرار نام دارند حضرت ایشان شرح کافی و جوابات شافی  
آنها نگاشتند که خیلی نافع و مفید هستند۔

تصنیف چهاردهم الدرر المنقطه فی شرح تحفة المسلمه است تحفة المسلمه رساله الیست در بحث حدیث متعلقه  
علم تصوف مصنفه شیخ محمد بن فضل الله رحمه الله علیه حضرت ایشان شرح وی نیز مختصر و جامع جمله مطالب  
نوشته چنانکه بر شائق فن تصوف پوشیده نیست۔

تصنیف پانزدهم رساله الدرر الیم فی ایمان آبار نبی اکرم است به زبان عربی در ثبوت ایمان ابوبن  
حضرت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم۔

تصنیف شانزدهم رساله سیلاد شریف اندکی که بعد دیگر تصنیف شده بقالب طبع در آن  
و بسیار مقبولیت در طلب خلافت یافتند رساله اول فتح الطیب فی ذکر مولد الحبيب نام دارد و رساله  
دوم تسلیة القواعد عن ذکر خیر العباد و رساله سوم شامة المؤمن فی ذکر سیلاد خیر البشر و رساله چهارم زاد  
الغریب فی منزل الحبيب و این هر چهار رساله به زبان اردو هستند و رساله های مذکوره بالا به زبان فارسی۔

تصنیف هفتم تفسیر سوره یوسف است که خاص در بحث عشق ارقام فرموده اند مگر افسوس

که تا تمام مانده - خداوند تعالی از اعقاب کس را موافق ساد که وی را یا تمام رساند -  
 تصنیف بیچشم حواشی متفرقه اند بر شرح لمعات حضرت فخرالدین عراقی که رشحات انوری نام دارد این  
 حواشی نیز طریقی خوب روشنی خوش اسلوب میدارند -  
 تصنیف نوزدهم شهادت الکوین فی شهادت بحسین است که به شهادت نامه کلاان شهرت دارد که هر  
 طبع شده و بسیار مقبولیت عامه یافته حاجت تعریف ندارد -  
 تصنیف دهم الدنیا فی مناقب غوث الاعظم است که دو مجلد ضخیم دارد شرح او مصنفش مشکلیست مختصراً  
 اینست که حال از احوال حضرت غوث پاک رضی الله تعالی عنه و آبای کرام و مشایخ عظام و انبای عالی مقام  
 و معاصرین و مسترشدین آنحضرت مع دیگر مباحث متعلقه ضروریه فرد گذشت نشده هر چه تعریف می  
 کرده شود کم است -

تصنیف یستم رساله ایست در تحقیق مهر حضرت سیده فاطمه الزهرا رضی الله تعالی عنها و اولاد  
 بنحوی تمام اختلافات عبارات کتب سیرت رفع کرده اثبات تلامذ و بچهار صد مثال سیم فرموده و واری آنی بجز  
 فواید متعلقه نکاح مع حال زولج بطرات و نبات مقدسات رضی الله عنهن نیز تحریر فرموده الهدیه مقبول فی تحقیق  
 صدق بضعة الرسول ام دارد این هر سه تصنیف نیز زبان مرو جارد و هستند نیست مختصری احوال تصنیفات  
 حضرت مخدوم بعد از وفاتیک حضرت بجاگی خانقاه کاظمیه اختیار فرمود و سرگرم ارشاد و تربیت و تلقین طایبین و  
 مریدین را چنین گشت از نوبت به تصانیف دیگر نایدا البته مشغله مدیریت ایام وفات تسلط قلم مانند احوال است پاکش بجم  
 فضایل کمالات انسانی آراسته و قلبش زنجیر فیض لمیری پیوسته در زمان بجاگی شیخی بلا شیخ فرمود و گاهی از حلقه  
 عبودیت که خاص مقام محمدر علی صاحبها الصلواة و التحیة است و منصب ندانی وی پابردن نکشید و اگر چه نسبت جامع جمیع سلا  
 و خانواده بایست که بگفتندش مانند و محمدی الهام قطب الارشاد - بالاخر چونکه مال کار هر بودنی نابودنی است بجا  
 بستم ما محرم احرام نه یک هزار و سه صد است و چهار تمبر می و در وجهه بجا صند تپ و ح با کشتن قفس غنصری پرواز  
 کرده با مشغول حقیقی پیوسته رفت آن طاووس نشی سوسیش و چون سبزه افشایش بویش بنانند و انا الیه راجعون  
 شرح بن بجران بن حن جگر بن این مان بگذارتا وقت دگر بنیش زین ثوبه خوزیری جوجه بنیش زین ارشمسیری گوی



خصم ختم انبیاست ختم سوره صفیا ای میل گلزار معانی که توئی دی محرم سار زنهانی که توئی  
 هر کس که نشان دست می خست نیا هم از تو بیا بد آن نشانی که توئی احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم  
 که در اثر موجودات سائر مخلوقات را بقدر قابلیت از انوار خاص موجود و انعام عام شهودش بهره است کافی  
 و نصیبه است وافی **س** شکر فیض تو چمن چین کنای ابر بهار که اگر خوار و کرگل همه پرورده تست  
 و بر آل و لایست آل و صحاب ایت مآب او که شرف صحبت ظاهر می و باطنی اش مشرف گشته اند و از فیضان  
 برکات آن تجلی خاص حضرت رحمن کامل و مکمل گردیده بر سر خلافت امامت متمکن گشتند و در مدینه کرامت عتبات  
 متوطن اما بعدی گوید زاب اقدام حیدریان اعلی المقام علی نور برای نام ابن من هو که فی الکلمات العلیه و  
 الحالات السعیه تذکره للسلف اصحابین اثر من آثار القدام و خلاصه من المتأخرین اکاملین الذی مناقبه لا تعد  
 ولا تحصر مولانا و امینا حضرت شاه علی اکبر قلندر مدت ظلال افته علینا ظلیلا و سحاب فیوضه مطیر اگر این  
 عجاایه است نافع و سلاما است را بعلی بکبول گدایان است پیر از انوار الهامی گوناگون و مرقعه درویشان است  
 از رفقات بوقلمون که وفق خواش صدید طریق عزیز خالص آگین نشی محمد تلج الدین مطلق فرمایش  
 شفیق رفیق و رفیق شفیق مقبول بارگاه رب احد نشی محمد شکور احمد گاشته نامش بر صفت کاغذی القول  
 الموجه فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه که داشته آمد رجا که ناظر غیر مناظر انظری من زاید  
 و غائر عبا از حضرت ذوی البصائر البصری و عابد رگاه حضرت پروردگار جل و علا آنست که دل و زبان ما و  
 یاران ما را از اقتران با حادثات نفسانیه نگهدارد و در تحقیق و مقترد قیق از قطع طریق نفس و شیطان طبیعت  
 بسلاست رساند و بر مرکز حق قائم دارد و مرا که پیش از سفر چینی مرتبه ندارم از زبان حر فکیران سنگار نماید فلما  
 انا اشرع فی المقصود متوکلا علی الله المعبود

وصل و تحقیق این کلام حافظ سخاوی گوید که ابوالمظفر سمعانی در بحث تحسین و تقوی عقلی از قواطع  
 گفته که این قول من عرف نفسه فقد عرف ربه مرفوعا شناخته نمی شود و چه این نیست که این حکایت کرده شده است  
 از قول سجی معاذ را ذی و همچنین گفته است امام نووی که این ثابت نیست استثنای مدعی قاری در رساله المصنوع  
 فی احادیث الموضوع گفته که حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه را این تمییه موضوع گفته و حافظ سیوطی در قول الا

این کلام از کلام  
 حضرت شاه علی اکبر  
 قلندر است

فی حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه گفته که این حدیث ثابت نیست ز کشتی در احادیث مشهوره گفته که این معنی  
گفته که این از کلام بحی معانی معاذ را می ست انتہی گویم که این حدیث نزدیک اهل کشف صحیح است و در کتب غریب  
بصیغه جزم آورده اند و بدان احتجاج کرده اند از جمله شیخ محی الدین ابن العربی است که در عقلة المستوفی بصیغه  
جزم آورده است و گفته که عقل اول که نور نبوی است نفس خود را دانست پس ایجاد کننده خود را دانست  
پس طریقه دانستن او در رب اسمان طریقه دانستن اوست و نفس خود را و نیز در بقعة الفواص گفته که شناخت  
ربوبیت شناخت نفس است فرمود علیہ السلام که هر که شناخت نفس خود را پس شناخت رب خود را و فرمود عارف  
شاه بنفس خود و عارف ترست بر خود و در اسرائیلیات آمده که ای انسان نفس خود را بشناس تا رب خود را بشناسی  
و در کلام مجید آمده است که نسوا الله فانسا هم نفسهم یعنی فراموش کردند خدا را پس فراموش گردانید حق تعالی  
او شان را و نفس غمخشان اما اینجا کلام شیخ قدس سره شیخ ابراهیم کردی در رساله در الملقطه بعد  
نقل این کلام می فرماید که این آیت از شواهد این حدیث است و کسی را بجز شیخ ندیده ام که بر این تنبیه کرده باشد  
و وجه بودن این آیت دلیل بر ارتباط شناخت ربوبیت با شناخت نفس این است که اگر ارتباط نمی بودی  
فراموش کردن آنها را سبب فراموش کردن شان نفس خود را که آن فراموشی نفس شان از فراموش  
گردانیدن حق تعالی است زیرا که هر آن دو امر که در آن ارتباطی نباشد ممکن است که یکی از آن شناخته شود  
با فراموشی از دیگری لیکن در این آیت فراموش کردن شان را سبب افتاده است و فراموش کردن خود  
شان نفس خویش را پس شناخت نفس مستلزم شناخت رب است چه که اگر جائزی شد فراموش کردن  
شان حق را بجز فراموش کردن نفس خود هر آئینه جائزی شد که می شنیدند شان چیزی را که نفع او شان را  
و چیزی را که خالص کند آن چیز را و معلوم است که این شنیدن و کردن بدون انقیاد حق تعالی نیست آن  
انقیاد تابع داری حق است باقتال او امر و نواهی او و این حاصل نمی شود مگر شناخت اینکه انسان محتاج  
است بسوای حق در تمام کمالات وجودیه همچو حاصل وجود خود و اینکه حق تعالی مستحق این است که تنها خود او  
عبادت کرده شود بسبب غنای ذاتی او از ماسوای خویش و بوجه جامع بودن حق کل کمال او محتاج بودن  
نا سو او تعالی بسوای او تعالی در جمیع احوال خویش و این عین شناخت رب است که منافی است بر بیان



پس اگر فراموش کردن شان اعدا بانه فراموش کردن شان نفس خود را جائز بودی لازم شدی اجتماع این نقیضین  
و آن محال است و هر چه مستلزم محال است خود محال باشد پس محال است نشان شان اعدا را شناخت خود  
شان نفس خود را پس شناخت ربوبیت مربوط است بشناخت نفس و این مطلوب است این چنین گفته اند  
حاصل در معنی این حدیث سخاوی در مقاصد حسنه می گویند که تاویل این حدیث این چنین گفته شده است  
که هر که خود را شناخت که من حادثام پس او رب خود را شناخت که او قدیم است و هر که خود را قاتی شناخت  
رب خود را باقی شناخت و امام نووی در فتاوی خویش می گویند که هر که نفس خود را شناخت که او ضعیف  
و مفقر است بسوی پروردگار و عبودیت برای اوست پس انگس لب خود را شناخت باینکه قوت و قهر و غلبه  
و کمال مطلق و صفات علامه او را هستند علامه سیوطی در رساله قول الاشبه گفته که شیخ تاج الدین بن عطاء الله  
در لطائف المبین گفته که شیخ خود ابو العیاس مرسی را شنیدم که گفت بهمانا درین حدیث تاویل اندکی آنکه هر که  
شناخت نفس خود را بذل و عجز و فقر و شناخت حق را بقدرت و غنای او پس معرفت نفس خود اول خواهد بود  
بعد از آن معرفت حق دیگر آنکه هر که شناخت نفس خود را پس آن شناخت دلالت کرد بر اینکه او شناخته است  
حق را قبل ازین پس اول حال سالکین است و دوم حال مجذوبین است و شیخ ابوطالب یکی در قوت لقنوه  
فرموده که معنی این آیه است که هر گاه بشناختی صفات نفس خود را در معاملات خلق و تو کمروه میداری احوض  
را بر خود در افعال خویش پس از آن بشناختی صفات خالق خود را و اینکه او کمروه میدارد و عیب کردن را  
پس اضی بان بقضای او و معامله کن او را با آنچه دوست داری که معامله کرده شوی تو بان گویم معنی دیگر  
این حدیث آنکه هر که بشناخت نفس خود را بفرقان ذوات و شهود از تجلی الهی باین طور که من منظره  
اکمل ام از جمله کائنات پس بشناخت اینکه حق تعالی جامع جمیع مقابلات است که وارد اند در آیات تنزیه  
و متشابهات پس میدانند که حق را در عین تنزیه تجلی است در آنچه خواهد چنانکه خواهد و آنگاه که خواهد منافاتی  
نیست در تنزیه و تجلی در مظاهر زیرا که حق سبحانه را آن اطلاق حقیقی است که هیچ تقیدی مقابلش نیست و  
مقتضای آن جمع کردن است میان تنزیه و تجلی بلا منافات بعض تفصیل این اجمال است قول شیخ اکبر در  
عقده المستوفی که تحقیق حق تعالی نفس خود را دانست پس نیست عالم را و بر این بهر آنکه بصورت که آن انسان

مختصری شریف است که در وجه کرده شده اند معانی عالم کبیر و گردانید حق تعالی انسان را نسخه جامعیه برای آنچه  
در عالم است و آنچه در حضرت اکبیه است از اسامی و این فرمود پیغمبر صلی الله علیه و سلم که خلق الله آدم علی صورته  
انتهی یعنی پیدا کرد الله تعالی آدم را بر صورت خودش اینجا در ضمیر صورت خلافت است که بسوی که عالم است  
گویم این حدیث صحیحین ثابت است و آمده است در حدیث نهی از زدن بر دوش صحیح مسلم از ابی هریره ز انبر آنچه  
در صحیح بخاری است در کتاب لغت که تحقیق پیدا کرد الله آدم را بر صورت او و نیز در صحیح بخاری در اول کتاب الاستیذان  
از طریق همام از ابی هریره مرفوعاً آمده است که الله تعالی پیدا کرد آدم را بر صورت رحمن و گفت که آنکه روایت  
کرد آن آآورده است آن را بمعنی از لیس چنگ زدند با آنچه او را در و هم نمی اندازد پس بسبب این غلط کرده  
و مادی و تابع او اسکار کرده اند این زیاد را که بر آورده است این عجم در سنن و طبرانی از حدیث آن است که  
رجال آن ثقات اند و بر آورده او را ابن ابی عاصم نیز از طریق ابی یونس از ابی هریره مرفوعاً که روی کند تاویل  
نکرد و را یعنی حل بر غلط را در فهم مزج ضمیر لفظ او این است که هر که قتال کند پس باید که پیوسته از روی بینی  
بر دوش و ند پس تحقیق در و انسان بر صورت رحمن است و گفت قریب تری آید و اول کتاب الاستیذان  
از طریق همام از ابی هریره مرفوعاً که ان الله خلق آدم علی صورته الحدیث باز از سخن بن اهوریه نقل کرده که صحیح  
است ان الله خلق آدم علی صورته الرحمن و از امام احمد منقول است که فرمود که این حدیث صحیح است هر که ضمیر  
را بسوی آدم راجع گردانید غلط کرد انتهی پس ظاهر شد که ضمیر راجع بسوی الله است و آنچه تاویل کنندگان  
ازین و هم کرده اند از تشبیه یا تجسم از ان هیچکس لازم نمی آید زیرا که حق تعالی بسبب بودن اولیس گفته شئی منزه است  
ازین که صاحب صورت باشد و تجلی او در صورت که ثابت است در صحیحین غیر همانانی منزیه نیست چرا که حق تعالی را  
هرگاه که آن گونه اطلاق حقیقی است که مقابل و تقییدی نیست پس او را ممکن است که در هر تقیید تجلی کند و باقی ماند  
بر نزد اوست خود دیر اگر تجلی در ظاهر از کمال اطلاق حقیقی است و توابع او آنکه منافی او باشد پس منافات است  
میان لیس گفته شئی و میان تجلی حق در صورت که ثابت است در صحیحین از ابی هریره که بر خدا آمد حق تعالی مردمان را در صورت  
که می شناسد او را و از حدیث ابی سعید که باز ظاهر خواهد شد حق تعالی بر او صورتیکه غیر آن صورت است که دیده ایم او را  
در مرتبه اول در مسلم از حدیث ابی سعید که خواهد داشت بر خود را در حالیکه در صورت خود که در ان را اولی دیگر

حافظ ابن حجر گفته که روایت ابی سعید مثل روایت حاکم بر این دلالت دارد که تعلی سه بار واقع می شود اول در صورتی که  
 می شناسند و ثانی در صورتی که انکاری کنند و سوم در مثل صورت اولی و الله اعلم انتهى شیخ ابراهیم کریمی غیرت  
 می گویم که بودن انسان نسخه جامع بدان کشف شاهدست و نقل دلالت می دارد همچو قول او تعالی - سیرتیم آیتنا  
 فی الآفاق و فی انفسهم حتی یتبین لهم الحق و قوله تعالی و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون - میضای  
 گفته است که زیرا که در عالم چیزی نیست مگر آنکه در انسان از و نظیری است که دلالت دارد بآبودن آنچه تنهاست  
 انسان بدان از سمیت نافع و منظرهای بهیه و ترکیبات عجیبه و قادر شدن به افعال غریبه و حاصل کردن صنایع  
 مختلفه و جمع کردن کمالات رنگت نگ شیخ اکبر در بلغة الغواص گفته که اما منتهی که بر آسمان زمین پیش کرده شد  
 و آنها انکار برداشتن آن کردند آن امت گنجایش معرفت حق بود و نیافته شد در آسمانها و زمین ماده قبول  
 آن و قبول کرد و او را انسان باین ترکیب صوری چرا که انسان مژده عالم است پس اومی بنده نفس حق در او عالم پرگار  
 عالم اجزای مراتب می اندوی بنده عالم را در نفس خود زیرا که او آئینه عالم است و می بیند رب خود را بالعالمی که او  
 نفس اوست بحیثیت آنکه او کل عالم است و بهر این انسان گنجایش کرد چیزی را که گنجایش نمود بهر وی عالم بهر  
 این مخصوص گردانید حق تعالی انسان را در کشادگی آنجا که خبر داد که حق را گنجایش ندارد آسمانها و نه زمین اما  
 گنجایش دارد و او را اول مومن از نوع انسان انتمی اکنون معنی این حدیث ما و سعتی ارضی و ملاسمانی و لکن  
 و سعتی قلب عبدی المومن توان نیست که الله تعالی بچون و بیچگون است روح آدم را که خلاصه اوست نیز در  
 بیچونی و بیچگونگی آفرید پس چنانکه حق تعالی لامکانی است روح نیز لامکانی آنکه نسبت روح با بدن همچو نسبت او  
 تعالی است با عالم داخل است و نه خارج متصل است منفصل پیشش از قیود نیست بتی مفهوم نمی شود و مقوم  
 بر ذره از ذرات بدن روح است چنانکه الله تعالی قیوم عالم است قیومیت او تعالی مرید را بواسطه قیومیت روح است  
 هر فیضی که وارد می شود محل در و در آن فیض ابتدا روح است بواسطه روح آن فیض به بدن می رسد و چون روح الهی  
 بیچونی و بیچگونگی آفریده شد لاجرم بیچون و بیچگونگی تحقیقی را در وی گنجایش آمد که لایسعی ارضی و ملاسمانی و لکن لایسعی  
 قلب عبدی المومن چه ارض و سما با وجود وسعت و فراخی چونکه داخل در آن امکان اند و باغ چونی و بیچونی تقسم  
 لاجرم گنجایش لامکانی که مقدس از چند می و چونی مست ندارد لامکانی در مکان گنجایش ندارد و بیچون بیچونی نمی یزد

غلام نمود  
 از نشان لایق  
 قدر لایق  
 لایق در نفس  
 ایشان نیز  
 تا کمال فیض شود  
 بر ایشان که  
 این حق است  
 است حق را  
 در این نشان  
 از برای نفس  
 کنندگان در  
 ذاتشان لایق  
 آیتانی که در  
 شیخ الرحمن  
 است  
 به نسبت دارد  
 از برای روح  
 در آسمان و زمین  
 و در آن  
 ملاحظه دارد  
 من مومن  
 ۱۲

پس با چار گنجایش و قلب عبد مومن که لامکانی است و مبر از چندی و چونی متحقق گشت و تخصیص قلب مومن  
بنابر آن است که قلب غیر مومن کامل از اوج لامکانی فرو داده است و گرفتار چندی و چونی شده و حکم آن گرفته پس مصلحت  
این نزول و گرفتاری چون که داخل در اثر لامکانی شده است و چونی پیدا کرده آن قابلیت را ضائع ساخته است  
اولی که کمال انعام را به محض میل و اشتیاق هر که از وسعت قلب خود تجربه است مراد لامکانیت قلب بود باشد چه کمال  
هر چند وسیع است تنگ است عرش با وجودی که عظمت و فراخی است چون مکانی است هرگز آید در جنب لامکانی که  
روح است حکم داده شود در ابد اقل بلکه گویم که این قلب چون که محل تجلی انوار قدم شده است بلکه بقا بقدم یافته عرش  
و اقیما اگر در او افتند محمود و متلاشی گردند و اثری از اینها باقی نماند تا قال سید الطائفة فی هذا المقام ان الحوادث دائره  
بالقديم لم یبق الاثر این لباسی است یکتا که خاص بر قدر روح و دخته اند لکن نیز این خصوصیت ندارند و اعلی در کمال  
و تنصیف بچون لاجرم انسان خلیفه رحمن آید جل سلطان بر بی صورت شی خلیفه نفسی است تا بر صورت شی مخلوق نباشد  
خلافت شی را نشاید و اختلاف را نشایان نباشد محل باران است اصل خود متواند کرد و لا یحل عطایا الملک الا سلطان  
فرمود حق تعالی که ما پیش کردیم ابر آسمانها و زمین و کوه پس انکار کردند و برداشت آن و گران داشتند آنرا  
پس برداشت آن انسان تحقیق انسان طلوع و جهول است یعنی بسیار ظلم کننده است بر نفس خود و حیثیه که از وجود  
و توالیع وجود و اثری و حکمی نیست و بسیار نادان است حتی که انسان را او را کی نیست که متعلق بمقصود باشد و  
او را علم است نسبت بسوی مطلوب بلکه عجز از ادراک در آن مقام ادراک است اعتراضات بجهل معرفت است  
چرا که آنکه بسیار ترست در معرفت بالمدخست ترست از روی تخیر در آن تنبیه اگر بعضی عبارات لفظی که منجم  
عزیزت یا مظهریت است در شان او تعالی و تقدس واقع می شود محل بر تنگی میدان عبارت می باید کرد و در  
علامه را مطابق آرای علمای اهل سنت می باید داشت که ذاتی جوهر السلوک از انجا که در نور و کلام گرفتار انظار  
معنی صورت گردیده بود و لاجرم اکنون باز از آن می گذرم و در بیان معنی حدیث می پردازم تا بتوان دریافت که  
سلطان العلماء شیخ عبدالدین بن عبد السلام در حل الرموز فرموده که هر که را حق تعالی دیده بیدار کشاده است  
و پوشیدگیهای سریت خویش مشاهده کنانیده او میداند که در کونین از مفقورات ذرات چیزی نیست مگر آنکه  
در پرچیدگیهای ذات حقا اش مندرج است و در خطایای صفاتش مندرج و این سر قول او است من عرف نفسه

R

١٠٠

منہج تدریس

10

100

الطائفة

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840. 84

157

ایمان

20

10

100

天

✓

Q. Now, you're not going to tell me what the date is, are you?

10

21. 1/2

10

;

عبداللہ



پس چه حال خواهد بود در کبر متعال و تحقیق حاصل می شود ترا از آنچه درین اثر روان کردیم اقبال را انستی حضرت  
شیخ عبدالقدوس می فرماید که چون درویش و طلب حق در آید و کار بجای آید رساند که از غیر یکی انقطاع گیرد  
و مستغرق و محو شود بنور لامتناهی رسد که کرانه ازل و ابد را محیط بود هیچ کیفیت بد و راه نبرد نور پاک حق سبحانه بود  
لائق پرستیدن آن نورست که ذره از ذرات عالم نیست که آن نور بآن نیست از آن گاه حق وجود عالم از آن  
نورست و فضای عالم بدان نور چون خلیل الله علیه السلام بدان نور رسید فرمود انی وجهی للذی فطر السموات  
والارض حنیفاً و ان نور حقیقت عالم و بنی آدم است مصطفی صلی الله علیه و سلم در مقام صفای این خا فرمود در حق  
حام که من عرف نفسه فقد عرف ربه و در حق خاص خود فرموده که من رآنی فقد رآی الحق ان الحق منصور و سبحانی  
طیغور این نورست و برین حضور عزیز من چون فقر تمام شود غیر یکی بنخیزد و درویش در میان نما، اگر چه بهشت  
بشری و میان بود اما اعتبار از انستی گویم این اشاره بر تبه اعلای بقاست که آن بقا با بدست اهل ظاهر  
این حدیث را برین وجه حل کنند که حق خدا باطلست و درین صفت و موصوف محذوفست ای من رآنی  
فقد رآی روی الحق هر که مراد خواب دید حق دید خواب و اضعاف احلام نیست و فقره ثانی دلیل است که حق  
الشیطان لا یتشبه فی وایض حدیث را بخاری و سلم و ابو داود از ابو قتاده روایت کرده اند از زبان فیض سبحان  
حضرت جدامجد مولا نا و مرشدنا حضرت شاه حیدر علی قلندر قدس سره شنیده ام که فرموده اند که هنگام صدور  
این حدیث آنحضرت صلی الله علیه و سلم خود را عین حق دیده بودند ازین جهت فرمود که من رآنی فقد رآی الحق ای من رآنی

|  |   |
|--|---|
| چنان بود که بر بند خجواب کس خود را   | از و مشاهده حق بعین بیاری                           |
| کاتب الحروف گوید که معنی این حدیث اینست که انسان از جهت عدمیت که دارد نیستیست عین هستی چه ذات واجب بجمیع اسما و صفات بصورت انسان ظاهر شده و درین آئینه نیستی هستی مطلق نموده شده |   |
| آن امانت کاسمانش بر تفاوت در درون حبه جا می کند  | وز قبول ازین سر توانست آنچه مطلوب جهان شد جهان      |
| من عرف زین گفت شاه اولیا   | عارف خود شو که شناسی خدا پس بعین لبقین بدان که خودی |
| تو حجاب کبرست از قوت عشق آن را بردار پس در محل معرفت در آ و میوه باغ توحید تناول کن  |   |

لله برکت  
و صافیم  
سافرد  
ساکسی  
نیز آسمان  
من دران  
که کیفیت  
نور حق  
لیک  
را برین  
حق را ۱۲

|   |                               |
|---|-------------------------------|
| جای معاد و مبداء وحدت است پس  | من در میان کثرت موهوم و اسلام |
| <p>حضرت شیخ اکبر در نفس نوحی میفرماید که هر که جمع کرد شناخت حق و وجود مطلق تفریه و تشبیه و وصف کرد و در وصف مذکور علی الاجمال دربر که محال است شناخت او بطور تفصیل پییب عدم احاطه بدان صورتهائی که در عالم است پس آنکس شناخت مفصلاً زیرا که آنچه در عالم کبیر است درو منج است پس چگونه بر سبیل تفصیل خود را بشناسد و بهترین دریافت اجمالی و عدم دریافت تفصیلی نفس و حق را بطرف نمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم معرفت نفس را بعرفت حق پس فرمود که هر که شناخت نفس خود را که اجمالاً دانسته شود به تفصیلاً پس شناخت پروردگار خود را در مثل جمله بت پرستان که در مغایرت خود که عالم است خدا را دانسته پرستش نمایند و خود را ذلیل پنداشته حبید ایشان شوند چنانکه عادت قوم نوح بود و حق وجود مطلق چنانکه در آفاق است در نفس نیز موجود است از اینجا حکیم سنائی فرموده</p>  |                               |
| تو که در نفس خود زبون باشی  | عارف کردگار چون باشی          |
| <p>و حق تعالی در کلام مجید میفرماید که قریب است که بنائیم او شان را نشانیهای خود در آفاق یعنی صور تجلیات خود در آفاق و تفسیر آفاق خود شیخ میفرماید که موهوم خارج عنک یعنی آفاق آنست که خارج از دست پس و برایش از ان قائلین محدث وجود که حق را منحصر در خود دانند و از تصرف حق بصورت روح عظیم و اولیا و انبیاء منکر باشند و از رویت حق در عالم منافات نیست با آنچه در نفس تشبیه فرمود که هر چه هست از دست زیرا که هر چه در عین است باقی و نفع و ضرر از غیر متوقع است نه آنکه از غیر نفع و ضرر متوقع نیست و فی نفسه موهوم عنک معارضه کنائیم انسان اصور تجلیات خود و نفسهای شان و نفس انسان عین اتاوست پس مثل بت پرستان نباید شد که در غیر صورت حق دانند و محدود در غیر پنداشته عبادت مقیدان نمایند حتی تبیین لهم (ای الناظرین) انه الحق من حیث انک صورته موهوم و ملک ما آنکه نفع معارضه تجلیات در آفاق و نفس آن شود که برای ناظرین ظاهر شود که آنچه در آفاق و نفس است و حق وجود مطلق است در صورت آفاق از حیثی که تو صورت اوست مقید و او روح یعنی مطلق تست فانت لک المصنوع الحکمیة لک یعنی پس مجموعه تو برای حق مثل صورت جسمیه است برای نفس تو که اصل نفس ناطقه است همبرین ناطه او اصل مطلق تست چنانکه فرماید و هو لک کالروح المدبر لک و مستی مطلق برای تو مثل روحی است مدبر بر جسم تو و قائم به لفظ تشبیه بدان نظر است که روح مغایر جسم باشد بخلاف نفث وجود مطلق با وجود مقید است</p> |                               |



و در نفس یوسفی می فرماید که چنانکه گرفته شود هیولی در حد هر صورت نزد همه حکما حالانکه ابا وجود کثرت و اختلاف صور  
رجوع می کند و تحقیق بطرف یک جمع هر آن هیولاست آنهاست خواهم هیولاست محطی حکما گرفته شود یا مصطلحی مصوفیه که  
نزد ایشان هر پنج ظاهر شود بصورت از صور تنها یعنی تعیین از تعیینها چیزی باشد یا عرض مطلق برای محلی یا مقوم بدان  
آن هیولاست فن عرف نفس بهذه المعرفة فقد عرف ربه پس هر که شناخت نفس خود را باین معرفت که حقیقت و احد  
مثل هیولی صاحب کثرت مشهوره است که اوست حی و اوست علیم و سميع و بصیر و قهریه و کلیم و قدیر و علی بن ابراهیم  
شناخت پروردگار خود را که شئی واحد بصور اسما و احوال و امثال و شهادت جلوه گریست فانه لقالی علی صورة  
خلقیه بل هیوین هیوتیه و حقیقه زیرا که او لقالی بصفت خلق خود است از بنیاد شناخت و وابسته نفس خلق کرده شد  
است بلکه حق عین هیوت و حقیقت خلق خود است که در نظریه محقق درو پنهان گشته پس حقیقت حق است که در صورت  
انسان کامل جلوه گریست که احدیت انسانی مقید همون احدیت حق مطلق است که متعین گشته و در حدیث آمده است  
که آدم را بر صورت خود اسد و بر ویته رحمان آفریده یعنی بر صفت خود پس حق بر صفت بنده شده که انانیت و انات  
حق و قابلیت و قابلیت حق و جامعیت اسما و جامعیت اسم رحیم حق است و با وجود تعلق اطوار همون واحد  
باعتبار انتهی و در نفس محمدی در بیان حدیث حجت الی من دنیا کم ثلث النساء و طیب و قوی فی الصلوة و فی الخ  
که پس شرمع کرد و بکر زنان و آخر کرد نماز را و این بآن وجه است که درین جزو و مرد است در اصل ظهور عین و که حوالا از پس  
چپ آدم بوجود آمد و معرفت انسان بنفس خود مقدم است بمعرفت او بر ب و مطابق حدیث من عرف نفسه فقد  
عرف ربه و در نماز عرفان رب است و در نماز عرفان نفس زیرا که معرفت او بر پروردگار خود نتیجه معرفت اوست بنفس  
خود و ذات مرآت است برین پس تا وقتیکه در شناخته شود بطور کمال خود را شناسد و چون خود را شناسد  
رب را چگونه شناسد و بهر این فرموده آنحضرت که من عرف نفسه فقد عرف ربه پس اگر خواهی بگوئی بمنع معرفت که حق  
درین جزو و عجز از وصول بکینه حق از عدم معرفت کنه نفس که این بمنع معرفت بشهرت دارد درین حدیث و اگر خواهی  
بگوئی ثبوت معرفت حق بصفات از معرفت نفس بصفات پس اول آنست که شناسی که کنه نفس خود را شناسی  
پس شناسی کنه پروردگار خود را و دوم آنکه شناسی وصف نفس خود را پس شناسی پروردگار خود را انتهی  
مرجه کلام الشیخ بقدر الضرورة و بدانکه خود شناسی بر دو وجه است اول آنکه بدانی که من بنده ام مخلوق مملوق

پس کسی که  
شناخت  
نفس خود را  
دین معرفت  
بلی به تحقیق  
شناخت با رب  
خود را ۱۲  
دست  
گردانده شد  
سومین  
اندیشه بر  
فشیور دن  
و شکلی  
درین ۱۲

و مغلوب و مقدر و مولود حق تعالی و عاجز و ضعیف از همه مخلوق هستم که خلق الانسان ضعیفا و هم آنکه آدمی منظر جلال و جمال است کما قال الله تعالی لا یسعی فی ریحی و سانی و لکن یسعی قلب العبد المؤمن لتقی لقی در شان اوست و شرح این دو صفت طویل است اما درین آیات معلوم توان کرد سر در خود شناسی می گوید این است

|                               |                             |                                |
|-------------------------------|-----------------------------|--------------------------------|
| بر من دارد شرف سگ ابله و تنگ  | آن دوزخیم که باشد از بود من | بر چهره ندارم از مسلماتی رنگ   |
| و مولانا در خدا شناسی می گوید | مردی باید که باشد شه شناس   | دو رخ را رنگ ابله و فرخ را رنگ |
| مرد باید تا به پسند حق عیان   | در وجود خویش دلم هر زمان    | تا به بیند شاه را در هر لباس   |
| از وجود خویش چیزی جدا         | جلو پای از جلال از جمال     | مرد باید تا به پسند جز خدا     |
| مرد باید تا به پسند در جهان   | در وجود خود نه هم جهان جان  | می باید دید خود در کل حال      |

اینچنین است در هدایت الاعمی لطیفه باید دانست که شکرین در خانه کعبه هر چند بتان نهادند مگر آن شرف اضافت او که آیه کریمه ان طهرتبی بیان می نماید از کعبه سلب نشد و کعبه بخانه نگردید بلکه انجام کار از بتان همان گرفته شد و همچنین قلب بنده مومن که مضان با لکن قلب عبدی شرف بسیار دارد اگر گنایست و مصیبتی از وی گناه نشود محبت حبسیت و همچنانکه از نهادن صد و شصت بتان در خانه کعبه اضافت آن خانه از حق باز نسته شده و چنانکه بود باقی مانده همچنین دل بنده مومن را که در روز شنب هفت صد و شصت نظر حق تقویت می دهد پس چگونه اضافت و اختصا او باز نسته خواهد شد انتهی حضرت شاه مجاهد رقدس سره در مکتوبی بحضرت شاه ابو نجیب قلند میگوید می خلیفه خویش ارقام می فرماید که جان من نسبت به میان عاشق و معشوق است همچو نسبت زبان لسان و قلب دل و تراب و گل است معشوق را دیدن و دانستن کار عاقلان است جهان زمین اوست نه غیر بلکه نقد همان است غیر زمین و دیدن کار کور همان است چنانچه مشاهده سیاهی است بحروف مشاهده معشوق با کردیم کمالات تا معلوم شود که کمالات نیستند بلکه واجب است که مسمی کمالات است من فهم فهم انتهی اما این ترس به قال و مقال در مطالعه کتب محققان حاصل نگردد چه آن محض خیال باشد که کشف و کشف اولیای نامدار و عارفان صاحب اسرار دیگر است که بعد ریاضات شاقه بتوجهات مرشدان در ایشان ظاهر گشته و بدان رفقای اشیاء آگاهی بر ایشان ظاهر شده و دینی اصلاح و بصیرت نمانده ازین سبب آمده است که من عرف نفسه فقد عرف ربه

پس معلوم شد که مرتبه عرفان اعلی است و همان است که در بیان نیاید و نیز بدان که معرفت آنست که ترا از غیر حق قطع کند  
و بسوی حق باز گرداند و اینجا گفته اند که در حوصلت آنکه طریقی الی الله را آسان می گردانند یکی معرفت دوم محبت نیز اگر  
محبت شئی محب را تا بنیاد و گنگ گرداند از غیر محبوب حق را شناسد و روزی طلب کن از جاهای که خواهی نگرین  
افتی بر حرام و در غبت کنی در حلال و خیر خواهی کن در بندگان این زد و دلال و خیانتی مکن در امانت حق و حق را  
بیستین پرستش کن تا امامی باشی از آنکه دین منتقل شود از علم جالبین بسوی خاصه که باشی از وارثین و ترا بسوی  
بود از مرسلین و هر که اضافت نسبت کرد یا دوست و دشمن و محب گردانید و مقرب گشت یا خوف و رجا کرد  
یا سکون و امن یافت بهر چیزی یا بر لای چیزی غیر حق یا تجاوز کرد از حدود الهی پس او ظالم است و ظالم امام نباشد  
قال الله تعالی انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لایزال عہدی الظالمین و هر که حق را بصدق و  
رستی و نفس خویش در دست او امام است روایت او کم بود یا زیاده و هر که امام است پس او را مضرت نیست که اتباع  
او کم باشند یا زیاده و بعضی گویند که حقیقت معرفت غنی شدن بحق است از تمام خلق اگر گوی که این چگونه بود  
حال آنکه حق تعالی نبی خود را بدشمن او حاجت مند گردانید خواه گفت که بسین غنای خود را آسمانها و زمینها  
که ترا حاجت بهر دوست و هر که محتاج حق است حق تعالی او را از آسمان و زمین هر دو منقطع خواهد کرد پس  
کسیکه بلند کرد آسمان را ازین برافتد آسمان بر تو بازمی آید زمین را ازین که زمین ترا فرو برد پس همون کس  
ست که دفع فرمود ضرر را از تو و فرستاد نفع از هر دو بسوی تو و ترا حاجت مند گردانید بسوی خود تا که او را عبادت کنی  
یا او بے نیاز کند ترا بدان عبادت از هر چیز و این معانی قول او تعالی است و الحمد ربک حتی یا تیک الیقین  
و این عیان است محتاج بدلیل برهان نباشد و پاک کن از تو غفلت و نسیان و متلاک تبلو اکل نفس اسلفت  
و رده الی الله مولاهم الحق و صل عنهم ما کانوا یفترون و بعضی گویند که چگونه خدا را در هر چیز بهتر گفته شود که این  
گویند که بدی تسلیم حق او بلا کمی و تناسل حق او بلا تنگی و استهدا حق او بلا کدر و این معنی قول او تعالی است ثم لایجوا  
فی نفسهم حرجا ما قضیت و سلوا تسلیما پس تسلیم حق ابدان است و تناسل حق زبان و استهدا حق جنان و بسوی  
او حلا امور بازمی گردند پس او را عبادت کن و بر تو تکمل کن و رب تو غافل نیست از آنچه شما می کنید حضرت شیخ  
ابوالحسن شاذلی می فرماید که حقیقت معرفت بے نیاز شدن عارت است بوصف معرفت از هر چیز سوا حق تعالی

بهر دو گاه هر که  
گرداند از این شایسته  
گفت این را هم دارد  
من نیز بشویدان  
آن فرمود در صدوی  
المان فتح کرد  
عبدت کن  
بر دو گاه خود را  
بسیار بزرگ و بزرگوار  
دران مقام  
بیان نماید نفس این  
پیش فرستاده است  
باز گردانیده شود که  
خدا اضافت نشان  
در حقیقت او کم کرد داد  
کاوان این هستند که  
افزای کنند از چیزی  
استند  
هر خواست و طلب  
راه نمودن ۱۲  
پس باز  
نیامد دل خوش  
تنگی از این حکم  
فرمودی و قبول  
کنند اطاعت

و فرمود که بسیار بودم و آنحضرت صلی الله علیه و سلم را در خواب دیدم فرمودند که پارچه‌ای خود را از چرک پاک کن که  
مخطوط باشی بعد حق در سیر نفس عرض کردم که یا رسول الله پارچه‌ای من کدام اند فرمود که ترا حق تعالی حله است  
پوشانید پس تر حله محبت پس تر حله توحید پس تر حله ایمان پس تر حله اسلام پس هر که خدا را بشناخت خود  
گرداند و از او هر چه بدو هر که حق را دوست دارد دلیل گردد پیش او هر چیز و هر که حق را یک اند شریک نگرداند چیزی  
را با او و هر که ایمان آورد و مومن بود از هر چه بدو هر که اسلام آورد بحق کمتر نافرمانی کند او را و اگر احياناً نافرمانی از او  
کرد و فی الفور پیش حق عذر آورد و هر گاه که عذر آورد و عذرش پذیرفته شود شیخ فرمود که ازین ارشاد نبوی منی  
آید که می‌فرماید یک قطعه نفهمید انتہی معنی این آیت اینکه پارچه‌ای خود را خوب پاک کن زیرا که اولاً نظر آدمی  
بر پارچه می افتد بعد از آن بدن هر گاه که پارچه پاک شد پس بدن که از پارچه پوشیده است اینجا بطریق اولی پاک  
خواهد بود و همین وجه است که طهارت بدن را اینجا ذکر فرمود و اندر آنکه پاکی بدن اینجا با ضرورت فهمیده می شود  
یعنی پارچه را که از بدن علاقه میدارد هر گاه حکم پاکی شد پس بدن را که مقصود بالذات است ضرورت پاک داشتن باید  
و لفظ ثیاب در سه حال عرب برد قسم گفته می شود یکی ثیاب ظاهری و دیگر ثیاب باطنی و طهارت نیز بر دو قسم است  
ظاهری و باطنی پس در تفسیر این کلمه چهار احتمال می توانند شد و آن هر چهار احتمال را یک جامه اگر گفتن  
باید بطور عموم مجاز بود احتمال اول آنکه ارشاد می شود که پارچه را از پلیدها پاک دار زیرا که آدمی ایمانی را  
را در نماز فرض یا نفل یا در ذکر الهی هر وقت مشغول می باید ماند و از ملائکه و ارواح طیبیه مستأبست حاصل توان کرد  
زیرا که از تن همین منظور و مقصود است و این بدون پاک داشتن ظاهر حاصل نمیشد و اگر درین قفیت پس همین  
قدر است که این پاکی در نماز فرض است و در غیر آن فرض نه و از چیزهای پاک داشتن پارچه باید آن چیز را مانند  
بول و غایط و منی و دودی و خونی و ریم که اگر نماند از مقدار کف دست ازین چیزها جامه برسد آن جامه  
قابل نماز نمی ماند مگر بعد از افشردن و شستن سه بار احتمال دوم آنکه جامه ظاهر را از نجاسات معنوی  
پاک دارد و نجاست معنوی جامه آنست که از کسی بغصب نگرفته باشد و بدزدی و خیانت و دیگر وجه حرام  
کسب نکرده و آنچه سهتال آن حرام است مثل رشیمین ناب برای مرد و سهتال نیارند و در قطع و دوختن آن بر سر  
و امور نامشروع و امر مکتب نشوند مثل دراز کردن دامن از شالنگ احتمال سوم آنکه مراد از جامه صفات

و اخلاق باشد زیرا که عرب گاهی جامه می گویند و ذات شخص را مراد میدارند و گاهی آبروی او را و گاهی نام و  
 جاه او را چنانچه می گویند الکرم فی بروج و نیز می گویند که فلان طاهر الذیل است یعنی پاک امن است و فلان  
 نقی الثوب نقی الجیب است و وجه بناسبت آن است که چون جامه شخص بر بدن او محیطی باشد و از دور همان  
 محسوس می گردد و بسبب جامه اقیانوس شخص از شخص دیگر مجامع می گردد و گویا حکم ذات او و صفات خاصه او دارد  
 پس معنی آیت چنین شد که ذات و آبروی خود از لوث صفات بد و اخلاق مذمومه و تهمت های قبیحه محفوظ  
 دارا احتمال چهارم آنکه مراد از جامه بدن باشد که محل استنجاء و دیگر اعضا مستوره اند و مراد از تطهیر  
 استنجاء آب کردن و بول و براز را بحد تمام دور نمودن و سایر بدن را از اذکار و نجاسات مختلف و مستفاد شستن  
 و بهر تقدیر تطهیر ظاهر را در تطهیر باطن اثر تمام است و صفائی جامه عنوان صفائی دل می باشد علی الخصوص  
 کسی که عظمت و بزرگی او در دلهما نشانیدن و گفته او را واجب القبول انگاشتن منظور و مقصود شود و تطهیر  
 جامه و بدن زیاده تر باید که بشود تا در نظر مردم گنده و حقیر نه نماید و از گفته او حسابی بر ندارند و منظور از اینجا بیان  
 تطهیر جامه است که برای این غرض است و آن غرض اهل ایمان را ضرورت نه نفیس پوشی و گر آن قیمت ساختن  
 که آن بنا فی ایمان است مگر در مقام اظهار نعمت الهی بر خود و قصد اهل شکر آن که باین بیت متحجب میگردد  
 اینقدر بضرورت وقت گفته آمد اکنون تعریف عارف توان شنید بعضی گویند که عارف آن بود که فارغ از دنیا  
 و آخرت باشد و حضرت ذوالنون گفته که عارف ترین مردمان بخت آنست که زیاده تر از خلق در حیرت بخت بود  
 و بعضی گفته که هر که عارف تر بود مخالفت تر بود و بعضی گفته که عارف آنکه بیرون بود از دنیا و قضا شود حاجت  
 او از دو چیز ترکیب میگردد بر نفس خود و دیگر ترنا کردن بر رب خویش و بسوی این اشاره فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم  
 لا احصى ثناء علیک حضرت ابو بکر فرمود که عارف طیار است و زاهد سیار و حضرت شبلی فرمود که اهل معرفت خوششان  
 حق اند در زمین او که بجزودی باو بگیرد انس نگیرد حضرت حسین حلاج گفته که بنده هرگاه به مقام معرفت میرسد و بار او  
 می کند که اگر خطره غیر حق در گذرد نتواند و بعضی گویند که عارف عارف نبود تا این چنین نشود تا او را اعلی برابر  
 ملک حضرت سلمان بنده او یک چشم زد و هم از خدا غافل نماند بعضی گویند که عالم آنکه بدو اقتدار کرده شود و عارف آنکه باو راه یافته شود  
 بعضی گفته که عارف فوق آنست که میگردد عالم کمتر آنست که میگردد و بعضی گویند که عارف آنست که انوار علم او در خشان باشد

که بدان عجب غیب بیند و بعضی گفته که عارف آنست که وقت خبر دادن آخرت صفت کردن گفت آن پس چگونه وقت  
 خبر دادن دنیا صفت معرفت تواند کرد و فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که ستون دین معرفت بالله و یقین عقل قانع  
 است پرسیده شد که یا رسول الله عقل قانع چیست فرمود باز ماندن از ناخرافی و حرص بودن بر طاعت حق تعالی  
 ما و جمیع یاران را این مرتبه معرفت عطا فرماید و وصل دهنی بجزو راقده و اعلی جدا و مرشدنا حضرت ملا  
 شاه حیدر علی قلندر قدس سره الاطهر عرض کردم که در معنی این حدیث سخنان بسیار دیده و شنیده می شوند تا توئی  
 فیصل در معنی این دریافت نمی شود که بران اعتماد توان کرد از اشیاء فرمودند که در تحقیق این حدیث از مقام فنا  
 فی الذات است یعنی هر که خود را شناخت که من نیم بلکه حق است که برین صورت ظاهر شده است پس او پروردگار  
 را شناخت و معنی معرفت ربی بر بی آن باشد که نامن بودم حق را نمی شناختم چون خود را گم کردم حق دانستم بعد از آن  
 از علم خودم رنتم حق را حق شناختم **شعر** تا توئی از خدا نیایی بود خود بناشی خدا نماید و  
 انتهی حضرت سید محمد حسینی ساکن کاپلی در رساله مختصره نقل توحیدی نویسنده که این فانی الذات از ترقیب  
 است باید که باین ترتیب سلوک نماید تا مقصود عظم که خدا شناسی و وصول الکی است حاصل شود ترتیب است  
 اول باید که تمام عالم را یک آئینه فرض کند و در آن جمال حق مدام می دیده باشد و درین نسبت چنان مقید  
 گردد که یک لحظه و لحظه از دل دیده فوت نکند و درین خیال هم مشغول ای خشک حالیکه آئینه دیدی می یابد  
 در نهایت این حال چیزهای گوناگون نمودار خواهند شد و لذت خواهد یافت بعد از آن ترقی کند و برتر آید  
 و همه عالم را حق داند و حق بیند و چنان تصور کند که همه حق است که بدین صورتها و شکلهما ظاهر است

|                              |                                |                               |
|------------------------------|--------------------------------|-------------------------------|
| هو الظاهر هو الباطن کما عی   | ای غیر ترا بسوی توسیری نه      | خالی از تو هیچ سجده و ویری نه |
| دیدم همه طالبان و مظلومان را | کا بخله توئی و در میان غیری نه | درین حال چنان مداومت نماید    |

و غرق شود که هیچ ساعت ازین خیال و تصور خالی نباشد و درین باب سعی و کوشش کمابیش  
 پیش گیری که مقصود بی سعی نتوان یافت و سعی است که آدمی را بمقصور رساند در اشیاء این تصور چیزهای  
 عجیب خواهد دید و لذتها گوناگون خواهد یافت بعد از ترقی گیرد و برتر آید و خود را از در میان بردارد و نفی  
 و نیستی خود اثبات حق کند یعنی چشم پوشیده چنان تصور کند که آن را که من دانستم که منم من نیستیم حق است که بین

|  |                                       |                                   |
|--|---------------------------------------|-----------------------------------|
| صورت ظاهر شده است و بدین تصور مداومت و مواظبت کند که خود را فراموش کند و خود را همه عالم را                      |                                       |                                   |
| حق داند و حق بیند و از باطن برو این ترانه خواهد آید چنانچه از باطن فقیر آمده است                                 |                                       |                                   |
| آن را که من می گفتمش اکنون نمی دادم چه شد  | بسیار می راستش اکنون نمی دادم چه شد   |                                   |
| چون این تصور غالب آید خود را فراموش کند اکنون بیننده و دیده شد یکی گشت حجاب بر خاست و حضور                       |                                       |                                   |
| حق حاصل شد شعر   | که همون شاه و همون شهو                | غیر از نیست در جهان موجود شعر     |
| رو آن بودیم نمی دانستیم  | شب با تو غنودیم نمی دانستیم           | گفتم مگر از سعی بجای برسم         |
| خود تفسیر آن بودیم نمی دانستیم   | یعنی بخود بودن و از خود رفتن همین است | یعنی قلی نفسی درین تمام است فنا   |
| فی السد و بقا به اصل گشت با سعی  | آن را که فنا شد و فقر آئین است        | آنی کشف و یقین و معرفت فی دین است |
| رفت از میان همین خدا ماند خدا  | الفقر از اتم هوای این است             | از اینجا است که گفته اند که صوفی  |
| آن نیست که طلب کند و خلوتها و ریاضتها کند صوفی آن بود که در میان نبود در اینجا سر کل شیء بالک الا وجهه           |                                       |                                   |
| و کل شیء یرجع الی اصله و النهایه الی الرجوع الی البدایه فاینها تامل و ختم وجهه اند و نماید اند تقالی جمیع طالبان |                                       |                                   |
| را بقصود برساند بحسب النبی الهاشمی صلی الله علیه و سلم اشتی با زوئی حضرت جد امجد در تذکره ارشاد فرمود            |                                       |                                   |
| که عرفان معنی حدیث من عرف الله متعلق بوقوت قلبی است و طرق آن بسیار اند یکی این است که سالک متوجه شود             |                                       |                                   |
| بسوی قلب حقیقی خود باز تصور کند روح خود را در قلب خود نور محض بلا نهایت و صفاء صرف بلا غایت و تصور               |                                       |                                   |
| کند در بخور نورانی خویش صورت بدن خود و صور عالم را همچو طیر در هوا روح خود را محیط آن صور و احاطه                |                                       |                                   |
| کننده آن روح تصور کند و او نظر کند بسوی این صور و در بخور روح و مستغرق گردد در نظر بسوی اینها تا اینکه یکی گردد  |                                       |                                   |
| آن صور در تصور و آن اتحاد بدین صور با تخنن و تشوق بسوی اینها افزون ماند تا اینکه بهم کرده شود که او              |                                       |                                   |
| نمود آن صور است و برین تصور پیوسته ماند و همین تصور مکرر کرده باشد تا اینکه گردد او گویا که حقیقت نوعیه کلیه     |                                       |                                   |
| است برای آن جمیع عالم آنها را نهایت است و نه القسام بلکه وحدت صرفا و برای جمیع صور عالم پس هر که                 |                                       |                                   |
| روح خود را با این کیفیت متکلیف گرداند حقیقت روح خود دانست زیرا که حقایق عالم همه پیچیده اند در روح               |                                       |                                   |
| السانی و روح مثل است بر آنها چنانکه فرمود جناب امیر علیه السلام که ترجمه اش است که تویی پنداری بدن خود           |                                       |                                   |

س

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

ایمین

هستی حال آنکه در تو عالم الکریم منوط است پس هر که رب خود را بآن جمعیت برای جمله خالق شناخت پس نیست لب  
 خود چنانکه دارد شد من عرف نفسه فقد عرف ربه و بدانکه در قوت قلبی توحید است سوی حقیقت روح انسانی از جهت  
 قلب زیرا که قلب دروازه روح انسانی است چنانکه روح انسانی متعلق است اولاً ببدنی از جانب قلب و بعد آن  
 نیز روح تصرف می کند در بدن بواسطه قلب پس هر که متوجه شود سوی حقیقت روح از جهت قلب مطلع گردد  
 بحقیقت روح و بشناسد نفس را و منکشف شود برای او انوار روح او و کمالات نفس او در این وقت بشناسد  
 حقیقت خود را و بشناخت حقیقت خویش راه باید بسوی معرفت رب خویش و بنید اسرار هدایت ذات او  
 و مکارشفه کند آثار صفات و اسماء او تعالی در کل مظاہر آن بر مضمون من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی این که  
 هر که کشف کند انوار نفس خویش بکشف انوار رب خویش زیرا که نفس ناطقه انسانی یعنی روح انسانی محیط  
 جمیع آنچه در حضرت ربوبیت است تقدست اسماء با باطنه انطباعیه مطابق برای وجود در نفس الامری است که  
 توحید کند بسوی روح خود از قلب خویش منکشف گردد او را روح او را آنچه در حضرت ربوبیت اندازد اسرار پس  
 بعد آن بشناسد پروردگار خود را بمعرفت شهودی که حقیقت روح انسانی مثل آئینه است برای آنحضرت  
 بهر اشیاء حق در تورات است که بیشک انسان مثال و صورت او تعالی است و اینکه بیشک آفرید حق تعالی  
 انسان را مثال و صورت خود هر آنچه در دست از قوت عقلیه که آن جوهر آکی است پس هر که کشف کرد این  
 جوهر را دید در جمیع صفات حق و اسماء و ذات او باطباع و دید در ویژگی کل موجودات عقلیه و حسیه ازیرا که  
 روح انسانی محیط است بجمیع موجودات زیرا که هر که شناخت حق شناختی روح خود را بشناخت جمیع موجودات  
 عقلیه و حسیه پس بر این روح انسانی خلیفه بود در عالم علوی و فلی چنانکه فرمود حق تعالی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ  
 خَلِیْفَہٗ و بر این گشت خلیفه اند در عالم علوی زیرا که حق تعالی بواسطه روح انسانی اَفْلَاکَ و ما تحت آنهارا آفرید  
 چنانکه اشاره فرمود و آنحضرت صلی الله علیه و سلم که اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَیْ و روحی و کنت نبیاً و آدم لنجول فی طینتہ  
 و لولاک لما خلقت الافلاک انتہی اکنون درین مقام معرفت اشعار شوی شریف حضرت شاه جافانه قدس  
 که در شورش عشق و غلبه حال بر زبان شریف گذشته بود نوشته می شود باید فهمید و عمل باید کرد مشنوی  
 هر که که عشق یزدان نده شد | الاحیاء معنوی پاینده شد | الاحیاء معنوی گریز بری

تحقیق  
 سر دانشمند امر  
 زمین خلیفه  
 معنی  
 فقرات آکی  
 درین درج  
 من است  
 و بدین  
 در آن حال  
 هر دو عالم  
 هر دو عالم  
 در عالم  
 و هر که  
 بودی تو بیشک  
 نیافتی



|                               |                                 |                                |
|-------------------------------|---------------------------------|--------------------------------|
| از درخت معرفت بان بخوری       | از درخت معرفت دل نشان           | تا مگر یابی نشان از بی نشان    |
| بے نشان را کس نیابد از نصوص   | هم نیابد از فتوحات و نصوص       | عمر را صنایع مکن در گفتگو      |
| گفتگو چون پردہاے تو بتو       | پردہاے تو بتو دردم بسوز         | تا به بیتهای آن فیروزه روز     |
| هر که بیای در دنیا ندید       | هم نه بیند و معتقے اسی مرید     | چند کن تا تو بچشم دل عیان      |
| روے یا ز خویش بینی جهان       | تا به بیتهای را هر سو عیان      | بے دلیل بے اشارت بے بیان       |
| این همه علم ز تسلیم حق است    | نه ز جود و جود نه از حق این است | جد و جدم بود بهر روے یار       |
| نه ز بهر علم رسمی گوش دار     | علم رسمی رهزن هر سالک است       | این عقیده جنبل هم مالک است     |
| هر که او در بند قال و قیل شد  | بچو فرعون غرق اندر نیل شد       | کیست فرعون آنکه او خود را بدید |
| کیست موسی آنکه از خود او امید | بند دین شکل تر از بند حدید      | ای خدا برهان ازین قید شدید     |
| دیدہ یعقوب بند رے او          | خویش را قربان کند بر لے او      | گریه و فریاد کن یعقوب دار      |
| تا بتو بوسه رسد از هر و یار   | بوسه یوسف سرور یعقوب بود        | ز ان بصیر دید بایش بر فروود    |
| یوسف کفان نهان بچاه دل        | تو همی جوئی و در آد آب و گل     | جان قدسے یار کن در هر قدم      |
| تا بتو گرد و عیان بر قدم      | چون بجنبش آمده این بحر جان      | صد هزاران موج گشته ز عیان      |
| تا من پیدا شده ز ان موجا      | بل از و پیدا شده صد فوجا        | موجهایش عین بود و غیر شد       |
| از یکے مسجد زد دیگر ویر شد    | بحر جان محفوظ از امواج بود      | پاک تر از مال و ملک تاج بود    |
| از سیر دیوانگی گویم سخن       | ز ان نفهم در جهان کس حرف من     | اگاه حرف نیست باشد که بلند     |
| صد زبان بهتر بنزد و مو شمنند  | بیچ ذره چه نهان و چه عیان       | نیست غافل یکدی از تر جان       |
| سر جان بر هر کسے کشف نیست     | کشف او بر هیچ شیء موقوف نیست    | جاء عالم در حجاب اندر حجاب     |
| ورنه دلبر اظہر است از آفتاب   | هر که نفس خویش را شناخته        | غیر را از و دیده اما انداخته   |
| غیر چون از دیده با بیرون شود  | هم درون و هم بیرون چوین شود     | کس بچشم سندانیدہ ستر حق        |
| کس نشد محرم ز اوراق و سبق     | صد کتاب و صد ورق نار کن         | سینه را از عشق او گلزار کن     |

|  |                            |                             |
|--|----------------------------|-----------------------------|
| هم گل و گلزار و هم بوسه تویی   | رفت بیرون کن ازین ملک مویی | هر یک را مقلس چون قدس       |
| آدمی همچون گس در بند شد  | هست انسان بحر نورد و لمن   | گر چه گشته چون سید و قید تن |
| قید تن گشته سید و بحر را   | قید تن کرده نمود بحر را    | گر بیند از دهامان سائ       |
| شاه گرد و مقلس بے پای  | ای دریغ ای دریغ ای دریغ    | هست خورشید پنهان زیر سیخ    |
| وصل حضرت امام حجة الاسلام محمد غزالی رحمه الله در کتاب کیمیای سعادت میفرماید که بدانکه معرفت نفس کلید معرفت حق است تعالی و تقدس در کتب انبیاء گذشته احواف نفسک تعریف ربک آمده و در آثار و اخبار من عرف نفسه فقد عرف ربه و ازین کلمات دلیل آنست که نفس آدمی چون آئینه است که هر که دردی نگر و دلی را بیند و بسیار خلق در خود می نگرند و حق را نمی شناسند پس لابد است شناختن آن از و چو می که آن آئینه معرفت است و این بر و وجه است یکی غامض تر است که بیشتر عوام ندانند و فهم ایشان احتمال آن نکنند و هر چه عوام فهم نماند که گفتن آن صواب نبود اما آن وجه که همه کس فهم تواند کرد آنست که آدمی از هستی خود هستی ذات حق بشناسد و از صفات خود صفات حق بشناسد و از تصرف در ملک خود که آن تن و اعضا را دست تصرف حق در جمیع عالم بشناسد و شرح کن اینست که چون خود را اولاً به هستی شناخت و میدانند که پیش ازین نیست بود چنانکه حق تعالی فرمود <b>لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا</b> و اینست که کفر را تا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبشکله فجعلناه سمیاً بصیراً و آنچه آدمی بآن راه برد اصل آفرینش خود پیش از هستی خویش لطفه است و قطره آب گند و در آن عقل نه سمع نه بصر نه سرنه دست نه پایی نه زبان نه چشم نه رگ نه پنی نه استخوان نه گوشت نه پوست بلکه آبی سفید بود بیک صفت پس این همه عجایب دی پدید می آید و خود را پدید آورد یا کسی او را پدید آورد چون فخررت بشناسد که اکنون بدرجه کمال است از آفریدن یک مسمی عاجز است داند که در آن وقت که قطره آب بود عاجز تر و ناقص تر بود پس بضرورت او را از هست شدن ذات خود هستی ذات آفریدگار معلوم شد و چون در عجایب تن خود نگر و از روست ظاهر و از روست باطن چنانکه بعضی شرح کرده شد قدرت آفریدگار خود روشن بیند و بشناسد که قدر یکمال است که هر چه خواهد کند و چنانکه خواهد تواند آفرید چه قدرت ازین کامل تر باشد که از چنان قطره آب حقیر همین چنین صورت یکمال و با جمال بر بدائع و عجایب یا فرید و چون در عجایب صفات خود منافع ابدی |                            |                             |

ع

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خداوند

خود کرد که هر یکی را برای چه حکمت آفریده اند از اعضا ظاهر چون دست و پای و چشم و زبان و دندان از اعضا  
باطن چون جگر و سپرز و زهره و غیر آن علم آفریدگار خود بشناسد که در نهایت کمال است و بهر چیز با محیط است باند  
که از چنین عالمی هیچ چیز غائب نتوان بود چه اگر همه عقل عقلا در هم زنند و ایشان را عمرهای دراز دهند و اندیشم  
کنند تا یک عضو را از جلا این اعضا و بهی دیگر در آفرینش آن بیرون آورند تا بهتر ازین که هست نتوانند اگر خواهند  
بمثلی که دندان را اصولی دیگر تقدیر کنند که دندانهای پیشین را سر تیز است تا طعام را برود و دیگرها را سر تن طعام  
را آس کند و زبان در بر آن چون مجرقه آسیاب آن که طعام را با آسیامی اندازد و قوتی که زیر زبان است چون خمیرگر  
آب ریز میان وقت که باید چند آنکه باید آب می ریزد تا طعام تر شود و جگه فرود و در گلو مانند همه عقلا عالم هیچ  
صورت دیگر نتوانند اندیشید نیکوتر ازین همچنین دست که پنج انگشت است چهار در یک صفت و ابهام از ایشان  
دور تر و بیالگو تا هر چه که با هر یکی از ایشان کاری کند و بر همه می گردد و هر یکی را سه بند ظاهر و آن را دو بند ظاهر  
چنان ساخته که اگر خواهد مجرقه سازد و خواهد مفرقه و خواهد قبض کند و خواهد گرد کند و سلاح سازد و خواهد بین کند  
و طبق سازد و از وجود بسیار بکار دارد و اگر همه عقلا عالم خواهند که بیجه و گیلانندیشند در نهادن این انگشتان  
تا همه در یک صفت بود یا سه از یک سود و از یک سویا اینکه پنجست شش باشد یا چهار یا آنکه سه بند دارد  
و باشد یا چهار باشد هر چه اندیشند و گویند همه ناقص بود و کامل تر آن است که خدای تعالی آفریده باین معلوم  
شود که علم آفریدگار باین شخص محیط است و بر همه چیز مطلع است و در هر جزئی از اجزاء آدمی همچنین حکمتهاست  
هر چند کسی که این حکمتها بیشتر داند تعجب و از عظمت علم خدا بیشتر بود چون آدمی در حاجتهاست خود نگردد اول  
با اعضا از نگاه بطعام و لباس و مسکن و حاجت طعام و آب و باران و باد و سرما و گرما و بصلتها که از این مصالح  
آورد و حاجت صنعتها را که آلات چون آهن و مس و برنج و سرب و چوب و غیر آن و حاجت آن آلات بهند  
و معرفت که چون سازند و آنگاه نگاه کنند این همه آفریده و ساخته بیند بر تمام ترین وجهی و از هر یک چندین انواع  
که ممکن شود اگر نیافریدی در خاطر هیچکس در نیامدی یا نتوانستی ساخت ناخواسته و نادانسته همه لطیف و رحمت  
و عنایت ساخته بیند از اینجا ویرا صفت دیگر معلوم گردد که حیات همه اولایان است و آن لطیف و عنایت و رحمت  
است همه آفریدگار چنانکه گفت عیسی بن مریم رحمتی علی غیبی چنانچه رسول صلی الله علیه و سلم گفت که شرفقت خدای تعالی

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

ل

ن

بر بندگان بیشتر از شفقت مادر است به فرزند شیر خواره پس از پدید آمدن ذات خود هستی ذات حق دانست و از  
 بیسای تفصیل اجزاء و اطراف خود کمال علم حق تعالی بدید و در اجتماع انچه می بالست بصورت یا بجایگاه یا بکرا  
 نیکویی و زینت که همه با خود آفریده میند لطف و رحمت حق تعالی بدید پس باین وجه معرفت نفس آئینه و کلید معرفت  
 حق تعالی باشد انتهی وصل صاحب مصلح الهیادت در کیفیت ارتباط معرفت الهی بمعرفت نفس نوشته  
 است که بدانکه هیچ معرفت بعد از معرفت الهی شریف تر از معرفت نفس انسانی نیست علی الخصوص که معرفت الهی  
 مربوط و مشروط است بدان چنانکه در حدیث صحیح است من عرف نفسه فقد عرف ربه و لفظ نفس درین خبر اگر بمعنی  
 ذات حقیقت محل اقتدار و این بود و اندک علم که هر که ذات حقیقت خود را بصفت فوقیت و احاطت بر جمیع  
 اجزای وجود خود بشناسد همه جنود ملک و شیطان و جنی و انسی و حقان و جانی و روحانی را در تحت احاطت  
 ذات خود در عالم صغیر مشاهده کند ذات مطلق را با جمیع اجزای وجود موجودات روحانی و جسمانی و ملک و شیطان  
 و جنی و انسی همان نسبت تصور کند در عالم کبیر و همچنانکه روح جزوی و قلب جزوی و نفس جزوی و عقل جزوی را  
 در تحت احاطت ذات خود مندرج بیند روح عظم و قلب عظم و عرش عظم و نفس کل و عقل کل در تحت احاطت ذات  
 واحد و احاطت بیند روح ذاتی از ذوات کائنات موصوف بدین صفت نیست الا ذات انسان پس معرفت و دلیل  
 معرفت الهی باشد و اگر بر نفس لاطقه حل اقتدار خود این حدیث آن بود که هر که نفس خود را بصفت عبودیت بشناسد  
 پروردگار خود را بصفت ربوبیت بشناسد بدان وجه که نفس پیوسته باطل دعوی الهیت کند و صفات ربوبیت  
 را که بذات الهی مخصوص اند هیچ موجودی را با حق در ان شرکت ندارد عظمت و کبریا و جباری و عزت و ستغنا و قدرت  
 بر نور و بهتان بر خود پندد و بانچه تصور آن کنند که این اوصاف از خصائص و لوازم اوست و ظلمت این دعا و  
 باطل از نور تفتح نشود و الا با نوار تجلیات الهی و خطاب قل جاء الحق و زهق الباطل و منادی ظهر النور و بطل الزور  
 چه هرگاه که حق تعالی بصفه از صفات خود بر نفس تجلی کند تهمت آن صفت که نفس به باطل برخیزد بسته است از  
 برخیزد و صفت ذاتی او از تواضع و خضوع و خشوع و سجد و فقر و مسکنت و ذلت و اعترا و بجل پدید آید مثلاً اگر  
 صفت عظمت تجلی کند تهمت دعوی آن از نفس برخیزد و صفت تواضع پدید آید و اگر بصفت عزت تجلی کند تهمت  
 دعوی آن از نفس برخیزد و صفت ذلت پدید آید و اگر بصفت ملک و سلطنت تجلی کند دعوی آن از نفس برخیزد

۲  
 هر چه  
 در حق  
 و با حق  
 بین باطل  
 ۳  
 ظاهر شد  
 در باطل  
 شکست

و بصفت خضوع و خشوع ظاهر شود و اگر بصفت قدرت تجلی کند دعوی آن از نفس برخیزد و در صفت عجز و  
استسلام مشکف گردد چنانچه در بعضی دعوات ماثوره از نبی صلی الله علیه و سلم رسیده است که الحمد لله الذی  
تواضع کل شیء لعظمة الحمد لله الذی ذل کل شیء لعزة الحمد لله الذی خضع کل شیء لملکة الحمد لله الذی استسلم کل شیء  
لقدرة و علی هذا در جمیع صفات که نفس مستحق آن است مدو عارف بوجود و حصول هر صفتی از آنکه در نفس خود  
بشناسد صفتی را از صفات الهی که مشتاق موجب آن است بشناسد و هر صفت که باین طریق شناخته نشود و  
از صورت علمی بصورت حالی نرسد و از خبر معائنات نرسد و آن حقیقت شناخته باشد کشف آن متعذر بود از  
ذوالنون مصری رحمه الله علیه پرسیدند که پروردگار خود را چه شناختی گفت بدان شناختم که هرگاه که قصد معصیت  
نحو تم کرد و جلال و عظمت الهی در نفس بوجود یابد و در صفت حیا از من پدیری آید و از وی شرم می داشتم  
و آن را می گفتم پس ذوالنون راجع به صفت جلال و عظمت الهی را در نفس بوجود حیا در وی دلیل قریب معرفت  
الهی دانسته است و این معرفت قانونی درست است که در وی غلط نیفتد زیرا که نتیجه ذوق و حال است حاصل  
علم و تصور و استفاذه کشف و عیان است نه از خبر و برهان و نه دیگر وجود هر صفتی که نفس با انصاف بدان  
عین بعید است و ذات الهی بدان متصف با ریافتن و شناختن آن در نفس خود دلیل نظر ربوبیت است و حق  
او بدان صفت مثلاً اگر در نفس خود صفت رضا بحکم خداوند تعالی می یابد و اندک این صفت نتیجه صفت رضا  
الهی است از و چنانکه رضی الله عنهم و رضوا عنه بدان مشعر است و اگر در خود صفت محبت الهی می یابد و اندک محبت  
الهی بران سابق و متقدم است بحکم و مجبوز اشارت بدین معنی است و اگر در خود شوق ربوبیت ملاحظه کند و اندک  
که نتیجه شوق حق است **الاطال شوق الابرار الی لقاء** | **و الی لقاء لهم لاش شوقاً**  
دلیل آنست و اگر در خود ذکر حق می یابد و اندک بمقدار آن نزدیک حق مذکور است فاذا ذکر وی اذکر کم عبارت  
از آن است و این ذکر که کلام مجید بر ذکر بنده مرتب گردانیده است هر چند متاخر و لاحق است لیکن ذکر الهی  
بران مقدم و سابق است چه تا اول حق سبحانه بنده را یاد کند و توفیق یاد حق او را رفیق نشد و ذکر لاحق ثواب  
کسب بنده است و ذکر سابق محض عطا و امیر المؤمنین علی رضی الله عنه ذکر بنده را درین موضع ذکر زمین  
الذکرین فرموده است و فی الجمله هر که خواهد که منزلت خود پیش خدا بداند و بشناسد باید که اول منزلت حق را

سایه  
تاریک  
کبریا  
علیه السلام  
افعالی  
نکته  
چیز  
و معنی  
مضای  
که در  
ملک  
تاریک  
را که  
بر  
دی  
اضی  
را و  
اضی  
شان  
که  
نادر  
نکته  
سایه  
شان



پس تحقیق فرقی بزرگ است میان آنکه محبت را تصویب نمی کند و آنکه محبت حال وی است چه علم عشق دیگر است  
و حال عشق دیگر بسیار دم از عشق عاشق خبر دارد اندام خود و عشق ندارد و حق اینست که اظهار از آن فنا بغیر ذل  
آن ترست و اظهار بغیر پابنده آن اخفا و در سنن کیفیت و اقصیه آن مختص بحق تعالی است ممکن نیست که بر آن  
مطلع گردد و کسی که از بندگان کل او که او خواهد و او را این مشهور شریف و تجلی ذاتی که فنا کننده اعیان  
بالاصالت حاصل شده باشد کما قال الله تعالی فلما تجلی ربه لجلیل جلیل دکان و خرموسى صفا انتهی گویم آن تجلی  
را تجلی برقی گویند حضرت سولانا جامی در اشعه اللمعات شرح لمعات عراقی می فرماید که موجودات ممکنه مظاهر  
و صور اسما و صفات الهی اند و ظاهر در هر یک اسما و صفات حق بقدر قابلیت وی مظهر آنها را پس وجودات  
را آئینه های متعدده فرض کن آنچه می بینی از کمالات محسوسه و معقوله در ایشان آنرا صور اسما و صفات  
حق دان بلکه همه عالم را یک آئینه فرض کن و دردی حق را بین همه اسما و صفات وی تا از اهل مشاهده باشی  
چنانکه در اول از اهل مشاهده بودی پس از آن برتر آ و چنان ملاحظه کن که تو چون عالم را می بینی و می دانی  
و ذات تو بر وی محیط است همه و همه مرسوم اند و روی پس ذات تو آئینه است مرا آنها را در اول مشاهده حق  
در غیر خود می کردی اکنون در خود مشاهده می کنی پس ازین برتر آ و آن را ملاحظه کن که ممکنات من حیث  
هی غیر موجود اند پس ایشان را از میان بیرون کن و همه را صور تجلیات حق بین و قائم بوی پس همه کمال  
اجمال حق اند سبحانه که در حق مشاهده می کنی بعد از آن ازین برتر آ و خود را از میان بیرون کن و در کمال مشاهده  
حق را بین پس همچون شاهد است و همچون مشهود و انتهی علامه میبذی در فوارج می نویسد که حجاب میان تو  
و حق نه آسمان است نه زمین حجاب هستی موهوم است که بخود نسبت میکنی ای دل چه بهره گردم گردی  
تا روشن چرخها چه انجم گردی چیزی ز تو گم نیست که آن طلبی زهار درین گوش که خود گم گردی  
اگر تو نباشی او باشد و پس تعالی و تقدس لایزال العبد تقرب الی بالنوازل الحدیث بقدر نیستی تو هستی حق  
ظاهر شود و نه بینی که در رکوع سبحان ربی العظیم می گوئی و در سجود سبحان ربی الاعلی  
خواهم که شوم پاک ز هستی برهم یا بم ره معراج ز پستی برهم ابروی صیب را کنم قیام ز خویش  
باشد که ز عجب خود پرستی برهم صوفیه گویند چیل از جمال خود آن زمان بهره یابد که حسن خود را

سلسله

پس

درست

ظهور کرد

پدید آمد

از برات

کوه بود

نیز آن

کوه را

به زمین

بغیر آن

دانش

موسیقی

پیشکش

شده

۱۲





|  |                                  |                                |
|--|----------------------------------|--------------------------------|
| پس انگاه او را قبول سازند  | در عشق خالقاه و خرابات فرقی نیست | هر جا که هست کتور وی حبیب است  |
| <p>بنا بر این شیخ اکبر در نفس هودی میفرماید که دور در خود را ازین که مقید کنی ببقیه مخصوص و در پرده کفرانی از اسوا<br/>         او پس فوت شود تراخیر کثیر بلکه فوت شود ترا علم بامر هر آنچه که آن امر بر او دست پس باش در نفس خود میولی سائر<br/>         معتقدات کل آن پس تحقیق که ایزد تعالی و تبارک و تعالی و وسیع و عظیم است ازین که او را عقدی نه عقدی حصر کند زیرا که<br/>         او خود می فرماید قایما تو لوانتم وجه الله و ذکر نکردی این از این مگر ذکر کردی آنجا و جسم الله و چه شیء حقیقت آن<br/>         پس تنبیه کرد برای طلب عارفین تا که مشغول نگند و او را عرض در حیات دنیا از طلب حاضر کردن مثل این بر که<br/>         بنده نمی داند که در کدام نفس قبض کرده خواهد شد تحقیق گاهی در وقت غفلت قبض کرده و پیش ازین خواهد شد با آنکه<br/>         قبض کرده شده است بر خصوص حکم مستوری و مستی همه بر خاتم است کس ندانست که آخر چه حال بود<br/>         کرده آخر عمر از وی و معشوق بگیر حیث اوقات که یکسر بطالت است و انتهی و نیز صوفیه گویند که ذات<br/>         معدوم از صحرای عدم محض و نفی صفت قدم بمنزل شهود و موطن وجود نمی نهد و چنانچه معدوم محض رنگ وجود<br/>         نمی پذیرد آئینه موجود حقیقی هم رنگ عدم نمی گیرد ذات هیچ چیز را معدوم نمی توان ساخت مثلاً اگر چوب را<br/>         با تش بسوزی ذات او معدوم نشود بلکه صورت او تبدیل گردد و بهیأت خاکستر ظهور کند و واجب الوجود ذاتی<br/>         است که در جمیع احوال باقی و ثابت است و ممکن الوجود صور و احوال که تبدیل می یابد ذلک بان الله هو الحق<br/>         و انما یعون من دونه الباطل ایجاد حق عالم اظهور و تحقیق مطلقاً و است بصورت مختلفه متعدد که مشاهده می کنی است</p> |                                  |                                |
| نور السموات و الارض هو الذی فی السماء و فی الارض که  | نور یک بذات خویش پیدا شده است    |                                |
| از دیدن حسن خویش شیدا شده است  | در صورت حسن میکند جلوه گری       | در کسوت عشق بی سرو پاشده است   |
| <p>و چه مطابق مقصود این طائفه است که تصریف عبارت است از تحویل اصل و اندلسوی مثالهای مختلفه بر حقایق</p>  |                                  |                                |
| مقصوده که حاصل نمیشود الا با ناسه  | مصدر مثل هستی مطلق باشد          | عالم همه اسم و فعل و مشتق باشد |
| چون هیچ مثال خالی از مصدر نیست   | پس هر چه در نظر کنی حق باشد      | و مؤید الدین جندی در شرح فصوص  |
| <p>گویند که مشرب تحقیق اتم آن نیکو اید که ارواح از ماده عالمی نباشند و چنانکه صور جسمیه در وجود از ماده مستغنی نیند<br/>         همچنین صور روحیه را ضروریست که از ماده صالحه برای تصور آن صور و آن حقیقت الحقائق است جوهر و جواهر</p>   |                                  |                                |

|  |  |                                  |
|--|--|----------------------------------|
| هستی که در ظهور آیات حق است  | و هویت کل و اسل آنها و هیولی حاکم و جوب و امکان را |                                  |
| در باطن او نگردد آن ذات حق است   | در ظاهر او پسین که مروض فاست                       | در دیده اهل کشف مرآت حق است      |
| <p>دوم در شرح خصوص گوید که هر که دانست چیزی را از عالم یاد است او را خالی از حق پس ندانست او را ندانست<br/>         با نچه او بر آنست و همچنین عکس این هر که شناخت حق را یا شناخت او را در گمان خویش بری از عالم و غری از</p>  |  |                                  |
| ماهیست ماه روی او روشن شد  | تا باغ و لم ز فیض حق گلشن شد                       | عالم پیش شناخت او را             |
| امام غزالی در مشکوٰۃ الانوار میفرماید  | ایمان جهان تمام چون وزن شد                         | آن روز که خورشید رخسار جلوه نمود |
| <p>که ترقی کردند عارفین از پستی مجاز بر بدن حقیقت و کامل کردند معراج خود را پس دیدند بشا به عیانیه اینکه<br/>         نیست در وجود سوسله حق و اینکه هر شی مالک است الا وجه او نه از اینکه در وقت مالک خد بود و بلکه او مالک<br/>         است از لا و ابد تصور کرده نمی شود و مگر همچنین و بعضی از محققان فرموده اند که ضمیر وجه در کل شی مالک الا وجه<br/>         رابع بشی است مراد از وجه حقیقت است و وجه مناسبت آنکه بطول اول عرفا از هر شی حقیقت است چه<br/>         این طائفه استدلال از مؤثر باشد کنند از اثر مؤثر اول کم نیست بر یک نه علی کل شی شهید و برای این حضرت<br/>         صدیق اکبر میفرماید که ندیدم چیزی را اگر آنکه دیدم الله را قبل او و وجهه الفقر سواد الوجه فی الدارین همین معنی</p>  |  |                                  |
| این طرفه که غیر نقطه را نیست وجود  | از نقطه چه حرفهای بیحد که نمود                     | است سواد عبارت از اقل تعین       |
| در پیش حضرت صلی الله علیه و سلم  | یک نقطه شود مرکز پر کار شود                        | انگشت نحر غیر اگر برداری         |
| <p>را با حضرت عمر فاروق در واقعه دیدم هر سه بد و متصل بهم نشسته بودند و جد آنحضرت از نور بود رنگی که تعبیر از آن نور است<br/>         و آن رنگ بتدریج میل به بزرگی می نمود چون نزدیک می شد که از نظر غائب شود و آن درویش سوال می کرد<br/>         همین که آنحضرت لبخن مشغول می شد بزرگ اول عودی فرمود ناگاه امیر المومنین حضرت عمر فاروق را بان روش<br/>         گفت من حقیقت همه چیز میدانم الا حقیقت تو که کنی نام آنحضرت فرمود اگر حقیقت همه چیز میدانم حقیقت او<br/>         هم می دانی برای آنکه حقیقت جمیع اشیا واحد است و در نهیب من چه سائید و نوریکی است<br/>         خاک که فقر و تاج فقور یکی است آنجا که مقام پاکبازان باشد و انم یقین که در انم تصور یکی است<br/>         انتمی حاصل باید دانست که حصول حق معرفت بنا بر آن است که نهایت معرفت در ذات او تعالی خزان نیست</p> |  |                                  |

که بچوئی و بچوئی حق بشناسد و ساده دلی گمان نبرد که در راه این معرفت عام و خاص و مبتدی و منتهی  
 مستوی الاقدام اند و اگر چنین دانند پس اوفرق نکرده است میان علم و معرفت مبتدی اعلم است و منتهی را معرفت  
 و معرفت جزو فنا نمی باشد و این دولت جزو فنا نمی شود مولا نامی فرماید **هیچکس را تا نگردد او فنا**  
**نیست ره در بارگاه کبریا** و چون معرفت ور لے علم باشد پس باید دانست که معرفت امر است برای  
 دانش تعارف که تغییر از آن بمعرفت می کنند ادراک بسیط را نیز گویند **فرایده حلقه این همه آخر بهره نیست**  
**هم قصه عجیب حدیث غریب هست** حضرت مولانا می فرماید **القصال بے کیف بی قیاس**  
**بست باناس ابا جان ناس** **لیک گفتیم ناس را ناس ناس** ناس غیر جان جان اشناس نه  
 و چون در فنا نیز اقدام متفاوت اند لاجرم منتهیان را نیز در معرفت تفضل باشد کسی که فنا می وی اتم است  
 معرفت وی اکمل است کسی که در آن است در فنا و در آن است در معرفت و علی ذلک القیاس اشتی حضرت مولانا  
 جای در شرح لمعات می فرمایند که معرفت و ادراک حق بر دو گونه است **اول ادراک بسیط و آن عبارت**  
**از ادراک وجود حق یا غفلت از این ادراک و از اینکه مدرك وجود حق است دوم ادراک مرکب و آن عبارت**  
**ست از ادراک وجود حق یا شعور این ادراک و اینکه ادراک کرده شده وجود حق است و در ظهور وجود حق**  
**سبب ادراک بسیط خفائی نیست زیرا که هر چه ادراک آن کنی اول هستی مدرك شود اگر چه از ادراک این ادراک**  
**غافل باشی و از غایت ظهور مخفی ماند و اما ادراک دوم ادراک مرکب است و محل فکر و خطا و صواب است و حکم**  
**ایمان و کفر را جابجا است و تفاضل میان ارباب معرفت بتفاوت مراتب است انتمی علامه میبذی مرفوح**  
**می نویسند که صوفیه گویند که ادراک ذات بحت و غیب هویت که از اشارات و عبارات معرا و از قیود عبارت**  
**میراست محال است الا بحیطون به علما و بواسطه کمال افت و رحمت که در شان عباد دارد ایشان از تامل**  
**در ذات خود تخذیر فرمود تا اوقات ایشان ضائع نشود و بجز ذکر کم اند نفسه و اندر وقت بالعباده**  
**عشق آشکار گشت نشود و با چنین** **کاخا همیشه با بدست است ام را** حضرت سید بشیر صلی الله علیه وسلم  
**فرمود عرقناک حق معرفتک و هم فرمود که حق تعالی از عقلها محجب است چنانکه از بینا لیا محجب است ملا علی**  
**چنان می طلبند که شامی طلبیده** **در ره عشق نشد کس یقین محرم راز** و هر کسی برب فهم گمانه دارد

نه

سان

نفا

۱۷۵

ش

وای ترسانه

شماره

در موه

بسیار

است

شکل

شکل

شکل

شکل

شکل

شکل

شکل

شکل

شکل







در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست      ما را از منع عقل مترسان و می بایار      کان شحمه در لایت یاب هیچ کار نیست  
 صاحب منافع گوید تغییر از مبدأ بوحدت بهتر است از تغییر موجود بواسطه آنکه وحدت اشمل از وجود است  
 و حضرت سید علی بهدائی تغییر نقطه فرموده و شیخ فخر الدین عراقی بهشتی است

|   |  |
|---|--|
| و اللّٰس فیما یفشیقون مذامب<br>این همه گفتگوست توحید است<br>از سراب ای پسر که شد سیراب<br>امید بود واجب الوجود و آنکه کیا لکان<br>یارب ز جهان وی لم برگردان<br>تا چند بهر طر و دم سرگردان |  |
| ساقی بیا که عشق ندای کند بلند<br>راه وحدت تبرک و تقرب است<br>راه توحید در قدم زدن است   | کاکس گفت قصه با هم نماندیده<br>سخن وحدت است همچو سراب<br>قدر دریاچه جای دم زدن است |
| طریقت این منزل را در ساند و طالبان حقیقت اشربصال چنانند<br>حال که مرا هست نکوتر گردان   | راه هم بر سر آمده توحید نای  |

وصل مولانا صدر الدین قزوینی میفرمایند که بر هر مومن عاقل واجب است که طالت رنگاری نفس خود را  
 در انقب و تحصیل مقام قریبه در مراتب عالیّه از حضرات قدم و قصد کند بر متوجه بودن خود بسوی حق تعالی  
 نقلی که آن اشرف چیزی است که در دست زیرا که او متوجع است بهر آنچه مشتعل است بر نسخه جامع وجود او را  
 صور عالم معانی وی و بهر آنکه او محل نظر حق و مضه تعلی وی و همبها امر و منزل تملی او است لیکن سزاوارست  
 که بدانی که مراد از قلب این مضه صنوبر نیست چه که این را اگر چه قلب گفته اند لیکن آن گفتن بجا راست  
 و نه هر عاقل می داند که قلبی که حق تعالی بر زبان نبی خویش از خبر داده است که وسعت نکرد مرا زمین من  
 و نه آسمان من و وسعت کرد مرا قلب بنده من که مومن تقی و تقی و اوح است پس آن قلب مضه صنوبری  
 نیست چرا که این مضه من حیث صورت خود حقیر است از آنکه محل اسرار و تعالی بود چه جای آنکه حق تعالی آن  
 باشد و او مطمح نظر اعلی او باشد بلکه قلب انسانی عبارت است از حقیقت جامع میان اوصاف و شیون ربانیه  
 و خصائص احوال کونیّه روحانیّه و حقیقت قلب پیدایمی شود از میان همیت اجتماعیه و افعیه میان صفات  
 و حقائق الهیه و کونیّه و آنچه این دو اصل بران شامل اند از اخلاق و صفات لازمه و آنچه پیدایمی شود از آنها  
 بعد ریاضت کردن و صفائی حاصل نمودن تا اینکه گفته که پس حقیقت قلبیه ظاهر می شود و همچو طور سپاهی  
 میان عفت و دواج و آب پس این صورت ظاهر از آنچه ذکر کرده ام این صورت حقیقت قلبیه و صفت است

این در اصل  
 در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست  
 صاحب منافع گوید تغییر از مبدأ بوحدت بهتر است از تغییر موجود بواسطه آنکه وحدت اشمل از وجود است  
 و حضرت سید علی بهدائی تغییر نقطه فرموده و شیخ فخر الدین عراقی بهشتی است  
 ساقی بیا که عشق ندای کند بلند  
 راه وحدت تبرک و تقرب است  
 راه توحید در قدم زدن است  
 طریقت این منزل را در ساند و طالبان حقیقت اشربصال چنانند  
 حال که مرا هست نکوتر گردان  
 راه هم بر سر آمده توحید نای  
 وصل مولانا صدر الدین قزوینی میفرمایند که بر هر مومن عاقل واجب است که طالت رنگاری نفس خود را  
 در انقب و تحصیل مقام قریبه در مراتب عالیّه از حضرات قدم و قصد کند بر متوجه بودن خود بسوی حق تعالی  
 نقلی که آن اشرف چیزی است که در دست زیرا که او متوجع است بهر آنچه مشتعل است بر نسخه جامع وجود او را  
 صور عالم معانی وی و بهر آنکه او محل نظر حق و مضه تعلی وی و همبها امر و منزل تملی او است لیکن سزاوارست  
 که بدانی که مراد از قلب این مضه صنوبر نیست چه که این را اگر چه قلب گفته اند لیکن آن گفتن بجا راست  
 و نه هر عاقل می داند که قلبی که حق تعالی بر زبان نبی خویش از خبر داده است که وسعت نکرد مرا زمین من  
 و نه آسمان من و وسعت کرد مرا قلب بنده من که مومن تقی و تقی و اوح است پس آن قلب مضه صنوبری  
 نیست چرا که این مضه من حیث صورت خود حقیر است از آنکه محل اسرار و تعالی بود چه جای آنکه حق تعالی آن  
 باشد و او مطمح نظر اعلی او باشد بلکه قلب انسانی عبارت است از حقیقت جامع میان اوصاف و شیون ربانیه  
 و خصائص احوال کونیّه روحانیّه و حقیقت قلب پیدایمی شود از میان همیت اجتماعیه و افعیه میان صفات  
 و حقائق الهیه و کونیّه و آنچه این دو اصل بران شامل اند از اخلاق و صفات لازمه و آنچه پیدایمی شود از آنها  
 بعد ریاضت کردن و صفائی حاصل نمودن تا اینکه گفته که پس حقیقت قلبیه ظاهر می شود و همچو طور سپاهی  
 میان عفت و دواج و آب پس این صورت ظاهر از آنچه ذکر کرده ام این صورت حقیقت قلبیه و صفت است

میان عفت و دواج و آب پس این صورت ظاهر از آنچه ذکر کرده ام این صورت حقیقت قلبیه و صفت است







با انسان ظهور می یابند و آنچه مقصود ایجاد عالم است از انسان حاصل می شود و در انسان که چشم این عکس  
 است شخص پنهان است یعنی آن شخص که در مقابل آئینه است که آن حق باشد چه حق انسان بعین یعنی مری که  
 چشم عکس است که مراد از انسان است و از کمال لطافت آن شخص درین دیده که انسان است عکس می شود و  
 مری نمی گردد و حقیقت در صورت انسانی که چشم عالم است حق است که مشابه جمال خود می نماید و انسان چشم  
 عالم است که عکس وجود حق است و حق نور این دیده است بدانکه شخصی که در آئینه می نماید و آن صورت عکس که  
 در آئینه نموده می شود چون صورت آن شخص نگرنده است باید که هر چه در صورت اصل باشد در صورت عکس هم  
 باشد و صورت اصل را چشمی است پس صورت عکس را هم البینه چشمی خواهد بود و چنانکه در دیده نگرنده تمام صورت  
 عکس منطبق است و در دیده عکس نیز تمام صورت نگرنده منطبق خواهد بود و اما چنانچه گفته شد مری نمی نماید و آن صورت  
 منطبق در دیده عکس که انسان بعین چشم عکس است و نور دیده عبارت از آن است باز دیده دارد و آنچه آنکه  
 چشم صورت اصل ناظر صورت عکس خود است چشم عکس هم بدیده اصل ناظر همان اصل است پس اصل معنی چشم  
 دوم بیت چهارم چنین باشد که بدیده یعنی با انسان که چشم عکس است دیده را یعنی انسان بعین را که حق است و نور دیده  
 چه دیده با وی بیند دیده یعنی دیده انسان که در انسان پنهان است دیده است یعنی با انسان حق را دیده حق  
 دیده و خود بخود نگرنده خودی خود است و انسان ما خود از انسان بعین است ازین جهت که با وی بیند و این  
 نکته عجیب است که از وجه حق انسان بعین است و از وجه انسان انسان بعین چون عالم با انسان که یکجا  
 دیده او است مثل یک شخص است و سببی با انسان که برست و انسان از انجاست که خلاصه حقیقت و منتخب همه  
 است جهانی است علل و فی الواقع همان نسبت که حق را با انسان است انسان را با جهان است یعنی  
 جهان با انسان انسان که برست و انسان که خلاصه همه است جهانی است علل و چنانچه حق در انسان  
 ظاهر گشته و دیده وی شده و بدیده خود خود را مشاهده نموده انسان در جهان پیدا شده و دیده جهان گشته  
 و خود خود را مفصلاً مشاهده کرده خلاصه این سخن آنکه چون انسان منظر اسم الله است پس چنانکه انصاف حقیقت  
 جامعیت مثل است بر جمیع اسما و تمام اسما حقیقت نمودن حق است که ظاهر است پس حقیقت انسان  
 نیز که منظر این اسم است البینه باید که شامل جمیع مراتب عالم باشد و همه تالیق منظر حقیقت انسان باشد

چهر مرتبه و هر ملت تعین نظیر کی از اسما الهیه است و جمیع اسما در تحت اسم الله که جامع جمیع اسما و صفات است  
مندرج اند پس حقائق همه مراتب و تعینات در تحت حقیقت انسانی که منظر آن اسم است مندرج خواهد بود و  
از سبب مجموعی عالم مفصل سنی با انسان که برست زیرا که حقیقت انسان است که بصورت همه عالم ظاهر شد  
و بسبب این جامعیت تحت خلافت گشته است زیرا که خلیفه باید که بصورت مستخلف باشد و این از معنی خلق  
آدم علی صورته و حقیقت آئینه و مجلای حق حقیقت انسانی است که جامع جمیع مراتب جسمانی و روحانی است  
و عالم تمامها آئینه حقیقت آن کامل است که تفصیل آن اجمال است و دریافت حقیقت این سخن وقتی میر  
گردد که سالک اصل از مرتبه فنا فی الله بقیام بقا بالذات برسد و بحق از حق بجانب خلق مسبقا ثالث بیاید و آن زمان  
که او نباشد اجمال و تفصیل تمام او باشد انتهی وصل و وجود عام را که مقید بقیود تعینات و وجوبیه و تعینات  
امکانیه نیست بمنزله دایره تصویر باید کرد و محیط دایره هو الله الواحد القهار که اقال عن قائل و الله بكل شیء محیط  
و به امن باب ضرب الامثال و المثل الا علی فی السموات و الارض و الا بهیجا که خداست دایره آنجا که باست  
و مدارج و معارج فیض وجودی و ولایت و دایره الوجود و قوس اندکی قوس نزولی دوم قوس عروجی سیر  
در قوس نزولی از اعلی بادی است چه حق جل مجد از مرتبه احدیت صرف بر مرتبه وحدت و اجمال صفات از مرتبه  
وحدت بر مرتبه الوهیت و تفصیل صفات و از مرتبه الوهیت بر مرتبه اعیان ثابته و از مرتبه اعیان ثابته بعالم  
عقل کل نفس کل و عقول و نفوس جزئیة و عالم برزخ مثالی و طبیعت کل و جوهر مبایه جسم کل و شکل کل  
و عرش و کرسی و فلک البروج و فلک المنازل و سموات سبعه و عناصر اربعه و مواد ثلاثه و ملک حق بمرتبه  
انسان نزول فرمود و قوس نزولی نصف دایره را تمام نمود و درین سیر همه مرتبه تختانی ادنی است نظر بر مرتبه  
خوتانی و این سیر را سقر الحق و سیر نزولی و سیر ظهوری و انبساطی و سیر مطلق در مقید و سیر کلی در جزئی گویند  
و سیر زید از اطلاق بتقید و از وحدت بکثرت نیز خوانند نهایت نزول حق از نقطه وحدت تا نقطه انسان  
میرسد پس ذات حق اول الاوایل و مبداء المبادی و باطن همه نزولات است و این انسان ناقص مجز  
مفردی است از اکوان مفروه و انسان حیوان بود و مرتبه احتقار الحق بالعبد دارد و قال الله تعالی لعن  
خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم ردناه اسفل سافلین صاحب گلشن بر از گوید سه

لله و قد قال  
واحد و قد قال  
است و قد قال  
لغت از گویند  
المرتب  
تخلص است  
و این از  
باب مثال  
نزدن است  
و بسط خدا  
است مثال  
اعلی در کمالها  
و در زمین ۱۲  
صله و  
بجای از این  
آدی را در  
ینکو برین  
صوره  
باز گردانید  
او را از در  
از هم  
فروماندگان ۱۳

|   |   |  |
|---|---|--|
| <p>تنزل را بود این نقطه سمنل<br/>مقابل گشت ازین و بادیست<br/>اگر توری رسد از عالم جان<br/>از ان رسته که آمد باز گردد</p>  | <p>که شد با نقطه وحدت مقابل<br/>اگر گرد و قیاس اندرین دام<br/>ز فیض جذبه یا از عکس بیان</p> | <p>شد از افعال کثرت بی نهایت<br/>اگر اسی شود و گشت از انعام<br/>دلش با لطف حق هم از گردد</p> |
| <p>به تحقیق ذات الهی سبب تجلیات و ظهورات او خود حاصل می شود و صفات و سبب صفات حاصل میشوند<br/>اسما و سبب اسما حاصل می شوند و اعیان ثابته در علم و سبب اعیان حاصل می شوند و ارواح مجرد و سبب ارواح<br/>حاصل می شوند و عالم مثال و سبب عالم مثال حاصل می گردد و عالم ملک پس ذات باطن کل عوالم است و عوالم<br/>مطهر آن ذات انست و سیر در قوس عروجی بعکس سیر در ولی از ادنی باعلی است چه انسان از مرتبه نباتی<br/>بدگیر مراتب عالم اجسام و از عالم اجسام به عالم مثال و از عالم مثال به عالم ارواح و از عالم ارواح به عالم<br/>ثابته و از اعیان ثابته به الوهیت و از الوهیت به وحدت عروج می نماید و قوس عروجی نصف دایره را<br/>با تمام میرساند و این سیر هر مرتبه فوقانی اعلی است نظیر مرتبه تحتانی و این سیر اسفل العبد و سیر عروجی رجوعی<br/>و سیر شعوری و انقباضی و سیر تنقیدی یا تبیینی مطلق و سیر جزوی بسوی کلی خوانند و سیر انتهائی از تنقید باطلاق و<br/>از کثرت به وحدت نیز گویند نهایت عروج عباد از نقطه انسانی تا نقطه وحدت میرسد همین سیر مستقیم است<br/>کشفی و شعوری است پس این انسان کامل و اصل کون جامع بود و مرتبه احققار العبدی الحق دارد و آنچه<br/>در اخبار و باب اول سفر اول تورات ان الله خلق آدم علی صوره آدمی اشاره بهین جمعیت کمال انسانیت است<br/>و این عروج غیر انسان کامل کسی را حاصل نیست و دیگر افراد انسانی در بر این مقید اند و بر مرتبه کمال<br/>حقیقی که مقام فنا در توحید است نمی رسند و گشتن از است</p> |   |  |
| <p>کسی که شد در اصل کارگاه<br/>بعکس سیر اول در منازل</p>  | <p>سلوکش سیر کشفی ان امکان<br/>رو دتا گردد او انسان کامل</p>                                | <p>سوی واجب بر کشیدن نقصان<br/>رسد چون نقطه آخر با دل</p>                                    |
| <p>در ان جانی ملک گنج نه مرسل<br/>تعیینات خلقیه در حق تجر و اختقار کواکب نزد وجود شمس و چه عبودیت بوجه ربوبیت در پرده می نویس</p>   |   |  |

می باشد رب ظاهر و عجب مخفی و این پوشیدگی در مقابل پوشیدگی حق است در عید وقت اظهار حق مرعیه اوجا می  
می باشد به تبدیل صفات بشری بسبب صفات الهیه نکذات پس هرگاه که صفته از صفات بشریه ترفع شد  
مقام آن صفت الهی قائم ماند پس درین وقت حق سمع و بصیر انسان خواهد بود چنانکه حدیث شریف بدان  
ناطق است و صاحب این مقام در وجود متصرف می شود بدینچه اراده کرده است الله تعالی استی بحدوث  
الزوائد پس درین دائره نزول از حق بود و عروج از انسان و وحدت از هر عالی اعلی است و انسان از هر بافل  
اسفل چه بابت قوس نزدی نقطه وحدت بود و نهایت آن نقطه انسانی و بابت قوس عروجی نقطه انسانی  
بود و نهایت آن نقطه وحدت و لیکن در حقیقت مبدأ و انتها حق است زیرا که اول عین آخر و آخر عین اول شود  
و نقطه نهایت دائره وجود بابت دائره یکی گردد و با تمام قوس عروجی قوسین سترسیم آورده دائره وجود کمال  
گرد و منته بدو الیه یعود **جامی معاد و مبدء ارواح و وحدت هستی پس** مادر بیان کثرت موجودات و سلام  
و نیز باید دانست که در دائره وجود و سفر عید در دو قوس است یکی قوس عروجی که در وی انا عید و انا حق  
محمیکر و درین سفر عروجی عید از مرتبه انسانی به دیگر مراتب عالم اجسام و از عالم اجسام به عالم مثال و از عالم  
مثال به عالم ارواح و از عالم ارواح با عیان ثابته و از عیان ثابته بالوهمیت به وحدت میرسد کما مراد  
از محو انا عید در انا حق آنکه انا عید از وجود کونی تمام برگشته شود و آن را بر حقیقت اطلاق یابد و ببقا باشد  
مشرف گردد و در زمان حیات قاتی جان بانی حاصل نماید و چون جان عاریتی را او مستانند بدان جان

|                             |                               |                            |
|-----------------------------|-------------------------------|----------------------------|
| زنده ابدی باشد متشوی        | درگ پیش از مرگ امن ست ای فتنه | این چنین فرموده ارا مصطفی  |
| گفت موتوا کلکم من قبل ان    | یا فی الموت موتوا بالهشتم     | با دندست و چرا غم اتبری    |
| ز و بگیر اتم چسبند دیگری    | همچو عارف کز تن ناقص چپراغ    | شمع دل افزوخت از بهر فراغ  |
| تا که روزی کین میر و ناگهان | پیش چشم خود دهند آن شمع جان   | سرموتوا قبل موتوا این بود  |
| کز پس مردن غنیمتها رسد      | غیر مردن هیچ فرستند گدگر      | در نگیرد با خدا لے حیلہ گر |
| یک عنایت بر صدگون اجتهاد    | حمد را خوت است از صدگون فدا   | دان عنایت هست بوقوف مات    |
| تجربه کرد این به راه حق است | بلکه مرگش به عنایت نیز نیست   | بی عنایت هان هان جانی نیست |

|  |   |   |
|--|---|---|
| جان بسے کنیدی و اندر پرده  | زانکه مردن اصل و توان مرده  | تانییری نیست جان کندن تمام  |
| بے کمال نزد بان نانی بیام  | چون ز صد پایہ دو پایہ کم بود  | بام را کوشنده نامحرم بود  |
| چون رسن یک گز صد گز کم بود   | آب اندر دلو کے از چہ رود  | چون نییری گشت جان کندن  |
| بات شور صبح اسی شمع طراز   | تا نگشتند اختران از آسمان   | وان کہ پنهان ست خورشید جهان   |
| بے حجابت باید اسرار لباب   | مرگ را بگزین و پرز آن حجاب  | فی چنان مرگے کہ در گوری شوی   |
| مرگ تندی بی که در نوری روی   | مردان گشت آن طلعتی بود  | رومی شد صفت زنجی سترد   |
| خاک ز رشده نیست خاک نماز   | غم فرج شد حال غمناکی نماز   | ہمین ز چہ معلوم گرد این بعث   |
| بعث را جو کم کن اندر بعث بحث   | شرط روز بعث اول مردن است  | زانکہ بعث از مردہ زندہ کردن است   |
| جمله عالم زین غلط کردند راه  | کز عدم ترسند و آن آمد پناہ  | جمله عالم زین سبب گمراہ شد  |
| کم کسی نہ ابدال حق آگاہ شد   | از کجا جو نیم هست از ترک هست  | از کجا خواہیم دست از ترک دست  |
| از کجا جو نیم علم از ترک علم   | از کجا جو نیم سلم از ترک سلم  | ہم توانی کرد یا نعم المعین  |
| دیدہ معدوم ہیں است بین   | دیدہ گوار عدم آمد پدید  | ذات ہستی را ہمہ معدوم دید   |
| انتہی در مکتوب ہی ام جلد ثالث از مکتوبات حضرت مجدد است   | پایہ آخر آدم است و آدمی   | پایہ آخر آدم است و آدمی   |
| گشت محروم از مقام محرمی  | گر نگردد باز مسکین زین سفر  | نیست از وی هیچکس محروم تر   |
| چون بعثت بجانہ اورا عروج باصول خود کہ او در رنگ ظل است مرآن اصول را واقع شود در ہر اصلی                | از اصول اول اورا قناتی است در آن اصل بعد از ان بقانی بآن و باین فنا و بقا اطلاق انا را و از ان ظل | از اصول اول اورا قناتی است در آن اصل بعد از ان بقانی بآن و باین فنا و بقا اطلاق انا را و از ان ظل |
| را اکل گشتہ بران اصل کہ فنا و بقا اورا در وی اصل گشتہ است اطلاق خواہ یافت و خود را ہمان اصل خواہد یافت | و همچنین چون از ان اصل بکرم حق بجانہ اورا عروج واقع شود اصلی کہ فوق آن اصل است و آن اصل ظل است    | و همچنین چون از ان اصل بکرم حق بجانہ اورا عروج واقع شود اصلی کہ فوق آن اصل است و آن اصل ظل است    |
| ہر این اصل را فنا و بقا آن اصل اول و در این اصل ثانی اصل خواہ گشت اطلاق انا از اصل اول اکل گشتہ        | باصل ثانی خواہ پیوست و خود را ہمان اصل ثانی خواہ یافت و ہمین نسبت است اصل ثانی را باصل ثالث       | باصل ثانی خواہ پیوست و خود را ہمان اصل ثانی خواہ یافت و ہمین نسبت است اصل ثانی را باصل ثالث       |
| اگر عروج واقع شود ملاقی تا بران اصل ثالث قرار خواہ یافت کہ اصل ثانی ظل او است و همچنین ہر اصل          |   |   |

تحتانی که در رنگ نخل است مرصل فوقانی را همین نسبت ثابت است اگر بحیض فضل خداوندی جل سلطان عروج  
واقع شود و از نخل جل بگذرانند اطلاق اما از نخل جل آن قرار خواهد یافت و خود را همان اصل خواهد داشت  
الامات را در تفاوت درجات اعتقاد و این اصول با این کثرت و با این رفعت اجزاء را خواهند گشت  
و قطره را دریا خواهند ساخت و گاه را که خواهند گردانید چون این اصول اجزاء را باشند ناچار از کمالات بزرگ  
شان نیز بهره کامل نصیب خواهند شد و کمال اوجامع کمالات آن اجزاء خواهد بود و از اینجا فرق در میان انسان  
کامل و سایر افراد انسانی توان شناخت که آن دریا محیط است و اینها در رنگ قطره های محقران دریا پس اینها  
او را چه شناسند و از کمال او چه دریابند خوش گفت آئین چیست این که دوستان خود را اگر امت کردی که هر که ایشان  
را شناخت ترا یافت و تا ترایانیت ایشان را شناخت و چنانچه در میان انسان کامل و انسان ناقص کثرت  
و قلت اجزاء فرق است در میان طاعات و حسنات اینها نیز مانند آن فرق است شخصی را که صد زبان بپند  
و هر زبان یاد حق بکند چه نسبت دارد بان شخصی که او را یک زبان بپند و بان یک زبان یاد حق کند ایمان و  
معرفت و سایر کمالات را برین معنی قیاس باید کرد و بنا بر آن اتم لنانورنا و اغفر لنا انک علی کل شیء قیاسی بود  
معارف لدنی می طراز که معرفت صوفیه عبارت از علم حصولیست بحدی سبحانه که بعد از فنا و بقا صورت می بندد  
و تعبیر از ان بشناختن و یافتن می کنند و معرفت تکلیف تعبیر از علم حصولی بحدی که نتیجه نظر و استدلال است بایش  
آنست که هر علمی که از خارج حاصل شود عبارت از حصول صورت معلومه است درین صورت از مقوله اعضا است  
بود که ما ذهب الیه بعض یا صورت حاصله اول درینوقت از مقوله کیف بود که ما ذهب الیه بعض و این علم  
را علم حصولی گویند و هر علمی که بچنین باشد یعنی از خارج نیاید بلکه بذات عالم متعلق باشد آن علم را علم حصولی  
گویند و چون عارف بعد از فنا ی ذات و صفات خود به بقا باشد شرف شده و اما او از وجود کونی تمام برکنده  
شده و حقیقت اطلاق یافته لاجرم از علم حصولی علم حصولی انتقال فرموده و از دلش یافتن یافته چیرفت  
در بیرون ذات یا بنده نمی باشد معاذ الله سوده لوحی از اینجا حلول و اتحاد فهم کند و پاک بر دین سوزن  
پیدا نیاید و با خود در ورطه بد اعتقادی افتاده هلاک نشود انتهی شیخ عبد الکریم حبلی در انسان کامل میفرماید  
که او را ک ذات این است که بطریق کشف آئین برانی که تاولی و او توده اتحاد است و نه حلول بنده چندی است

ل

پروا و کار

تمام

م

انوار

دیوار

۱۱

برای

فهر

چیز

فدائی

۱۲

و خدا خدایند خدا نشود و خدا بنده نگردد و استحقاق بر حجت دوم قوس نزولی که در وی انوار حق در انوار عبودیتی  
 می شود درین سفر نزولی عبد از مرتبه وحدت بر تری الوهیت و از مرتبه الوهیت با عیان ثابته و از اعیان ثابته  
 بعالم ارواح و از عالم ارواح بعالم مثال و از عالم مثال بعالم اجسام و از عالم اجسام با انسان میرسد  
 کما مراد از اختصار انوار حق و انوار عبد آنکه عبد را از استغراق توحید و مکتوب برای تکمیل ناقصان ایصال همچون  
 بساط صحرای بعد الحول و بقا بعد انقضا و فرق بعد الجمع و جمع الجمع که مقام ختم محمدی است فرو آورند و در جمیع موجودات  
 خارجی بهیچ سریان الحق ساری گردانند و درین دایره عروج از انسان بود و نزول از حق چه بابت قوس عروجی  
 از نقطه سقیده انسانی و آغاز سیر عروجی بسیر الی الله فی الله نقطه مطلقه وحدت و مرتبه انجام میرسد و حق بخیر  
 آئینه سالک بود و بابت قوس نزولی از مرتبه اطلاق و انجام بسیر با الله و عن الله باز بر تری تقید و آغاز سیر  
 و نقطه نهایت دایره وجود بابت دایره یکی گرد و با انجام قوس نزولی سر بهیم آورده وجود کامل گردد و  
 سالک در اینجا آئینه حق بود و جامع نشأتین و تمام و کمال و بر تری وحدت و کثرت و مظهر کل گردد و این انسان  
 کامل و اصل کل و موصل نیز بود و مرتبه اختصار الوحدۃ فی الکثرة نیز دارد و کاروی به نیابت و خلافت حق  
 دعوت الی الله الرحمن و تکمیل ناقصان و ایصال همچو ران بود و

|                                |                                |                               |
|--------------------------------|--------------------------------|-------------------------------|
| هفت دریایند و یک قطره          | یک دهان خواهم به پنهانی فلک    | بچه هستی پیش مهرش ذره         |
| تا بگویم وصف آن مشک ملک        | تنگ آید در بیان آن مین         | در دهان یایم چنین صد چنین     |
| آنکس که ترا شناخت جان لایع کند | دیوانه کنی هر دو جهان نشخو کنی | فرزند و عیال و خانان آنچه کند |

این معنای است که بالاتر ازین مقامی نبود صاحب این مقام ذات واحد را در هر شیئی بصفتی خاص  
 ملاحظه نماید و تکثر صفات را موجب تکثر ذات نداند و در هر موجودی هر دو نسبت حقانی و خلقانی می یابد  
 بموجب و بهر حکم اینها کثرت خلق را قائم بحق بنید و وحدت در کثرت و کثرت در وحدت شایسته کثرت حجاب وحدت  
 و وحدت پرده کثرت نباشد و حق را در خلق و خلق را در حق نگردد و هر شیئی را چنانچه می بیند و می داند و از  
 معاد بمبداء رود و از مبداء بمعاد باز آید و مقام اطلاق و تقید ملک وی گردد و هر لحظه و لمحّه مانند پرکار دایره  
 وجود خود را تمام سازد و بتجید انسانی رسد و بر همون کار اول متابعت شریعت سلوک عبادت است



در کاری باشد و علامت وصول عارف درین مرتبه آنست که مقید بصفتی و محال و صفتی و محالی نباشد  
 و اندر پیر معنی زبا خاک و ذرم خلوتی و صحبتی کرد از کرم خویشتن در خاک کلی خود کرد  
 تا نماندش رنگ بود رخ زرد از پس آن محو فیض او ماند بر کشاد و بسط شد مرکب بر اند  
 الحاصل صاحب این مقام درجه مراتب بود یعنی روحانی و مثالی و جسمانی متصرف میگردد و در منزل  
 برنج الفرق و الجمع مقام دارد درین حکم انی جاعل فی الارض خلیفه حق تعالی تاج خلافت نیابت بر سر  
 وی نهاده و او را مقصود امر کن فیکان گردانند تا مادی خلق الی الحق و حجة الحق علی الخلق باشد  
 کسی مرد تمام است از تمامی | کند با خود حبسگی کار غلامی | چو شد در دایره سالک کامل  
 رسد هم نقطه آخر باول | بقای یابد او بعد از غیا باز | رود در انجام راه دیگر با آغاز  
 دگر باره شود و مانند پرکار | بران کاری که اول بود پرکار | شریعت را شمار خویش سازد  
 طریقت را شمار خویش سازد | چو کرد او قطع یکبار مسافت | اندر حق بر سرش تلخ خلافت  
 درین دایره وجود حصول قرب و نوافل در سفر اول است که آن را سفر الی الله گویند و حصول قرب فراغت  
 در سفر اربع است که آن را سفر فی الخلق بالحق خوانند انتهی تسبیح باید دانست که سیر الی الله عبارت است  
 از رسیدن سالک تا اسمی که سالک منظر آن اسم است و سیر فی الله عبارت است از سیر سالک در آن اسم  
 که سالک منظر آن اسم است و این سیر فی الحقیقت تحقق شدن است بجلالتی که متدبر در آن اسم است  
 زیرا که هر اسم الهی متضمن جمیع اسما و صفات است و سیر الی الله منتهی می شود و سیر فی الله انتها پذیر نیست  
 کذا فی سلوک القادر زیرا که هر اسم ذات بصفتی ظاهر است و ذات جامع جمیع کمالات بود و کمالات ذات  
 انتها پذیر نیست و سفر عبارت است از توبه قلب بسوی حق و سفر چهار انداز سیر الی الله است از سیر سالک  
 نفس بسوی اصول تا انقیاد بسین و انقیاد بسین نهایت مقام دل است و مبداء تجلیات اسمائیه دوم  
 سیر فی الله است بمتصف شدن بصفات او تعالی و تحقق با سائر اسما و سوی انقیاد اعلی و آن نهایت حضرت  
 واحدیت است یعنی واحدیت فصلی که آنرا الوهیت گویند سوم ترقی است بسوی عین الجمع و حضرت احدیت  
 و آن حضرت مقام قاب قوسین است که آنجا دوی باقی نمی ماند پس هرگاه دوی مرتفع گشت پس آن مقام

اولی است و این نهایت ولایت است چهارم سیر باشد عن الله است بهر تکمیل و این مقام بقا است بعد فنا  
و فرق بعد الجمع کذا فی اصطلاحات الکاشی و نیز در دست که نهایت سفار و دور شدن حجابات کثرت است  
از روی وحدت و نهایت سفردوم رفع حجاب وحدت است از روی کثرت علمیه باطنیه و نهایت سفردوم  
ازوال تقید با تصدیق ظاهر و باطن است بسبب حصول در احدیت عین جمع و نهایت سفردوم بهنگام  
رجوع است از حق بسوی خلق و مقام استقامت آن احدیت الجمع و الفرق است شهود اندر لایح حق در  
خلق نیست شدن خلق در حق تا آنکه بنده صاحب این سفردین وحدت ادر صورتهای کثرت و صورتهای  
کثرت را در عین وحدت انتهی ~~بعضی~~ سفردوم قوس خروجی و دوسفردوم قوس نزولی مقرر کرده اند چنانچه در  
رساله خواجہ احرار است که بدانکه تجلیات را در دو بابل الله قسم اند فعلیه و اسمائیه و ذاتیه و بهر هر یک طرق و  
موارد و مراتب مختلفه اند و بے انتها اند تفصیل آنها چون موانع مرتفع شد و معاون مجتمع گشت قابل  
فیض تجلی جلای و جمالی لایزالی شود اول تجلیات افعال آئین ظاهر شود و سالک چنان بیند که هیچ فصل در  
صورتهای این مظاهر نمی شود الا از حق تعالی و در مثال چنین داند که صورتهای عالم بمنزله لبتی چند که  
استاد کامل بحسب خیال رقائق ایشان را از باطن تحریک میدهد و افعال خود را تمام می نماید و این را  
توحید افعالی گویند دوم تجلیات اسمائی و صفاتی ظاهر شود سالک به بنده و محققش گردد که هیچ صفتی کمائی  
نیست الا حق و چنین داند که زندگی و علم و قدرت و ارادت و سایر صفات کمالیه که اهل عالم رست جمله  
آن حق راست سبحانه و نسبت آن بابل عالم عاریتی است و تحقق باین مقام را توحید صفاتی خوانند  
و بهر تجلی سابق نفس را استعدای می بخشد لقبول تجلی لاحق چنانکه وقت تحقق تجلی افعالی استعداد تجلی  
صفاتی می گردد و وقت تجلی صفاتی استعداد تجلی ذاتی می گردد و سوم مرتبه انوار تجلیات ذات ظهور کند و در  
عالم و اهل عالم را ظل ذات الهیت داند الم ترالی ربک کیف مد نظر الایه اشاره بآن است و درین تجلی باقی  
صفات که ظلال صفات آئین بکلی فانی می شوند و ذات صمدیت و هویت احدیت باقی می ماند کل شی  
بالک الا وجه حق الیقین سالک می گردد و داند لمن الملک الیوم بگوش جان می شنود نه بخود بلکه چون  
زیرا که تعین او نیز فانی شده است و از حق بحق می شنود که بخود جواب می گوید که مدالوا احد القهارین

سفر اول گویند از خلق بسو حق پس حق جل و علا بحجت کیل و ارشاد طالیان درین سفر اورا قوت سیر و پندار و اسما  
و صفات الهی سیری کنند و این را سفر فی الله گویند و این سفر دوم است و در آخر این سفر خلعت وجود حقانی  
در وی پوشانند و تعینی ذاتی او را محقق گردانند تا از حق بخلق آید بحجت رهنمایی خلق بحق و این سفر سوم است  
که آن را سفر از الله بسوی خلق گویند و درین سفر در هر مرتبه از مراتب تنزلات وجودی که فردی آید در هر  
موجودی دو نسبت می یابد نسبتی حقانی و نسبتی خلقانی و هر دو معکم اینها کنتیم عبارت از آن که نسبت حقیقت  
بنسبت حقیقت قائم است و چون این تمام شد قدم در سفر چهارم نهادند که آن سفر فی الخلق با حق است و این  
مقام تطبیق و غوثیت و خلافت حق است و چون بنده فانی از خود و باقی بحق و موجود و وجود ثانی و موصوف  
بصفات سبحانی گشت و بر همه مراتب وجودی از روحانی و جسمانی متصرف گردود و اما تجلیات جهانی  
و جلالی ذاتاً و صفه و فعلاً متجلی شود حق در خلق و خلق در حق مشاهده کنند فی کبی حجاب آن دیگر نشود و از حجب  
بندگی حق سبحانی هیچ بنده از وی بنده تر نباشد و از حجب تحقق بصفات حقانی و تحقق باخلاق سبحانی  
هیچ موجودی بزرگتر و خواجیه تر از وی نباشد همیشه نظراً و بحجت عبودیت و خلقت خود باشد و بقدر ذاتی خود  
و غنای ذاتی حق معترف بود و استغنی و امام ربانی در معارف لدنی می نگارند که سیر و سلوک عبارت از حرکت  
در علم است که از مقوله اکیمت است حرکت استی اینها گنجایش ندارد پس سیرانی الله عبارت از حرکت علییه است  
که از علم اسفل لعالم اعلی میرود و از ان اعلی با اعلی دیگر تا اینکه منتهی شود بسوی علم واجب بعد طی علوم ممکنات  
کل آن و زوال آن تمامها و این حالت معبر بقیاست استغنی و این تجربه گوی حضرت لانا میفرماید  
ای خشک آن مرو که خود رسته شد در وجود زنده پیوسته شد موم و همیز چون فدائی ناز شد  
ذات ظلمانی او اتوا شد و امی آن زنده که با مرده نشست می بخوید رستن از نادانی است مرده گشت زندگی از وی بحسب  
مخ کو اندر نفس زندانی است نویسنده باید در دل سفره نگردد مستغیل در تن مردم شود آن روح شاد  
نان چو در سفره هست باشد آن جاد قوت جان است این ای سخنان تا چه باشد قوت آن جان جان  
مستحیاش جان کند از سبیل می شگافد کوه را و بگردگان زور جان کوه کن شق انجیر

زور جان جان دران شوق اقرار و سیر فی السعبارت است از حرکت علییه در مراتب و جوی از اسما و صفات  
 و شیون و اعتبارات و تقدیسات و تزیینات تا اینکه منتهی شود بسوی مرتبه که تعبیر از آن ممکن نیست اشاره به  
 آنها ممکن نیست و او را نامی است و نه کنیتی نه عالمی او را دانند و نه مدرکی او را درک کنند و این سیر می بقیاست  
 و سیر عن اندر باید که سیر سوم است عبارت از حرکت علییه است که از علم اعلیٰ بعلم اسفل فرودی آید از ان اسفل  
 باسفل دیگر تا اینکه رجوع کند در کمالات رجوع قهقری و از کل مراتب علوم نزول کند و اینچنین کس آنست که  
 فراموش کرد اندر السبب اندر رجوع کرد از حق مع الحق پس او باینده یا بایسته است و وصل میجو و پیوسته  
 بعید و سیر اولی که سیر در اشیا است عبارت از حصول علوم اشیا است ثینا فثینا پس زوال کل علوم هشیا  
 و سیر اولی پس سیر چهارم مقابل سیر اول است و سیر سوم مقابل سیر دوم چنانچگی بی پی و سیرالی اند و سیر  
 فی اندر برای تحصیل نفس و لایت است که عبارت از فنا و بقا است و سیر سوم و چهارم از برای حصول مقام  
 دعوت که مخصوص بانبیاء مرسل است صلوات الله تعالی علی جمیعهم و علی افضلهم خصوصاً و متابعان کل  
 انبیاء از از مقام دعوت نیز نصیب است کما قال الله قل یدعی الی الله علی بصیرة انا و من اتبعنی انتهی  
 و بعضی سه سفر قرار داده اند اول و دوم در قوس عروجی است اول را سیرالی اند گویند و سیر دوم را سیر فی الهی  
 و سوم در قوس نزولی چنانچه قیصری در شرح فص آدمی اشارت ازین سه سفر می نماید آنجا که می گوید که آنست  
 خلیفه گردانیده نمی شود و نه قطب گرد وقت انتها سه سفر سوم انتی ترجمه داین سفر سوم پیچ سفر چهارم  
 است که از اصطلاحات کاشی منقول گشت و نیز قیصری در شرح بیت دو صد و هشتم قصیده نایه فارسیه میگوید  
 که سفر از حق بسوی خلق مقابل سفر اول است زیرا که او از خلق بسوی حق است و سفر دوم در حق با الحق و سوم از  
 حق بسوی خلق با الحق و چهارم در خلق با الحق و این نهایت مقام قطاب است و الله اعلم انتهی در اینجا سفر سوم  
 مقابل سفر اول است و در قول امام ربانی مقابل سفر دوم لیکن وجه مقابل هر یکی دیگر است چنانکه پوشیده  
 نیست بزنا مل کنشده پس در میان آن هر دو منافاتی نیست و نیز باید دانست که قیصری در فصل ثانی  
 مقصد ثانی مقدمه شرح قصیده فارسیه در بیان سلوک سفر اول و طریق الکتاب لایت بیانی پس عجب  
 آورده است توان دید و شیخ عبد الله انصاری در کتاب منازل السائرین درین سفر اول میان عجب و رب

ع

مجاورت

راست

چنانچه

سیر

است

عجب

و

صد مقام نوشته اند و هر مقام ازین صد شامل برده مقام است پس میان عبد و رب هزار مقام می شوند  
 چنانکه اشاره کردیم و آن قیصری و این هزار مقام را شیخ کمال الدین عبدالرزاق کاشی و قسم ثانی  
 کتاب صیقلات صوفیه رقم فرموده و این هزار مقام شرح قول ابو بکر کتانی است آنجا که فرمود که ان بین  
 العبد و الحق الف مقام من نور و طمئنته که ذاتی منازل السائرین شیخ اکبر در کتاب مناجات الارقادرین  
 سفر اول میان عبد و رب سه هزار منزل نوشته اند چنانچه در باب صد و شصت و هفتم فتوحات می فرمایند  
 که ذکر نمودیم و هر وی از ان در جزوی که آن را منازل السائرین نام نهادند شتم بر صد مقام و هر مقام شمل  
 برده مقامات و این منازل اند و لیکن ما ذکر کردیم ازین منازل در کتابی که نامش مناجات الارقادرین است  
 که شامل اند بر صد مقام و هر مقام شامل برده منازل است پس در آن سه هزار منزل باشند اختی  
 و شیخ نجم الدین کبری در رساله عشره الوصول درین سفر اول میان عبد و رب ده مقام نوشته اند و هر  
 و توکل و تقاضا و عزالت و ملازمت ذکر و توجه الی الله و صبر و راقبه و رضا و مولانا عبد الغفور لاری شرح رساله  
 مذکوره کرده است تفصیل این مقامات عشره آنجا باید دید که الله از کجا کجا او فتا و سخن از سر رشته از دست  
 رفت و من از مقصود دور اندم هر چند که در حقیقت این وری عین صوری بطلوب مقصود بود زیرا که ذکر دوست  
 نیز دوست می باشد اما اگر نظر انظار منتظران ضنون من عرف نفسه فقد عرف ربه و چیزی از تفصیل عتقانی  
 نفسانی بیان کنم بی موقع نخواهد بود و ببالد التوفیق و بیده از منته تحقیق و حاصل باید دانست که معرفت نفس  
 فرض عین است برای هر فردی از افراد انسان چرا که معرفت رب موقوف است بر معرفت نفس از بهر  
 ارشاد حضرت نبوی صلی الله علیه و سلم من عرف نفسه فقد عرف ربه و فیض این است که هر که شناخت  
 نفس خود را شناخت رب خود را پس معرفت رب فرض عین است زیرا که عبادت رب تعالی موقوف  
 است بر معرفت او تعالی بدلیل اینکه هر که شناخت او را عبادت نتوان کرد و عبادت برب فرض عین است  
 از بهر ارشاد او تعالی که پیدا کردیم جن و انس را اگر بر اینکه پرستند مرا و هر چیزی که موقوف علیه فرض است پس  
 آن چیز نیز فرض است پس معرفت نفس فرض عین است پس هر که جاهل است بمعرفت نفس خود جاهل است  
 بمعرفت رب خویش پس معرفت نفس ضروریست تا که رب خود را شناسد و او را پرستد و اینست بر آنکه هر که

شناخت نفس خود را و قتی که آن نفس در بدن وی است نخواهد شناخت نفس را بعد جدائی او از مجسّد  
خود را هم نخواهد شناخت چنانکه بدین اشارت فرمود حق تعالی که من کان فی هذه عی فوفی الاخره علی  
هر که درین دنیا نابیناست پس او در آخرت نابینا خواهد بود و مختصر مفید معرفت نفس منبع علوم و حکم است مطلع  
فضائل و شیم و مصلح کشف احوال ملکوت است و مشکوٰۃ شهود اسرار جبروت و راه غامی وصول بسو  
حضرت لا الهوت پس نمیرسد کسی از او لا ادم مگر معرفت نفس خود و ذکر حق تعالی دوستی را اگر آنکه متصف  
بشناخت نفس خود ساخت و بنظر عقلی شناخت نفس حاصل نمی گردد بلکه حاصل می شود بسبب نوری که  
می اندازد حق تعالی آن را در دل بنده خویش و نمی اندازد حق آن نور را اگر در قلب کسی که چنگ در زد  
بر سنّ شریعت غر او تحکم گرفت و امن سنت علیا را از ریاضات متعالیه و مجاہدات متوالیه بسبب یکسو  
بودن او با کلّیه از دنیا و مجرّد گشتن او از قوس جزئی و کلیه و ترکیب نفس از صفات دیر و موصوف  
گشتن با خلاق حمیده پس بعد این حق تعالی نوری از نزد خویش در دل می اندازد و انسان بدان  
نور نفس خود و رب خود را می شناسد چنانکه فرمود افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربّی پس  
ازین اندجه علوم حضرات انبیا و اولیا و عرفا و هر که نگراند حق تعالی بهر او نوری پس نیست او را نور و هرگز  
گمان نکنی که این معرفت از خواندن و دیدن کتب شرعیّه و صوفیه حاصل می شود بلامجاّده باعمال نیکو  
و بلا ترکیب نفس و خالی کردن نفس از شوائب بدنیّه بیات این چنین نیست و میجو این گمان کننده صاحب  
معرفت یا کشف مشهود نیست از ادین بادیه در دست سلیمان پس شاه بازی نتوان کرد با لگسی  
و نیز باید دانست که مخالفت نفس با معرفت مراد نفس فرض عین است و جهل و عظیم و امری فحیم قال الله تعالی  
و اما من خاف مقام ربّه و نهی النفس عن الهوی فان الجنة هی الماوی و حی فرستاد حق تعالی بسوی حضرت  
داود علیه السلام که ای داود تبرسان یار این خود را از خواہشها چه اگر نفوس متعلقه بشهوات منیاعقلها  
شان از من در پرده اند و فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم که زیاد تر خوف من بر امت خویش از پیروی کردن  
اوست بهر او و از کردن امید لیکن پیروی هوا پس سنگ راه است از حق و در از می اهل فراموش میگرداند  
ترا آخرت را و نیز توان شناخت که مخالفت نفس و خالی کردن آن از حظوظ آن سرعبادت است چه آنکه تنبیه

بزرگتر حجاب ماندمیان بنده و حق و هر که استخیمای نفس طالع شدند و شنیدهای انس او غروب گردید هر که  
 از نفس خود راضی است و هلاک شد و عاقل چگونه رضای نفس خواهد پسندید و فرمود حضرت یوسف علیه السلام  
 و ما ابرئ نفسی ان النفس الامارة بالسوء حضرت سری قطفی گفته که نفس من سی یا چهل سال طالب آن مانده که  
 جو زری را در دو شب خرم تر کنم من اطاعت و بی نکر دم و نیز فرمود که قوی تر قوت آنست که بر نفس خود غالب  
 آئی و هر که عاجز آید از ادب نفس خویش از ادب غیر عاجز تر خواهد بود و علامت زهد آرام گرفتن نفس است  
 از طلب و قناعت بدانچه گرسنگی بر دوراضی بودن بدانکه شرم گاه بیوشد و نفور بودن نفس از فضول  
 نقل شخصی در موانع است بود پرسیدند که این مرتبه بیچ یافتی گفت بگذشتن هوا می نفس چون هوا  
 اگر شتم هوا بر من مسخر گردید شیخ ابوبکر و راق میفرماید که حق تعالی چیزی در دنیا و آخرت نافرید که مخالف  
 حق باشد بدتر از هوا نفس گویم و پیش اهل طریقت آدمی انگاه بالغ می شود که از هوا نفس سپیده باشد  
 حضرت مولانا میفرماید خلق اطفال اند جز مست خدا نیست بالغ جز به سپیده از هوا  
 احمد خوارزمی می گوید هر که نفس خود را نشناسد او درین خود مغرور بود و از غفلت و سخت آلی چیزه  
 سخت تر نیست حضرت ابوتراب بخشی فرمود که مرید را هیچ چیز مضرت ندارد از سفر کردن بر پیروی نفس  
 هوا جس نفسانی و وساوس شیطانی فرق آنست که نفس بچیزی الحاح کند و تمنع کنی او معاودت می کند  
 اگر بعد از مدت بود تا وقتی که بر او خورسد و شیطان چون دعوت کند بخلافی پس اگر نجات آن کنی او ترک  
 کند آن دعوت را حضرت جنید فرمود که اساس آنست که براد نفس قیام نکند و نفس هرگز با حق الفت نگیرد  
 و هر که نفس را بشناسد عبودیت بر وی آسان گردد حضرت ابراهیم خواص فرمود که هر که شهوت را ترک کرد  
 و شهوت ترک در دل خود نیافت پس او ترک آن کاذب است حکیم علی قزندی گفته که از نفس امین مباش و گوشه دار  
 تا بر نفس ظفر یابی و هر که یک صفت نفسانی مانده است او چون مکاتبی بود که یک دم اگر بر وی باقی بود  
 هوا را او نبود و آنکه آزاد باشد بر هیچ نباشد آزاد آنست که حق او را از بندگی نفس آزاد کرده پس آزاد حق  
 او بود دیگر گوید که هر که بر نفس خوا عاشق شد که بر حسد و خواری و لذت برو عاشق باشد و گفت که هیچ  
 چیز همیشه با تو اند خدا و نفس و شیطان و دنیا و خلق بنده او افست باید که دو هر چه وی کند بان اضی باید بود

س

بار

سالم

نفس

بر این

نفس

باز

نفس

نفس

نفس

نفس

و بانفس بجا لغت و با شیطان بعد اوت و با دنیا بجای و با خلق بشققت اگر این کردی رستی ورنه هلاک شدی  
 و هر که گوش بخدمت نفس دارد در حکم شهوات اسیر گردد و خدا ایتعالی همه فائده بردل وی حرام کند و هیچ چیز میان  
 حق و بنده حجاب نبود الا نفس و نفس اماره با سوء شیطانی است که او را هفت سرانده شهوت و غضب و کبر  
 و حسد و بخل و حرص و ریاس پس سر شهوت از ریاضت قطع شود و کمی کردن از شرکت بهائکم در خوردن نوشیدن  
 و سر غصه از حلم دفع شود و سر غرور از تواضع و سر حسد از این اعتقاد که ملک همه ملک است فرمان بندهای او  
 پس هر که که او تعالی از بنده گان خود هر قدر که خواهد از ملک خود بخشاید یا این طریق که او تعالی عالم تر است  
 هر یک از بنده گان یا این طریق که او تعالی در ملک خود هر گونه که خواهد و پسند و تصرف کند و بخل و حرص از عو  
 قناعت قطع شود و ازین که بخور و صحیح دریا بد که بخیل حریص نفس خود را در امور خبیثه و نیه می اندازد و پیش  
 می کند عرض خود را بر دم و قدم و نفس را در شقت و تعب و بذلت تمامه و در جمع و تحصیل شقت می داد  
 و نفس را از نفع گرفتن بدان که و زی داده است و احق تعالی بازی دارد و بعد از آن خود می میرد و اغیار  
 بدان مال منتفع می شوند و بر و در حساب و باقی می ماند و سرریار از اخلاص قطع توان کرد و اخلاص مثر  
 انواع خیرات و برکات دنییه و دنیوی است انتهی - لطیفه آزادی در صطلح اهل حقیقت خارج شدن  
 است از بندگی کائنات و مرادات و قطع کردن جمیع علائق را حضرت ابراهیم بن ادهم فرمود که آزادا گشت  
 که از دنیا بیرون آید قبل از آنکه بیرون کرده شود و علامت آزادی ساقط شدن تمیز است از دل میان امور دنیا  
 و آخرت آداد نه غلام عاجل دنیا است و نه آجل عقبی چنانچه گفت زید بن حارثه با حضرت صلی الله علیه و سلم  
 بر تاقتم نفس خود را از دنیا پس برابر شدند زدن سنگ طلائی دنیا پس آزاد ایشاری کند خلق جمیع کائنات  
 از داین و نمی باشد و از قصد و نه مقصد و نه خط و مقام خیریت عزیز دست و متعلم آزادی خدمت فقر است  
 گویند که وحی آمد بسوی حضرت داود علیه السلام که ای داود هرگاه کسی را طالب من بینی خادم او باش و  
 فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که سر و در مردمان خادم شان است و آزادان آمانند که در شان آنها حق تعالی  
 ارشاد فرمود و یونثرون علی نفسم و لو کان بهم خصاصة و ایشاری کنند و تقدیم می نمایند ما جبران ابر نفسها  
 خویش یعنی از خود بازی گیرند و بدیشان می دهند و اگر چه هست ایشان را حاجت با آنچه ایشاری نمایند



در اسباب نزول از ابن عمر رضی الله عنهما نقل کرده که سریرانی برای یکی از درویشان صحابه آوردند و او را بدو  
 دیگر که از محتاج تر بود فرستاد و او برود گیری ایشان کرد و چنین نه تن از فقر بیک یگانه ایشان کرد تا اینست که در شان  
 آن درویشان توانگر دل نازل شد حکما بر آنکه از آن شش خصلت که بود بران مشتمل است صفت ایشان  
 اکمل و افضل است و ایشان را آنست که کسی محتاج باشد چیزی دیگر مستحق آن بنده از خود باز گیرد و بوی بخشد  
 کریم کامل آن را می شناسم اندرین زمان که گرانے رسد از آشنائی پنهان گردنش  
 راستخانه همت با وجود فقر بی برگی ز خود و اگیرد و سازد ثوابی نوایش  
 و کمال حریت نتیجه کمال عبودیت است پس هر که را عبودیت او بر حق راست بود حریت او خالص بود از  
 بندگی و کائنات و نیز توان دریافت که شان نفس عظیم است و امر آن خطیر و در تحذیر از نفس و بر ترغیب ترک  
 نفس و پیر و خلاص شدن از آن آیات و احادیث وارد شده اند لیکن آیات پس ارشاد و تعالی است  
 یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدا می گروه مومنان بترسید از خدا و باید که بگردن نفس  
 آن چیزی را که پیش فرستاده است بهر فردا قیامت تا اگر تقدیم خیرات طاعت کرده شکر گذاری نماید  
 و در زیادت آن کوشد و اگر عاصی و سیئات فرستاده تو بپند و پشیمان شود و نیز اینکه و ما ابرئ نفسی ان  
 النفس لا اارة بالسوء الا ما رحم ربی و قوله یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدا و ما ابرئ نفسی ان  
 حدیث شریف است که دشمن ترین دشمنان تو نفس است که در میان هر دو پهلوی است و قوله نیست سخت  
 آنکه سخت است بکشتی بلکه شدیدا گسست که وقت غصه نفس خود را نگاه دارد و همین نفس مذموم است نزد  
 هر کس و بهر زمان بلکه جمیع ملل متفق اند بر ذم نفس و بر پیوستن نمودن از مکر و خداع آن و میل نکردن بسوی غرور  
 نفس و بهر این اتمه طریق اول اشتغال مرید بقرنفس و ریاضت آن و مخالفت هوای نفسانی و قطع مالتقا  
 و شهوات آن گردانیده اند و حکم فرموده اند مرید را بجز کردن از نفس لازم گردانیده اند بر مرید که مخالفت نفس  
 کرده باشد فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که محاسبه کنید نفس خود را قبل از آن که حساب کرده شوید پست تر آنکه  
 هرگاه نفس اطلاق کرده شده حمل کرده شود بر نفس اماره و ذکر فرموده است آن را حق تعالی و کتاب مجید  
 خویش مجمل و مفصلا پس اجمال فرمود ذکر آن را و اطلاق نمود و صفت آن قبول خویش و نفس و ما سواها فانها لهما

در اسباب نزول از ابن عمر رضی الله عنهما نقل کرده که سریرانی برای یکی از درویشان صحابه آوردند و او را بدو  
 دیگر که از محتاج تر بود فرستاد و او برود گیری ایشان کرد و چنین نه تن از فقر بیک یگانه ایشان کرد تا اینست که در شان  
 آن درویشان توانگر دل نازل شد حکما بر آنکه از آن شش خصلت که بود بران مشتمل است صفت ایشان  
 اکمل و افضل است و ایشان را آنست که کسی محتاج باشد چیزی دیگر مستحق آن بنده از خود باز گیرد و بوی بخشد  
 کریم کامل آن را می شناسم اندرین زمان که گرانے رسد از آشنائی پنهان گردنش  
 راستخانه همت با وجود فقر بی برگی ز خود و اگیرد و سازد ثوابی نوایش  
 و کمال حریت نتیجه کمال عبودیت است پس هر که را عبودیت او بر حق راست بود حریت او خالص بود از  
 بندگی و کائنات و نیز توان دریافت که شان نفس عظیم است و امر آن خطیر و در تحذیر از نفس و بر ترغیب ترک  
 نفس و پیر و خلاص شدن از آن آیات و احادیث وارد شده اند لیکن آیات پس ارشاد و تعالی است  
 یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدا می گروه مومنان بترسید از خدا و باید که بگردن نفس  
 آن چیزی را که پیش فرستاده است بهر فردا قیامت تا اگر تقدیم خیرات طاعت کرده شکر گذاری نماید  
 و در زیادت آن کوشد و اگر عاصی و سیئات فرستاده تو بپند و پشیمان شود و نیز اینکه و ما ابرئ نفسی ان  
 النفس لا اارة بالسوء الا ما رحم ربی و قوله یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و لنظر نفس ما قدمت لغدا و ما ابرئ نفسی ان  
 حدیث شریف است که دشمن ترین دشمنان تو نفس است که در میان هر دو پهلوی است و قوله نیست سخت  
 آنکه سخت است بکشتی بلکه شدیدا گسست که وقت غصه نفس خود را نگاه دارد و همین نفس مذموم است نزد  
 هر کس و بهر زمان بلکه جمیع ملل متفق اند بر ذم نفس و بر پیوستن نمودن از مکر و خداع آن و میل نکردن بسوی غرور  
 نفس و بهر این اتمه طریق اول اشتغال مرید بقرنفس و ریاضت آن و مخالفت هوای نفسانی و قطع مالتقا  
 و شهوات آن گردانیده اند و حکم فرموده اند مرید را بجز کردن از نفس لازم گردانیده اند بر مرید که مخالفت نفس  
 کرده باشد فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که محاسبه کنید نفس خود را قبل از آن که حساب کرده شوید پست تر آنکه  
 هرگاه نفس اطلاق کرده شده حمل کرده شود بر نفس اماره و ذکر فرموده است آن را حق تعالی و کتاب مجید  
 خویش مجمل و مفصلا پس اجمال فرمود ذکر آن را و اطلاق نمود و صفت آن قبول خویش و نفس و ما سواها فانها لهما

فخرها و تقواها و بیان مودشان نفس نقیصت آن گاهست باآره و گاهست بلوآمه و گاهست بلهله و گاهست بطله و گاهست  
 براضیه و گاهست برضیه و این همه یک معنی راجع اند و این اسماء بحسب تنوعات و تطورات است معرفت  
 آن واجبست با دلایل اربع و محالست اینکه کسی نفس را نداند و مجاهده کردن تواند زیرا که معرفت نفس بابی  
 است برای معرفت حق بقضای حکم حق و برای این فرمود علیهم السلام من عرف نفسه فقد عرف ربه و جهل  
 بالله حرامست و معرفت الله واجب پس همچنین نفس است اشتی و نیز باید دانست که در میان دو چیز چون سبب  
 نباشد معرفت تصور نیست پس میان عارف و معرّف مناسبست باید چون معرّف که حقست احد الذات  
 و کثیر الصفات بود مقتضای حکمت الهی آنکه بموجب خلق الله آدم علی صورته انسان نیز که عارف حقست احد اشخاص  
 و کثیر الصفات و افعال و قوی باشد تا بحکم جامعیت معرفت کامله که علت قانی ایجاد ممکناتست درین نشأت  
 حاصل گردد و آنچه در عبارت عرفا الکثرة بین الواحدین آمده اشارت بوحده حقیقی حق و وحدت شخصی انسانست  
 و اعلم الله بسنک ان یسمع العالم فی واحد اول چیزی که در ک انسان میشود  
 تعیین شخص خودست که نهایت تمیزات نصف نزولی و دائرة وجودست و بدایت معارج نصف  
 عروجیست از اینجاست که مرتبه انسان را مطلع الفجر گویند چه در انسان نهایت ظلمت شب کثرت و بدایت نور  
 روز و وحدت واقعست ه نسبت انسان برنج نور و ظلم مطلع الفجرش ازین گفتند هم  
 از ابتدا و مرتبه وحدت تا مرتبه انسانی که نهایت کثراتست سیر دریاست بجانب قطره و از مرتبه انسانی تا مقام  
 وحدت سیر قطره است بسوی دریا اگر حق تعالی نزول نفروندی و از غایت فضل و کرم خود ایجاد انسان ننمودی  
 هیچ کس از کمال و وصال حق کامیاب نشدی چنانچه فیض نرسیده و پنجه اگر از پنجه و شانهها و برگها و غنچهها  
 تا مرتبه ثمرة تمام نازل نگردیدی رسیدگی و پختگی ثمرة خام و رجوع و عروج دی و پخته و صورت اولیه صورت نگرفتی  
 همچنان فیض وحدت اگر از مراتب فوقانی تا نهایت مرتبه نزولی و درجه انسانی نرسیدی وصال کمال دی  
 و رجوع و عروج بمبدأ و اصل دی صورت نسبتی استی که ذاتی مفاتیح الاعجاز و درگشش رازست ه  
 چو لپشت آئینه باشد مگر نماید شخص از روی و مگر شعاع آفتاب از چاهم افلاک  
 نگرده منعکس جز بر سر خاک وصل و حقیقت نفس بدانکه نفس در لغت بمعنی ذات هر چیزیست

۲

نفس

بنا

نفس

نفس

نفس

نفس

نفس

نفس

نفس

القول تعالی کتب علی نفسه الرحمة کذا فی المنتخب ودر غیث نوشته که نفس نفیحتین دم و آن جذب نسیم است از راه  
 بینی یا دیان برای ترویج قلب و دفع بخار است باز بهمان راه و این هر دو حرکت یعنی برآمدن و فرو رفتن دم  
 مجموع یک نفس باشد و جمع آن انقاس و نفس نفیحه اول و سکون ثانی بمعنی جان و روح حقیقت شئی هستی  
 و همین هر چه درین صورت جمع آن نفوس و نفس آید و در قاموس و صراح نفس بالفتح بمعنی روح و خون تن  
 و چشم زخم نیز آمده استی لخصاً بقدر الضرورت و همچنانکه اطلاق نفس بمعنی ذات و حقیقت آتش کند و گاهی  
 مراد از نفس نفس ناطقه انسانی بود که عبارت از مجموع خلاصه لطائف اجزاء ترکیب بدن است که آن را روح  
 حیوانی و طبیعی خوانند و نوری بروقا فیض شود از روح علمی انسانی و بدان نور مورد الهام فخر و تقوی گردد  
 چنانکه نفس کلام مجید است و نفس و ما سواها فاما لهما فخر و تقوی و مراد تعریف این نفس است استی و  
 در اصطلاحات شیخ کمال الدین ابی الفخار محمد بن عبد الرزاق بن جلال الدین کاشی سمرقندی مرقوم است که نفس جمیع  
 بخاری لطیف است حامل قوت حیوة و حس و حرکت ارادی که حکیم آن را روح حیوانیه گفته و این اسطه است  
 میان قلب که نفس ناطقه است و میان بدن که مشار الیه است در قرآن بشجره زیتونیه که صورت آن شجره  
 مبارکه است نه شرقی و غربی از بهر زائد شدن رتبه انسان و برکت او بدان و بهر بودن نفس از آنکه نیست او از  
 شرق عالم ارواح مجروده و نه از غرب عالم اجساد کثیفه استی گویم که بودن نفس جوهر بخاری لطیف حامل قوت  
 حیات و حس و حرکت ارادی که آنرا حکیم روح حیوانی نامیده میرسد شریف نیز در تعریفات الاشیاء نوشته اند  
 و در لطائف الاعلام فی اشارات اهل الالهام است که معنی نفس و لغت وجود ذات شئی است و چون که بدن  
 این شان نزد طائفه صوفیه بر عمل کردن در فناء وجود نفس بنده و بقای او بوجود حق بود و لا جرم در اصطلاح  
 قوم مراد از نفس آن چیز بود که از اوصاف بنده معلول بود مثل نسیم الافعال و الاخلاق و این مثل کبر  
 و حق و حسد و سوء خلق و قلت احتمال و غیره است و بعضی گویند که نفس روحی است و برمی آید و ارواحی که  
 بر آتش قلب تا که شورش وی فرو میرود و بعضی گویند که آن ترویج قلوب است بلطائف الغیوب استی  
 گویم که همین معنی نفس که ما کان معلولاً من اوصاف العباد نیز در اصطلاحات فتوحات بوده اند و صاحب  
 مرصدا و العباد می نویسند که نفس در اصطلاح ارباب طریقت عبارت است از بخاری لطیف که مشار آن

صورت دل است و حکما آن را روح حیوانی خوانند و آن منشاء صفات ذمیه است چنانکه حق تعالی فرموده  
 که ان نفس الامارة بالسوء الا ارحم ربی ما موضع او در قالب آدمی پس بدانکه او جمله اجزاء و ابغاض قالب  
 محیط است و هیچ موضع از اعضاء انسانی از او خالی تر بهیچ روحی در اجزاء وجود خود نخواهد یافت حضرت خواجہ عالم  
 صلی الله علیه و سلم فرموده که بین جنبیک یعنی در میان دو پهلوست تست این اشاره بدانست که بیشتر اثر  
 صفات نفس از میان دو پهلو ظاهر می شود چون ثمره اکل و شرب و شهوت فج و غیر آن و نفس دیگر حیوانات  
 در تن همین نسبت دارد ولیکن نفس انسانی را صفات دیگر است که در نفس حیوانات دیگر نیست یکی از آن جمله  
 صفات بقا است که نفس انسانی را چاشنی از عالم بقا بر نهاده اند تا بعد از مفارقت قالب باقی ماند اگر در  
 بهشت بود و اگر در دوزخ همیشه باقی باشد خالیدین فیها ابد و اختلاف نفوس حیوانات که هیچ چاشنی از عالم  
 بقا ندارند بعد از مفارقت روح ناچیزی می شود و بقیائے که اذان نفس چاشنی حاصل می شود و دوزخ  
 است یکی آنکه همیشه باقی بود و باشد و آن بقا خداوند است تبارک و تعالی - دوم آنکه نبود و پدید آمد بعد  
 ازین باقی باشد یا بقا حق تعالی و آن بقا را روح و ملکوت و عالم آخرت است اول نبود حق تعالی سیافیه  
 تا ابد باقی خواهد بود پس نفس انسانی ازین هر دو نوع بقا چاشنی یافته است اما چاشنی از بقا حق پس  
 او را اثری در وقت تخمیطیت آدم حاصل شد که در تشریف اختصاص میدی در خاک آب که مایه نفس بود  
 استعداد قبول بقا تعبیه فرمود که هیچ خاک آب و نفوس دیگر را نبود یکی اذان که هر بار نفیس که در خاک پس  
 بخند او ندی خویش فن کرد و بقا ابدی بود و اما چاشنی از بقا را روح و اثری در وقت از دواج روح و بقا  
 بتصرف و نفی قیه تعبیه افتاد و مثال آن آنچنان بود که مردی وزنی بخت گیرند از ایشان دو فرزند پدید  
 آید یکی نر که باید ماند و دیگری ماده که با مادر بچنین از او دواج روح و قالب و فرزند نفس دل پدید آمد  
 اما دل پسری بود که به پدر روح می ماند و نفس دختر بود که با مادر قالب خاکی ماند و دل همه صفات حمید  
 علوی نورانی بود و در نفس همه صفات ذمیه خاکی سفلی ظلمانی ولیکن چون نفس از دواج روح و قالب بود و روحی  
 از بقا حیات که صفت روح است و بعضی از صفات حمید هم بود که بر روحانیت تعلق دارد پس نفس ازین  
 بقا ازین ۲ وجه یافت بچنان نفوس حیوانات که زاد و عناصروا فلک اند و از روحانیت ایشان هیچ

چاشنی نیست لجرم فانی برین چون مادر و پدر خویش اگر چه اول از روح و قالب تم بود پس یکبار یا نفس اول دم ذرات  
نفس زندان و تعبیه بود چنانکه خاک آن دم ذرات وجود ذرات تعبیه بود و در عین آن خاک یک من بنی آدم من ظهوریم و دریم  
هر ذره و ذریتی که بیرون آوردند از صلب آدم ذره خاک قالب فرزند می بود و ذره نفس آن فرزند در آن  
ذره تعبیه بود آنکه در مقابل عالم ارواح باشند و صفات مختلف چنانکه اختلاف صنوف ارواح بود تا هر چه  
بمناسبتی که با آن ذره داشت که در مقابل او افتاده بود چون روح بدان ذره التفات کرد در آن ذره اهلیت  
استماع خطاب است بر کلمه پدید آمد و شایستگی جواب بلی ظاهر گشت و بیرون آوردن ذرات را از صلب  
آدم این قائمه بود که در انسان پر تو را روح افتد و الا حق تعالی در صلب آدم سوال می توانست کرد  
اما چون ایشان را از ارواح تعلق نظری نبودی استماع خطاب جواب میسر نشدی پس این ذرات را که  
در صلب آدم فرستاد تا خداوند عالم محافظت او می کند و در اصلاص آب و ارحام امهات نگاه می دارد تا  
از صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند تا بوقت ایجاد هر یک ذره را و و نیم کنی در لطفه پدر تعبیه کند و یک نشئه  
در لطفه مادر است چنانکه فرمود خلق من با و افرغ فی رحم من بین لصلب التراب بوقت صحبت هر دو بهم  
پیوندند و در رحم مادر بهم آمیزند لهذا از اینجا میفرماید که تحقیق پیدا کردیم انسان را از لطفه آمیخته مادر و پدر  
تا بسیار ما نسیم آن انسان را پس لطفه علقه شود و علقه مضغه تا ربیضیات بروی می گذرند و چون سه ربعین  
بر روی گذشت استحقاق آن یابد که آن روح که در عالم ارواح بدان ذره نظر کرده بود با آن مضغه تعلق گیرد  
که ثم انشأناه خلقا آخر و چند آنکه در رحم مادر آن ذره نفس که در تعبیه است بمناسبت پرورش می یابد با  
طفل در وجود آید و بحد بلوغ رسد نفس بجمال نفس رسیده باشد بعد از آن لیاقت تحمل تکلیف شرع گردد  
و اگر پیش ازین خطاب شرع بدو پیوستی چون او پرورش بجمال حاصل نکرده بودی قابل تحمل تکلیف شرع  
نیامدی چه از راه صورت چه از راه معنی اما از راه صورت بشر الطمانه زوره و قیام نتوانستی نمود که آن  
اعمال بدنی ست و آن را قوای جسمانی بیاید اما از راه معنی تا قالب بجمال خود نرسد دل که محل عقل  
و معدن ایمان و نظرگاه حق است شایستگی آن نگیرد که منظر نور عقل و نور ایمان و نظر حق گردد زیرا که تمام خلقت  
نباشد اگر چه هر وقت ازین انوار تا صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند چیزی در روی پدید می آید بتدریج لیکن

چاشنی نیست لجرم فانی برین چون مادر و پدر خویش اگر چه اول از روح و قالب تم بود پس یکبار یا نفس اول دم ذرات  
نفس زندان و تعبیه بود چنانکه خاک آن دم ذرات وجود ذرات تعبیه بود و در عین آن خاک یک من بنی آدم من ظهوریم و دریم  
هر ذره و ذریتی که بیرون آوردند از صلب آدم ذره خاک قالب فرزند می بود و ذره نفس آن فرزند در آن  
ذره تعبیه بود آنکه در مقابل عالم ارواح باشند و صفات مختلف چنانکه اختلاف صنوف ارواح بود تا هر چه  
بمناسبتی که با آن ذره داشت که در مقابل او افتاده بود چون روح بدان ذره التفات کرد در آن ذره اهلیت  
استماع خطاب است بر کلمه پدید آمد و شایستگی جواب بلی ظاهر گشت و بیرون آوردن ذرات را از صلب  
آدم این قائمه بود که در انسان پر تو را روح افتد و الا حق تعالی در صلب آدم سوال می توانست کرد  
اما چون ایشان را از ارواح تعلق نظری نبودی استماع خطاب جواب میسر نشدی پس این ذرات را که  
در صلب آدم فرستاد تا خداوند عالم محافظت او می کند و در اصلاص آب و ارحام امهات نگاه می دارد تا  
از صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند تا بوقت ایجاد هر یک ذره را و و نیم کنی در لطفه پدر تعبیه کند و یک نشئه  
در لطفه مادر است چنانکه فرمود خلق من با و افرغ فی رحم من بین لصلب التراب بوقت صحبت هر دو بهم  
پیوندند و در رحم مادر بهم آمیزند لهذا از اینجا میفرماید که تحقیق پیدا کردیم انسان را از لطفه آمیخته مادر و پدر  
تا بسیار ما نسیم آن انسان را پس لطفه علقه شود و علقه مضغه تا ربیضیات بروی می گذرند و چون سه ربعین  
بر روی گذشت استحقاق آن یابد که آن روح که در عالم ارواح بدان ذره نظر کرده بود با آن مضغه تعلق گیرد  
که ثم انشأناه خلقا آخر و چند آنکه در رحم مادر آن ذره نفس که در تعبیه است بمناسبت پرورش می یابد با  
طفل در وجود آید و بحد بلوغ رسد نفس بجمال نفس رسیده باشد بعد از آن لیاقت تحمل تکلیف شرع گردد  
و اگر پیش ازین خطاب شرع بدو پیوستی چون او پرورش بجمال حاصل نکرده بودی قابل تحمل تکلیف شرع  
نیامدی چه از راه صورت چه از راه معنی اما از راه صورت بشر الطمانه زوره و قیام نتوانستی نمود که آن  
اعمال بدنی ست و آن را قوای جسمانی بیاید اما از راه معنی تا قالب بجمال خود نرسد دل که محل عقل  
و معدن ایمان و نظرگاه حق است شایستگی آن نگیرد که منظر نور عقل و نور ایمان و نظر حق گردد زیرا که تمام خلقت  
نباشد اگر چه هر وقت ازین انوار تا صلب بصلب و رحم بر رحم می پیوندند چیزی در روی پدید می آید بتدریج لیکن

آنکه راست و تمام و قابل شود بحد بلوغ رسد و عقل ظاهر شود چنانکه شرح آن در فصل تربیت دل باین اشارت  
 انتی وصل حکم نفس را روح حیوانی گویند و آن جوهر است بخاری لطیف حامل قوت حیات و حس  
 و حرکت ارادی بود و قوت موت مقدر آن از ظاهر و باطن بدن منقطع می شود و وقت خواب صرف آن  
 ضمور از ظاهر بدن منقطع می شود پس ثابت شد که خواب موت از یک جنبه است اندر آنکه موت از انقطاع  
 کامل است و نوم انقطاع ناقص پس معلوم شد که حق تعالی جوهر نفس را بدن بر سه قسم کرده و انیده است یکی  
 آنکه روشنی نفس بجمع اجزای بدن ظاهری و باطنی رسد آن را بیداری خوانند و دیگر آنکه صرف از ظاهر بدن  
 روشنی منقطع شود نه از باطن آن را خواب نامند و دیگر آنکه بالکلیه منقطع گردد این را موت نامند و تحقیق خواب  
 اینست که قوت های بدنی که مدبرک محسوسات پنج ظاهر اند سمع و بصر و ششم و ذوق و لمس و پنج باطن حس  
 مشترک و خیال و واهمه و حافظه و تخیله و مرکب ازین قوی روح حیوانی است و آن بخاریست که از لطف  
 اجزای بدن حاصل آید و بواسطه او در اعضایش حرکت پیدا کرد پس مادام که آن بخار توجه ظاهر بدن  
 بود اعضا در حرکت باشند و بیداری عبارت از آنست و چون آن بخار باطل شود در حواس ظاهر بطل  
 راه یابد و خواب عبارت از آنست و موجب عدم توجه و تردد از ظاهر بدن یا از قوت او بود که بواسطه کثرت افعال  
 جوارح متخلل شده باشد و طبیعت از برای بدل اخلای متخلل منفع عنده است و غل غل گشته یا از جهت  
 انسداد مجاری چنانکه مثلاً طعام یا شراب میر خورد و باشد بخار از معده صعود کند به باغ و یا اعضا قوی  
 پس بخاری متلی گردد و روح را بحال تنویر و تردد در ظاهر بدن کمتر شود و سبب بدین چیز از خواب بواسطه  
 آن بود که نفس بنا بر تعطل حواس ظاهری بر حاکمیت متصل شود و بر غیبات مطلع گردد و بواسطه آنکه  
 قوت تخیله بحسب اشتیاق وی بجزئی بیلاذتالم لغوات چیزی در وقت بیداری صورتی ترکیب کرده باشد  
 و حافظه که بمنشأ بخیزانه است سپرده و چون بیداری بنا بر اشتغال حواس باطن ادران صورت او را میسر  
 نشده بوقت خواب بروی ظاهر گردد و بواسطه آنکه مزاج روح متغیر شده باشد و یکی از اخلای اربعه بدن  
 مستولی گشته و قوت تخیله تابع وی گردیده و در غالب اوقات رویا حکم آن خلط اتفاق افتد مثلاً اگر غلبه  
 حرارت بود آتش بید و اگر برودت مستولی است برف و سرما و اگر آله بید و اگر طریقت است باران و سیل و دریا

بیند و اگر بیست است که در سنگ پیرین در هوا بیند و ازین اقسام بجز قسم اول اعتبار ندارد و قسم اخیر خصوص  
 قسم رابع را حکما معتبر مزاج شناس گویند که از قبیل اصفاث احلام یعنی خوابهای پریشان اند اما قسم اول  
 بر نوع بود یکی صریح که بتاویلی احتیاج ندارد و این از آثار رحمت الهی بود که بوقت فروماندگی بنده بر بدن هدایت  
 کند چنانچه جالینوس گفته که مراد میان حجاب که ورمی پیدا کند هر علاجی که در آنم کردم سود نداشت چون امید  
 صحت نمائشی بخواب دیدم که شخصی نزد من آمد و گفت که گوی که در میان خضر و نصیر است آن را از دست  
 چپ بکشای تا شفا یابی چون روز شد فساد را طلب کردم و آن رگ بکشادم و آن مقدار خون که گفته بود  
 برفتم شفا حاصل شد نوع دوم آنکه صریح نباشد احتیاج تاویلی دارد و آن خوابهای انبیا و اولیا و حکما اند و لهذا  
 قائل نیام عینی و لانیام قلبی آنحضرت علیه السلام فرمود که رویار المؤمنین چیز من است و اربعین چیز من النبوة  
 و سائرین اینکه نبوت چهل و شش جزوه و کرده و رویای مومن را یک چیز و از آن فرمود آنست که مدت نبوت آنحضرت  
 بیست و سه سال بود و از آنجمله بیست و شش و نهمه چیز را بر سبیل و یا معلوم می فرمود و بیست و دو سال بطریق  
 وحی چون بیست و سه سال را پیشش باقیمت کنند چهل و شش جزوه شود و مدت رویا از آنجمله یک جزوه باشد  
 هر چند سرشته سخن درازی شود لیکن اگر بهرین نور و چیزی از ماهیت خواب و اقسام آن نیز گفته آید بقیایه  
 نمی نماید و اصل بدانکه اسبیل شانه جوهر نفس را رتبه عطا فرموده است که اولیج محفوظ را می بیند و بر آسمان  
 رفتن می تواند و در سیداری بسبب موانع و عوائق مجبور است و ازین ادراک مقصور و محدود و هرگاه که این  
 موانع که بنحله آن تدبیر بدن است و خواب زائل می گردد پس نفس اوتوت آن ادراک بهم میرسد باز هرگاه  
 که نفس برحالی مطلع شد اگر صورت آن حال بعینه و خیال قائم است پس حاجت تغییر نیست و ضرورت  
 تاویل نه و اگر آثار آن ادراک و خیال نازل شدند پس از تغییر و تاویل چهارده نیست و در خصوص نیز اگر  
 آثار ادراک روحانی منظم اند پس معبر انتقال تخیلات از حقائق باسانی حاصل می شود و اگر اضطرابی  
 و اختلاطی دخل نموده است انتقال تشکیلی درست می دهد و نام این صفاث احلام است و بسبب اختلاط  
 این می شود که از فساد قوای بدنیه در قوت تخیل انتشاری می افتد که اقال مولانا نظام الدین پیشاپوری  
 فی تفسیره و حضرات صوفیه می فرمایند که باین عالم اجسام و ارواح برزخی است که در آن صورت بر چیز تشبیه

س  
 خواب  
 ی که بجز  
 تا خواب  
 ناکند  
 بس  
 س  
 خواب  
 چون یک  
 جزو است  
 از پیش  
 و شش  
 جزو نبوت

شبهه باجسام من حیث مقداریت و شبهه با روح من حیث نورانیت موجود است همان عالم مثال و خیال  
 منفصل از حقیقت می گویند و حکما سائر اشرافین اقلیم ثامن و مثل مخلقه خوانند و مولانا سعد الدین نقشبانی  
 در شرح مقاصد اشرافین نقل می فرماید که هر موجودی را مثالی است قائم بذات خود و معلق نه در ماده و محل  
 که آن احسن باعانت منظر مشاهده می کنند همچو آئینه و خیال و این وسیع و لا انتهاست و در فعل و افعال مانند  
 این عالم است اما از عجب آب و غرائب پر و جابلقا و جابلصاد و شهر این اند که در هر یک هزار هزار دروازه  
 اند و هر چه در خواب یا بیداری بحالت طوق مرض و غلبه خوف و خیال می آید و در خارج موجود نیست  
 ازین عالم می شود و علی بن ابراهیم القیاس در کلمه متعدده رفتن و مسافت و دور و دراز طی کردن ازین عالم  
 است علامه حسین بن علی در فرائح گوید که صور محسوسه در عالم شهادت ظلال صور مثالی اند بنابرین کامل  
 بفرست از صورت شخصی احوال او معلوم می کنند قال الله تعالی سیاهم فی وجههم من اثر السجود و یعرف  
 المحجرون بسیاهم فی وجهه بالتواصی و الاقدام تزدی از ابو سعید روایت می کنند که پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم  
 فرمود که انقوا فرسته المؤمن فانه یظهر نور الله و مثال بنفیه که خیال است نمودار مثال مطلق است و نسبت  
 اول و ثانی نسبت جد اول است بدین و نسبت روزان با قباب و چون سالک در سلوک بمثال مطلق رسد  
 هر احوال که مشاهده کند صواب باشد چه این عالم مطابق علم حق است چون امری در خیال بیند گاه صواب  
 باشد و گاه خطا و اسباب یدین صواب توجه تمام است بحق و عالم ارواح و عادت بر راستی و طهارت از اخلاق  
 زسیمه و اتصاف با خلاق حمیده و اعراض از اغراض زنیه و اغراض بدنیه و صحت بدن و اعتدال مزاج و  
 قیام بطاعات و عبادات و دوام وضو و ذکر چه نفس درین احوال بسبب نور و صفای منجذب می شود این  
 نقوس ملک که الواح نقوش حوادث سفلیه اند که لوازم حرکات افلاک اند و چون بیدار شد اطلاع دارد بر آن  
 نقوش بسبب انطباع آن در خیال انبیاء و کمل اولیا را این حال در بیداری میسر است اسباب دیدن خطا  
 سوء مزاج و لغ است و اشتغال نفس بشهوات و لذات حسیه و اشتغال قوت تخیله و تخیلات فاسده  
 و تصورات کاسه چه نفس درین حال چون از ظاهر متوجه باطن شد این منخرنات تجسیدی شوند و او را از  
 عالم علوی باز میدارند و چیزی که تخیله تخیل کرده بعینه می بیند و آنچه در علم حق است در وقت نزول به عالمی

نور و نور  
 ازین عالم  
 در هر یک  
 هزار هزار  
 دروازه  
 است  
 در خواب  
 یا بیداری  
 بحالت  
 طوق مرض  
 و غلبه  
 خوف و  
 خیال  
 می آید  
 و در خارج  
 موجود  
 نیست  
 ازین عالم  
 می شود  
 و علی بن  
 ابراهیم  
 القیاس  
 در کلمه  
 متعدده  
 رفتن و  
 مسافت  
 و دور و  
 دراز طی  
 کردن  
 ازین  
 عالم  
 است  
 علامه  
 حسین بن  
 علی در  
 فرائح  
 گوید که  
 صور  
 محسوسه  
 در عالم  
 شهادت  
 ظلال  
 صور  
 مثالی  
 اند  
 بنابرین  
 کامل  
 بفرست  
 از صورت  
 شخصی  
 احوال  
 او معلوم  
 می کنند  
 قال الله  
 تعالی  
 سیاهم  
 فی وجههم  
 من اثر  
 السجود  
 و یعرف  
 المحجرون  
 بسیاهم  
 فی وجهه  
 بالتواصی  
 و الاقدام  
 تزدی  
 از ابو  
 سعید  
 روایت  
 می کنند  
 که  
 پیغمبر  
 خدا  
 صلی  
 الله  
 علیه  
 و سلم  
 فرمود  
 که  
 انقوا  
 فرسته  
 المؤمن  
 فانه  
 یظهر  
 نور  
 الله  
 و مثال  
 بنفیه  
 که  
 خیال  
 است  
 نمودار  
 مثال  
 مطلق  
 است  
 و نسبت  
 اول و  
 ثانی  
 نسبت  
 جد اول  
 است  
 بدین  
 و نسبت  
 روزان  
 با قباب  
 و چون  
 سالک  
 در سلوک  
 بمثال  
 مطلق  
 رسد  
 هر احوال  
 که  
 مشاهده  
 کند  
 صواب  
 باشد  
 چه این  
 عالم  
 مطابق  
 علم  
 حق  
 است  
 چون  
 امری  
 در خیال  
 بیند  
 گاه  
 صواب  
 باشد  
 و گاه  
 خطا و  
 اسباب  
 یدین  
 صواب  
 توجه  
 تمام  
 است  
 بحق  
 و عالم  
 ارواح  
 و عادت  
 بر راستی  
 و طهارت  
 از اخلاق  
 زسیمه  
 و اتصاف  
 با خلاق  
 حمیده  
 و اعراض  
 از اغراض  
 زنیه  
 و اغراض  
 بدنیه  
 و صحت  
 بدن و  
 اعتدال  
 مزاج و  
 قیام  
 بطاعات  
 و عبادات  
 و دوام  
 وضو و  
 ذکر چه  
 نفس  
 درین  
 احوال  
 بسبب  
 نور و  
 صفای  
 منجذب  
 می شود  
 این  
 نقوس  
 ملک که  
 الواح  
 نقوش  
 حوادث  
 سفلیه  
 اند که  
 لوازم  
 حرکات  
 افلاک  
 اند و چون  
 بیدار  
 شد اطلاع  
 دارد بر آن  
 نقوش  
 بسبب  
 انطباع  
 آن در  
 خیال  
 انبیاء  
 و کمل  
 اولیا را  
 این حال  
 در بیداری  
 میسر  
 است  
 اسباب  
 دیدن  
 خطا  
 سوء  
 مزاج و  
 لغ است  
 و اشتغال  
 نفس  
 بشهوات  
 و لذات  
 حسیه و  
 اشتغال  
 قوت  
 تخیله  
 و تخیلات  
 فاسده  
 و تصورات  
 کاسه  
 چه  
 نفس  
 درین  
 حال  
 چون  
 از ظاهر  
 متوجه  
 باطن  
 شد این  
 منخرنات  
 تجسیدی  
 شوند و او  
 را از  
 عالم  
 علوی  
 باز  
 میدارند  
 و چیزی  
 که  
 تخیله  
 تخیل  
 کرده  
 بعینه  
 می  
 بیند و  
 آنچه  
 در علم  
 حق  
 است  
 در وقت  
 نزول  
 به عالمی



در آن گشت می کند و کسی که بحدت نظر و قوت عروج موسوم است و مشاهد حال هر چیز از عین ثابته او کنیت  
 عاب او درین ظاهر شود از روی که حضرت یوسف علیه السلام فرمود که من باین ده ستاره و مهر و ماه را برای خود  
 سجده کنان یافته ام تا روزیکه پدر و خاله و یازده برادر را منقاد خود یافت و فرمود این تاویل خواب من است  
 که قبل ازین دیده ام چهل سال بود و کسی که حدت نظر و قوت عروج ندارد و مشاهد احوال هر شی از مراتب  
 نزلات او کنیت خواب او در ظاهر شود استی با جمله انکار امر و یا مکاره است ازین انکار آیات و  
 عدیث لازم می آید بخاری مسلم و ترمذی و ابوداود از عباد بن صامت دایت کند که رسول علیه السلام  
 فرمود که خواب مومن جز وی از چهل و شش اجزای نبوت است و در این کلام آنست که وحی بطریق خواب  
 شش ماه بود مدت نبوت بست و سه سال در بخاری از حضرت صدیق مروی است که در اول آنمار وحی  
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم رویای صالحه ملاحظه می فرمودند در حدیث صحیح است که رویای صالحه منجانب الله  
 است پس هر که از شنائخوابات عمده بیند آن را بگوید و اگر خوابات بد بیند جانب این براق افکند و گوید بخود  
 باسد من الشیطان الرجیم من شرارایت و اینهم در حدیث وارد است که خواب را بیان نکند الا از دوست خویش  
 یا از عاقلی و از باب خواب چند گروه اند اول حضرات انبیاء علیهم السلام که خوابات شان بسیار راست می شوند  
 و بعضی حاجت تعبیری افتد و دوم صلی که اکثر خوابات شان صادق می شوند و گاهی غلط هم می باشند  
 سوم مستور الحال که صدق و کذب در خواب شان برابر باشد چهارم فساق که در خوابات شان صدق کم  
 می باشد پنجم فجار که صدق در خواب شان نادر است و صحیح مسلم از ابوهریره مرویست که خواب آنکس صادق می شود  
 که او صادق بوده از ابو سعید خدری مرویست که خواب سحرگاه راست می باشد و از امام جعفر صادق رضی الله عنیه  
 مرویست که زودترین خوابها در تعبیر خواب قیله است و محمد بن سیرین می گویند که خواب روزانه خواب شب  
 است و خواب دن بچو خواب مرد است و الله اعلم و نیز باید دانست که حضرت شیخ عبدالحق محدث دهلوی در  
 صراط المستقیم شرح سفر السعادت میفرماید که آنچه صحیح شده درین باب آنست که خواب را عرض نکند مگر لیب  
 عاقل و در بعضی روایات بعالم ناصح و در بعضی روایات بلیب صلیب و نیز آمده که اگر خوابت بیند تفضل کند  
 در جانب دست چپ و گوید آن را بکسی اینچنانی از عرض خواب بر جا بل و دشمن مفهوم شد اما در خصوص نهی

عرض آن بر زبان چیزی صحیح نشده و در تنزیه الشریعت آورده است که نمی کرده شد از نیکه بیان کند خواب  
 را بر زبان و گفته که روایت کرده این حدیث را عقیل از عائشه رضی الله عنها و گفته که این بی اصل است  
 و در میزان گفته که عبد الملک بن مهران حدیث کرده بحیثی باطل که لا یقصر الرویا علی النساء انتهی و در مجمع  
 از عبد الرزاق از سعید بن عبد الرحمن نیز روایت کرده و از عائشه رضی الله عنها آورده است که زنی بود از اهل مدینه  
 حاکمه که شوهر وی تجارت رفته بود آن زن در خواب دید که ستون خانه شکسته و پسری اعور زانیده نزد عائشه  
 رضی الله عنها آورد خواب خود را عرض کرد فرمود اگر این خواب تو صادق است شوهر تو بمیرد و برای تو پسری  
 فاجر پس بنشست آن زن و گریه می کرد پس آنحضرت صلی الله علیه و سلم فرمود بگذار یا عائشه چون تعبیر کنی دشما  
 مسلمان را خواب او را تعبیر کنی بخیر زیرا که خواب موافق تعبیری آید پس فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که آن  
 زن را خیر است انشاء الله تعالی می آید شوهر تو سلامت و می زانی پسرنیکی کار و الله علم استی و صل صوفیه  
 فرموده اند که خواب سه قسم است رحمانی و نفسانی و شیطانی زیرا که عالم مثال و خیال نزد ایشان دو قسم است  
 خیال و مثال مطلق و خیال و مثال مقید اما مثال مطلق عالم مثال میرا از مواد و جسمانیات است همان  
 عالم مقدار است که اشراقیان بیان کرده اند و خیال مقید بعضی اوقات مطابق مثال مطلق است  
 آیات مخالف با او هر شخص از اشخاص انسانی را یک طرف متصل است به عالم مثال و یک طرف مصروف  
 لواحق و عوارض جسمانی است و خیال مقید بشاید با سوس است در شهر بدن گاه توجه سیر او در وقایع عالم  
 حسی و تجسس اخبار است و در بدن و گاه متوجه عالم مثال مطلق می شود و از عجز عالم مثال مطلق اخذ معانی  
 و اسرار می کند و گاه در ظلمت احکام کثیره چنان گم می شود که از مرجع اصلی خود باز نمی یابد و معلوم و معانی مقوله  
 رجوع نمی تواند کرد پس اشخاص انسانی دو قسم اند یکی آنکه خواب ایشان قابل تعبیر نیست دوم آنکه خواب ایشان  
 قابل تعبیر است قسم اول منقسم می شود به دو قسم یکی اهل حجاب که صفات نقشبیه و کدورت نفسانیه طرفیکه متصل  
 به عالم مثال است و خیال شان مسدود گردانیده است بیداری این قوم عین خواب و خواب ایشان محض  
 بطلان است دوم متوسطان اهل سلوک اند که آئینه دل ایشان مستقر قبول فیض معانی و اسرار عالم مثال  
 مطلق شده است پس در حال نوم آنچه از عالم مثال عکس بر آئینه دل ایشان زن عکس آن بر دماغ زند

و چون عکس ظاهر بصورت اصل است پس محتاج تعبیر نباشد و قسمی که رویای ایشان محتاج تعبیر است  
 نیز دو قسم است یکی طائفه اندک با وجود کثرت تعلقات جسمانی اندک خواهش طوط مبادی نیز بدول ایشان  
 خطور می کند مانند اکثر عوام مسلمانان و بعضی خواهرهای این مردم قابل تعبیر است زیرا که در بعضی اوقات بواسطه  
 کمی تعلقات جسمانی و فراغ از شواغل حسیه آئینه دل ایشان اندک صفاتی می پذیرد و بعضی معانی از عالم مثال  
 در روی عکس می گیرد و عکس آن عکس بر دماغ می زند و بواسطه اوصاف و سمیه اثر حدیث نفس آن متبرج می گردد  
 و قوت مصوره آن یعنی متبرج را در کسوت خیال عرضه می دارد و امثال این رویا را معبر کامل بایه حدیث نفس  
 را از معنی مجر و تمیز کند انگار خبر دهد قسم دوم طائفه کالمان اهل سلوک اندک از کثرت تعلقات حسیه بر ریاضات  
 بدنی و مجاهدات نفسانیه مجر و گشته اند در حال نوم بعضی از آن اسرار که در خواب دل ایشان متوطن است بر دماغ  
 میزند و قوت مصوره در کسوت خیال مقید عرضه می دارد و چون عکس مصوره اصل نیست لاجرم محتاج به تعبیر  
 باشد اینست آنچه در کتب صوفیه در باب رویا سطور است و در باب ظهور اثر در عالم شهادت نیز آنچه  
 مشایخ فرموده اند اینست که تاخیر ظهور نتیجه رویا و دلیل است بر خلوص تریه نفس صاحب و یا زیرا که اگر قوت  
 عروج نفس در ادراک بحال رسد فرق حجب عالمها می عالیه بکند و در محل اعلی که خزانة علم قدیم است مطالعه  
 آن امر کند و شک نیست که آن امر بعد از اطلاع سالک از آن حضرت بهر عالم از عوالم عالیه که نزول می کند یک است  
 در آن عالم کثرت می کند لکن اقال النبی صلی الله علیه و سلم ان الامر الالهی یبقی فی الجوه بعد مقارعة بسا اهل دنیا ثلثین  
 پس البتة نتیجه رویای اهل کمال بعد از زمان طویل بعالم ظهور می آید مانند خواب یوسف علیه السلام که از آن  
 روز که گفت یا ابتاح تا آن روز که یعقوب علیه السلام دیده بدیدار او روشن کرد و گفت هذا اولی رویای  
 من قبل قد جعلها ربی حقا بنزوا اکثر مفسران چهل سال بود و سرعت ظهور اثر و دلیل است بر صحت حال نفس  
 بنده که قوت عروج و ترقی بعالم علوی ندارد و تا حقائق کو اکن مقدره را از لوح محفوظ اخذ تواند کرد و عایدت قتی  
 وی در حال اعراض از شواغل حسیه جو فلک است که بقدر صفاتی نفس بعضی از آن را ادراک می کند از اینجا تا  
 نتواند نمود لاجرم بسبب قرب آن امر درک باین عالم اثر و نتیجه رویا و تاخیر نیست این است آنچه مشایخ فرموده اند  
 و مراد از محل اعلی تعیین ثمانی است که حقائق جمیع کائنات در وی تفصیل یافته است و مراد از عوالم عالیه مراتب

و چون عکس ظاهر بصورت اصل است پس محتاج تعبیر نباشد و قسمی که رویای ایشان محتاج تعبیر است

نیز دو قسم است یکی طائفه اندک با وجود کثرت تعلقات جسمانی اندک خواهش طوط مبادی نیز بدول ایشان

خطور می کند مانند اکثر عوام مسلمانان و بعضی خواهرهای این مردم قابل تعبیر است زیرا که در بعضی اوقات بواسطه

کمی تعلقات جسمانی و فراغ از شواغل حسیه آئینه دل ایشان اندک صفاتی می پذیرد و بعضی معانی از عالم مثال

در روی عکس می گیرد و عکس آن عکس بر دماغ می زند و بواسطه اوصاف و سمیه اثر حدیث نفس آن متبرج می گردد

و قوت مصوره آن یعنی متبرج را در کسوت خیال عرضه می دارد و امثال این رویا را معبر کامل بایه حدیث نفس

را از معنی مجر و تمیز کند انگار خبر دهد قسم دوم طائفه کالمان اهل سلوک اندک از کثرت تعلقات حسیه بر ریاضات

بدنی و مجاهدات نفسانیه مجر و گشته اند در حال نوم بعضی از آن اسرار که در خواب دل ایشان متوطن است بر دماغ

میزند و قوت مصوره در کسوت خیال مقید عرضه می دارد و چون عکس مصوره اصل نیست لاجرم محتاج به تعبیر

باشد اینست آنچه در کتب صوفیه در باب رویا سطور است و در باب ظهور اثر در عالم شهادت نیز آنچه

مشایخ فرموده اند اینست که تاخیر ظهور نتیجه رویا و دلیل است بر خلوص تریه نفس صاحب و یا زیرا که اگر قوت

عروج نفس در ادراک بحال رسد فرق حجب عالمها می عالیه بکند و در محل اعلی که خزانة علم قدیم است مطالعه

آن امر کند و شک نیست که آن امر بعد از اطلاع سالک از آن حضرت بهر عالم از عوالم عالیه که نزول می کند یک است

در آن عالم کثرت می کند لکن اقال النبی صلی الله علیه و سلم ان الامر الالهی یبقی فی الجوه بعد مقارعة بسا اهل دنیا ثلثین

پس البتة نتیجه رویای اهل کمال بعد از زمان طویل بعالم ظهور می آید مانند خواب یوسف علیه السلام که از آن

روز که گفت یا ابتاح تا آن روز که یعقوب علیه السلام دیده بدیدار او روشن کرد و گفت هذا اولی رویای

من قبل قد جعلها ربی حقا بنزوا اکثر مفسران چهل سال بود و سرعت ظهور اثر و دلیل است بر صحت حال نفس

بنده که قوت عروج و ترقی بعالم علوی ندارد و تا حقائق کو اکن مقدره را از لوح محفوظ اخذ تواند کرد و عایدت قتی

وی در حال اعراض از شواغل حسیه جو فلک است که بقدر صفاتی نفس بعضی از آن را ادراک می کند از اینجا تا

نتواند نمود لاجرم بسبب قرب آن امر درک باین عالم اثر و نتیجه رویا و تاخیر نیست این است آنچه مشایخ فرموده اند

و مراد از محل اعلی تعیین ثمانی است که حقائق جمیع کائنات در وی تفصیل یافته است و مراد از عوالم عالیه مراتب

عقول طبقات عالم مثال است که ظاهر آن افلاک است و مراد از نزول ظهور آن امرست در آن عقول آن  
 طبقات مثالیه و مراد از لوح محفوظ اجرام افلاک است خلاصه کلام اینکه چون نفوس اقویاء بعد از اعراض انفس و غل  
 حسیه با افلاک بالاتر از آن که عقول بوده باشد عروج می تواند کرد و بنا بر آن بعضی اوقات باقتضای اوضاع  
 افلاک بعالم عالیتر می گردد که کائنات آینه را از ان عوالم اخذ می کند و بسبب کثرت نمودن آن مرد در عالم اثر  
 و متخیر رویداد تاریخی افتد البته و اما نفوس ضعیف که قوت عروج با افلاک ندارند و محتاج امور از اجزای می کنند  
 بنا بر آن اثر رویداد برومی ظاهر می شود و قوله تعالی یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یرجع الیه فی یوم کان  
 مقداره الف سنة مشعر این تنزیل است چنانچه از کتب تفاسیر ظاهر می شود چنانچه بیضاوی و غیره  
 این آیت می گوید که تدبیری که امر را از آسمان بسوی زمین می باریب سماء و یه یجوما که دیگر با که آثار آنها  
 نازل اند بسوی زمین بازمی گردد بسوی او یعنی برمی آید بسوی او و ثابت می ماند موجود در عالم و در و  
 که مقدار آن هزار سال خواهد بود و در قدری از زمان متداوله و مقصود از این درازی آن چیزست که  
 میان تدبیرست و بعضی گفته اند که تدبیری که امر را با ظهار او در لوح پس نازل می شود و بدو فرشته باز می  
 بسوی او در دنیا که آن مثل هزار سال است زیرا که سافت نزول و عروج او مثل هزار سال است و سافت  
 با بین آسمان زمین پنجاه سال است و بعضی گفته اند که تدبیری که امر را تا قیام قیامت بعد از ان عروج می کند  
 کل امر بسوی او در قیامت و بعضی گفته اند که تدبیری که امور را از طاعات که فرو آمده اند از آسمان  
 بسوی زمین بدو فرشته باز عروج می کند بسوی او و حالیکه خالص است همچنانکه پسندیده دوست مگرد  
 مدت در او بسبب کمی مخلصین اعمال خالصه این کلام او است رحمه الله و جمیع این معانی را جمع اند بطور  
 امر آبی و عوالم عالیتر ترتیب باز عروج آن امر حق زیرا که چنانچه مبدء او است مرجع و معاود نیز او است بیان  
 حقیقت این رجوع بغایت دقیق است اگر چه فهمیدن است نه گفتنی ولیکن تقریبی بیان کرده خواهد شد  
 انشاء الله تعالی و در انواریه شرح حکمت الاشراق است که چون مانع ادراک نفوس محفوظه در برانچه مخلوقه  
 حسیه است پس از تقلیل شواغل حسیه البته آن نفوس کائنات درک می شود و اما تقلیل شواغل حسیه یکی  
 ازین اسباب واقع می شود و یکی از ان اسباب نجای است که بعضی اوقات باقتضای اوضاع فکلی آنچه در

ع

نفس

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

ع

در افلاک متقوش است بعینه دیده می شود و تخیل تغییر و تبدیل نمی کند چنانچه از رویای صادق ظاهر میشود  
 و در قوت توجه نفس است تدبیر بدن در اصل فطرت مثل بعضی مجذوبان سوم کثرت میل و خواهش نفس  
 است بعالم نور در اصل فطرت که عوائق بدنی مانع ادراک آن نقوش نمی شود مانند اکثر انبیاء و بعضی از اولیا  
 چهارم قوت اشتغال تدبیر بدن با کتساب و اشتغال آلات بدنی مانند مراضین و مجاهدین که بسبب ریاضات  
 بسیار نفوس ایشان را با بدن توجه کمتری شود و تخیل اشتغال تدبیر بدن با کتساب اشتغال آلات  
 مثل کاهنان که بعضی اعمال خیال از تخیلات حسیه فارغ می شود و نفوس ناطقه مستغرقه امور غیبیه می شود  
 ششم فساد آلات بدنی چنانچه بعضی بیماریان را می شود که بواسطه شدت وجع علائق بدنیه تعلیل  
 می پذیرد نفوس ناطقه بعالم نور متوجه می شود و تخیل اشتغال بعالم الهی که موجب تعلیل شواغل حسیه  
 است انتهای وصل بدانکه فرق میان واقع و خواب اینست که هر که در مجاهدات و ریاضات نفس تصفیه  
 دل شروع کند او را بر ملک ملکوت عبور و سلوک پیدا یابد و در هر مقام مناسب حال و وقایع کشف کنند  
 گاه بود که در صورت خوابی صالح باشد و گاه بود که واقع غیبی بود و فرق میان خواب و واقع غیبی میان  
 این طائفه از دو وجه است یکی از وجه صورت دوم از وجه معنی اما از راه صورت پس واقع باشد که میان  
 خواب و بیداری بیدار بیداری بیند و اما از راه معنی پس واقع باشد که از حجاب خیال بیرون دیده باشد  
 غیبی صرف شده چنانکه روح در مقام تجرد از محو صفات بشری مدرك آن می شود و این واقع و حقایق مطلق  
 باشد و گاه باشد که نظریه مؤید بنور الهیه و این واقع ربانی صرف بود که المؤمن بنظر بنور الهیه خواب آن  
 باشد که حواس از کار افتاده باشد و خیال بر کار آمده و غلبات مغلوبی حواس چیزی در نظر خیال آید و آن  
 بر دو نوع است یکی اصفاط احلام و آن خوابی باشد که نفس بواسطه خیال ادراک از وسوسه شیطان  
 و هوا جس نفسانی که از بقا نفس و شیطان باشد و خیال آنرا نقشینه می مناسب آن کند و در نظر نفس  
 اگر دآن را تعبیری نباشد آن خوابهای آشفته پریشان بود از ان پناه خوسطن واجب بود که بی حکایت  
 نباید کرد و دوم خواب نیک است که رویا صالح گویند و خواب عالم صلی الله علیه و سلم فرمود که یک جزو است  
 از سه چیز و ششم جزو نبوت یعنی آنکه آن را تعبیر کرده اند که مدت ایام نبوت خواب عالم صلی الله علیه و سلم

در این خواب که در خواب است

بست سه سال بود از آنجمله ابتدا شش ماه و حی خواب می آمد پس خواب صالح بدین حساب یک جزء از پنجاه و شش  
جزء نبوت باشد و بسیاری از انبیاء علیهم السلام بوده اند که حی ایشان جمله خواب بوده است و گاهی در بیداری چنانکه  
حضرت ابراهیم راصلوات الله علیه در خواب می آمد که فرزند را بخش گفت این آری فی المنام آتی از بخت و دین آنکه  
و حی بود که فرزند می گفت یا ایت اقل یا تو مرگن یا حی ترا می فرماید حضرت صلی الله علیه سلم می فرماید که نوم الانبیا و حی در  
بیداری بدو می آمدند از بقعه من الطیر فصرن الیک و خواب صالح بر سه نوع است یکی آنکه هر چه بیند بتاول و بقیر  
حاجت نیفتد همچنانکه دیده باشد بعینه ظاهر شود چنانکه خواب حضرت ابراهیم علیه الصلوٰه و السلام صریح بود دوم آنکه  
بتاول محتاج بود چنانکه خواب حمیر و سلف علیه السلام آتی را یافت احد عشر کوبا و شمس و القمر ایتهم لی ساجدین  
یا زده ستاره و آفتاب اما محتاج بتاول بود و یا زده برادر و پدر و مادر آسجده بعینه ظاهر شد بتاول حاجت نیامد  
که و خرد و آله سجده اوسوم آنکه محتاج بتاول نباشد تمام چنانکه خواب ملک مصر بود که آتی را بیع بقرات سمان اطمین  
سبع عجات جمله محتاج بتاول بود و همچنانکه خواب زندانیان بود که جمله محتاج بود بتاول یا صاحبی سبحان اما احد کما فی سبی  
خرام و اما الاخر فی صلب فاکل الطیر من اسه و بحقیقت رویای صالحه مطلقا آنست که آن آتاویل است باشد و اثر  
آن ظاهر گردد که این خواب هم کافرا افتد هم مومن را چنانکه ملک مصر و زندانیان را افتاد و این از اثر نفس باشد  
بتأیید نور روح نبی تأیید نور الهی فاما آنچه مؤید بود بنور الهی چیزی مومن یا ولی یا نبی را نباشد تا رویا صالحه بود و یک جزء  
از نبوت باشد و کافرا هیچ جزء نباشد از نبوت و تأیید این معنی آنست که خواجه عالم صلی الله علیه وسلم فرمود لم یبین  
النبوة الا بمشرات التي يراها المؤمن او يرى للمعنى ان نبوت هیچ مانند اگر آن نباشد که مومن در خواب واقعه بیند  
یا از روی حجاب بیند پس عالمه بمشرات مومن کرد یعنی کافرا نباشد زیرا که جود فی از نبوت است و کافرا هیچ جزء  
از نبوت نباشد پس این ضعیف رویا را بر دو نوع می بند رویا صالحه و رویا صادق و رویای صالحه آنست که  
مومن یا ولی یا نبی بیند و راست خواند یا ولی راست دارد اما آن ادعائش حق بود و رویا صادق آنست  
یا تأویلی راست خواند یا ولی راست از روی همچنانکه باز خواند باشد که بعینه باز آید اما آن از تألیش روح بود  
این کافرا و مومن را باشد و همچنین آنچه نیز بر دو نوع می بند یکی آنکه محتمل است که آن نوع در میانین فلاسفه  
با همه دیگر بینیان بود از کثرت ریاضت و ترک کینه نفس و تصفیه دل و تجلیه روح تا وقت باشد که ایشان را

۴۰۰

روزنامه تجاری

۱۳۰۰

دہلی

پیشہ و کارنامہ: پروفیسر

١٠٠

میں نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ میں نے  
اپنے دل سے کیا ہے

تتبع

۱۳۸۸

100

جواباً

٩٩

...

10/10/10

بعضی احوال از آنچه عوام از مخفیات پندارند کشف افتد چنانکه از بعضی احوال خلق واقف شوند و از بعضی کارها  
 دنیاوی ناآگاه خبر دهند و نیز قانع میان خواب و بیداری پدید آید و بیداری مطلق گاه بود که از کثرت ریاضت  
 غلبات روحانیه ظاهر شود و همیشه صفات حیوانی و تمیمی کند و روح از حجاب خیال قدری خلاص باد و در تجلی  
 آید و آن انوار روحانیه در نظر ایشان کشف گردد و اما ایشان را بدان قبولی حاصل نیاید و بسبب نجات ایشان  
 نشود بلکه بسبب غلو و مبالغه ایشان گردد و در کفر و ضلالت و واسطه استدراج و هر ساعت بواسطه غرور و پندار  
 در درستی فرو میروند چنانکه میفرمایند یستندرجم من حیث لا یعلمون و املی لهم ان یکدی متین دوم واقع است  
 که حق تعالی در آیه والتفسیر جمال آیات بنیات در نظر موجدان آورده است یمیم آیتانی الالافاق و فی القسم  
 متی یستبین لهم ان الحق موجدان را سبب ظهور حق شود و با الهام ربانی که در معرفت فخر و تقوا فی نفس بدل  
 سالک میرسد در حالت مظلومی حواس نظری و با روح بر صورت آن الهامات افتد که خیال آن انقشبنده  
 مناسب کرده باشد یانی واسطه تصرف خیال بر حقیقت آن نظری افتد تا سالک ابر صلا و فساد نفس ترقی  
 و نقصان خویش اطلاع پدید می آید چنانکه فرموده و نفس ما سواها فاما لهما فخرها و تقواها و چنانکه فرموده است خاشع  
را سبب استدراج بود و زیادتى کفر و موجد را سبب کرامت گردد و زیادتى ایمان هوا لذی انزل الیکینه فی  
 قلب المؤمنین لیزادوا و یا مانع ایمانهم فرق میان واقع مشترک و واقع موجد آنکه مشترک در حجاب شرکت و شریعت  
 انسانیه بازمانده هرگز از مشاهدات او اوصاف احدیت خبر نیابد و از هستی انسانیت بیرون نیاید و این معنی  
 بعد از علم یقین بعین یقین از احوال عیان مخالف و مل مختلف مشاهده افتاده است و با ایشان بجهت یافته و  
 احوال ایشان محقق گشته و اما موجد پیر و حدایت از ظلمت حجاب شرکت خلاص یافته است انسانیه  
 در تجلی او اوصاف احدیت محکوم کرده الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الى النور و در ظهور او احوال و حدایت  
 بر خور و از مقام وحدت گردد و از شرکت مائی و متی خلاص یابد و بدانکه کشف قانع را در نظر سالک فالیده  
 بسیار است اول آنکه احوال خویش از زیادتى و نقصان و سیر و تقه و حیرت و وجد و شوق و فسرگی رسیدگی  
 و بازماندگی اطلاع افتد و از منازل و مقامات راه و درجات و درکات علوی و سفلی و حق و باطل آن با خبر باشد  
 زیرا که هر یک از این معانی خیال نقشبندی مناسب کند تا سالک او قرون اقتدر بر جمله قانع نفسانی

بعضی از مخفیات پندارند کشف افتد چنانکه از بعضی احوال خلق واقف شوند و از بعضی کارها دنیاوی ناآگاه خبر دهند و نیز قانع میان خواب و بیداری پدید آید و بیداری مطلق گاه بود که از کثرت ریاضت غلبات روحانیه ظاهر شود و همیشه صفات حیوانی و تمیمی کند و روح از حجاب خیال قدری خلاص باد و در تجلی آید و آن انوار روحانیه در نظر ایشان کشف گردد و اما ایشان را بدان قبولی حاصل نیاید و بسبب نجات ایشان نشود بلکه بسبب غلو و مبالغه ایشان گردد و در کفر و ضلالت و واسطه استدراج و هر ساعت بواسطه غرور و پندار در درستی فرو میروند چنانکه میفرمایند یستندرجم من حیث لا یعلمون و املی لهم ان یکدی متین دوم واقع است که حق تعالی در آیه و التفسیر جمال آیات بنیات در نظر موجدان آورده است یمیم آیتانی الالافاق و فی القسم متی یستبین لهم ان الحق موجدان را سبب ظهور حق شود و با الهام ربانی که در معرفت فخر و تقوا فی نفس بدل سالک میرسد در حالت مظلومی حواس نظری و با روح بر صورت آن الهامات افتد که خیال آن انقشبنده مناسب کرده باشد یانی واسطه تصرف خیال بر حقیقت آن نظری افتد تا سالک ابر صلا و فساد نفس ترقی و نقصان خویش اطلاع پدید می آید چنانکه فرموده و نفس ما سواها فاما لهما فخرها و تقواها و چنانکه فرموده است خاشع را سبب استدراج بود و زیادتى کفر و موجد را سبب کرامت گردد و زیادتى ایمان هوا لذی انزل الیکینه فی قلب المؤمنین لیزادوا و یا مانع ایمانهم فرق میان واقع مشترک و واقع موجد آنکه مشترک در حجاب شرکت و شریعت انسانیه بازمانده هرگز از مشاهدات او اوصاف احدیت خبر نیابد و از هستی انسانیت بیرون نیاید و این معنی بعد از علم یقین بعین یقین از احوال عیان مخالف و مل مختلف مشاهده افتاده است و با ایشان بجهت یافته و احوال ایشان محقق گشته و اما موجد پیر و حدایت از ظلمت حجاب شرکت خلاص یافته است انسانیه در تجلی او اوصاف احدیت محکوم کرده الله ولی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الى النور و در ظهور او احوال و حدایت بر خور و از مقام وحدت گردد و از شرکت مائی و متی خلاص یابد و بدانکه کشف قانع را در نظر سالک فالیده بسیار است اول آنکه احوال خویش از زیادتى و نقصان و سیر و تقه و حیرت و وجد و شوق و فسرگی رسیدگی و بازماندگی اطلاع افتد و از منازل و مقامات راه و درجات و درکات علوی و سفلی و حق و باطل آن با خبر باشد زیرا که هر یک از این معانی خیال نقشبندی مناسب کند تا سالک او قرون اقتدر بر جمله قانع نفسانی

و حیوانی و سببی و شیطانی و ملکی و دلی و روحی و روحانی تا اگر صفات ذمیمه نفسانی بر و غالب بود از حق و حصد  
 و شره و بخل و کبر و غضب و شهوت غیر آن هر یک در صورت حیوانی که آن صفت بر وی غالب بود نقش بند  
 کند چنانکه صفت برض در صورت موش و مار بنماید و اگر صفت شره غالب بود در صورت خوک و خرس بنماید و اگر  
 صفت حق و عدالت غالب بود در صورت مار بنماید و اگر صفت بهی غالب بود در صورت گوسفند بنماید و اگر صفت  
 کبر غالب بود در صورت پلنگ بنماید و اگر صفت غضب غالب بود در صورت یوز بنماید و اگر صفت شهوت غالب  
 بود در صورت دراز گوش بنماید و اگر صفت سبغ غالب بود در صورت از هر نوع سباع در نظر آید و اگر صفت  
 شیطانی غالب بود در صورت شیاطین مرده و غیلمان در نظر آید و اگر صفت کینه و خدرو حیلہ غالب بود در صورت  
 روباه و خرگوش در نظر آید و اگر اینها را سحر و طلسمان بینداند که برین صفات قادر و غالب است اگر  
 اینها را بیند که بر و قهر می کند و اندک ازین صفات می گذرد و خلاص می یابد و اگر صفت اینها بیند که تغییر  
 می کند و مبدل می شود و بصورت های دیگر و اندک تبدیل این صفات دست می دهد و اگر بیند که با اینها و اینها  
 و خاصیت است و اندک در معاندت و مبارکت است فاعل نشود و از رحم ایشان امین فاعل نباشد اگر  
 آنها را روان صافی بیند و چشمها و غدیرها و دریاها و سبزها و بایه و بستانها و قصرها و آبگینیا  
 و جواهر نفیس و گوهر شریف و ماه و ستاره و آسمان صافی این جمله صورت مقامات و صفات دلی است اگر او را  
 بے نهایت بلند آسمان و عالمها را با مقامهای و طیران و معارج بر آسمان و طی زمین و رفعت برین و او عالم  
 بے رنگی و بے چونی و کشف معانی و علوم لدنی و ادراکات بے الوان بے آلات و تجرد از جسمانی و تجلی و جام  
 آن جمله از صفات روحانی است نماینده های روح و اگر مطلقا ملکوت و مشاهد ملائکه و موات و عرض و عرش  
 و دوزخ و افلاک و عرش و ملکوت اشیا و کرسی در نظر آید در سلوک صفات ملکی است و حصول صفات حمید  
 و اگر نشانه های انوار غیب لغیب افتد و مکارشفات الوهیت و الهامات و اشارات و کلمات تجلیهای صفات  
 ربوبیت در مقام فنا و بقا و حصول و تخلق با خلاق حق است از هر نوع احوال و قائل شمه نموده آید باقی ازین قیاس  
 می کند و مفاکمه آنکه و قائل دلی و روحی ملکی نیک با ذوق باشد و نفس از ان شربی و روحی و شوقی و قوتی  
 پدید آید بدان ذوق و شوق انس از خلق و مالوت طبع و مستلذات نفسانی و مستلذات حیوانی و جسمانی طبل کند



و باغیبات و مکاشفات روحانی و مشاهدات انوار غیبی و معانی و اسرار لطائف حقایق حضرت انس پدید  
 آید و بکلی متوجه عالم طلب شود و مشرب او عالم غیب گردد و در وقت علم کل اناس مشربیم و تحقیق اطفال طریقت اوردیت  
 جز به شیوه قانع غیبی نتوان برورد و خدا بجان طلب از صورت معنی و قانع تواند بود چنانکه شخصی در خدمت  
 خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے گفت تعجب کہ امروز در خدمت شیخ احمد غزالی بودم و بر سفرہ صحاب  
 طعام می خوردیم درین میان جوئے ساعتی از خود فائز شد چون با خود بیاب گفت این ساعت پیغامبر را دیدم  
 کہ آمدہ بود و لقمہ در دہان من نہاد و خواجہ امام یوسف فرمود ملک خیالات تربی بہا اطفال الطریقت گفت این  
 ترا شہا باشد کہ اطفال طریقت ابدان پرورد فائزہ سوم آنکہ بعضی مقامات این اہمردان تبصرت قانع غیبی  
 عبور نتوان کرد و در کن عظم و احتیاج پیغمبر و شیخ از ہر این سرست کہ تا سالک سیر و وجود خود کند و سلوک او و حقیقت  
 نفس و دل بود ممکن است کہ بر پیغمبر حاجت نیفتد و لیکن چون بسرحد روحانیت رسانند بخودی خود از ان مقام  
 در نتوانند گذشت از ہر آن ہر کہ تبصرت از سالک بر خیزد و ہستی دیگر پیدا آید و او را بعد ازین اہم نیستی است  
 نیستی تبصرت غیر تواند بود پس وقائع از فیض ولایت شیخ آیند یا از حضرت نبوت یا از تجلیات صفات  
 خداوندی فنا بخش بود و فنا فی حقیقی حاصل نشود ببقای حقیقی کہ مطلب مقصود آنست رسیدن انتہی تنبیہ  
 و بیان موت بدانکہ موت یعنی مرگ است و میت بالفتح مرده و بچنین میت بالفتح و کسر بیاض مشد  
 و بعضی گفته اند کہ میت بسکون یا آنکہ مرده باشد و میت بتشدید یا آنکہ زود یک بدون باشد کہ فی المنتخب موتی  
 بالفتح و ای فوقانی مفتوح مرگان از کنز و این جمع میت است کہ ذاتی الفیات و موت الہم مرگ و بالفتح  
 چیزی کہ روح نداشتہ باشد و نیستی کہ مالک نداشتہ باشد کہ فی المنتخب امات بالکسر و ای فوقانی میرانند  
 و کشتن کسی را کہ ذاتی المنتخب موت عبارت است از نمود حرارت غریزی کہ سبب زندگی است در دہ دنیا  
 قال اللہ عزوجل الذی خلق الموت و الحیوة لیسأولکم اکیم احسن عملا و ہوا الفرید الغفور یعنی حق تعالی آن باشنا  
 صاحب قدرت است کہ موت و زندگی را آفرید تا شما بسبب زندگی بر کار ہاس اختیار قدرت یابید و بسبب  
 موت آثار نیک آن کار با صا و رشون پس چنین باید فہمید کہ زندگی گویا بیخ و بسبب پیدایش و زخمت کار  
 است و موت بار آوردن آن زخمت و بسبب ظهور آثار آن کار و این تدبیر عجیب و غریب بہر آنست کہ امتحان

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

کند حق تعالی شمارا که کدام از شما بهتر و نیکوتر است و کار کردن و بسبب تفاوت درجات عمل نیک و بسبب  
 تفاوت درجات حسن عمل مراتب تشبیه شما با خالق خود تفاوت پذیرد و هر قدر حسن عمل زیاده شود ظهور برکت الهی  
 در شما زیاده شود پس این تدبیر تحمیل برکت اکاشیت فرمود تا محصول آن تحمیل باعث آبادی عالمی گردد که او را  
 عالم آخرت نامند و این تدبیر بلا تشبیه مثل تدبیر صاحب خزانه است که می خواهد خزانه خود را بر ابراعت یا  
 تجارت افزون کند و رنگی دیگر بر آرد و فرق اینست که صاحب خزانه درین تدبیر اعانت خواهمند و محتاج بغیر  
 خود می شود و او تعالی بعضی مخلوقات خود را با بعضی دیگر ترکیب داده به استغانت بغیر خود این نقش بسته و مانند  
 باوصف آن که در سبب این نقش بندگان ذوی الاقدار و الاختیار را تو سبط فرموده است و بطور آنگاه که  
 چنانچه در حدیث قدسی فرموده است ای اعلی کلم احصلها علیکم هرگز در غلبه و عت و تصور راه نیافته زیرا که زمام  
 هر چیز بلکه زمام اقتدار و اختیار این سلطان را نیز در قبضه قدرت خود دارد و او است صاحب عت که هرگز مانند  
 آن عت و غیر او متصور نمی تواند شد و اگر این عزت او نمی بود این مخلوق از خلق خود ساخته است در تصرف  
 مختار فرموده برافزانی و نامرضی خود مواخذ و عقاب نمی توانست کرد چنانچه باو شایان دنیا چون کسی را  
 بجای خود نصب می کنند و مختاری سازند باز او این منصب اعزل نمی تواند کرد و مواخذ و عقاب  
 بر نامرضیات خود نمی تواند نمود و با این همه که عت و غلبه که دارد و صفت دیگر هم دارد و آن اینکه پرده پوش  
 و آمرزنده است از تقصیرات این بندگان مختار خود می گذرد و عجلت در مواخذ نمی فرماید تا آنکه دروغ و غش و آفتاب  
 ثابت شود و بجای آمرزش و مغفرت بمقتضای حکمت نامدبانی مانند ریخاد و سوال جواب طلب اول آنکه  
 موت را بر حیات چه اقدم فرموده اند حال آنکه موت بعد از حیات است جوابش آنکه سبب نیک کردن عمل  
 در حقیقت موت است و منظور درین معامله امتحان حسن عمل است نه طلب اصل عمل پس موت بمنزله مقصود  
 است و حیات بمنزله وسیله و مقاصد را تقدم مرتبی است بر وسائل اگر وسائل را تقدم زمانی است بر مقاصد  
 جواب دوم آنکه موت در عالم ملک ذاتی است و حیات عرضی است و ذاتی مقدم بر عرضی است جواب سوم آنکه  
 تقدیم موت از ان جهت فرموده اند که موت پیش نظر هر آدمی باشد و هیچ گاه از ان غفلت نکند چنانچه در حدیث  
 وارد است که بسیار کنید فکر بادم اللذات یعنی موت را و نیز وارد است که بدترین بنده بنده است که فراموش

این جمله را در کتابهای دیگر نیز می بینیم

کرد و مقابر و بلارا و از حضرت ابن عباس مرویست که مراد از موت موت دنیوی است از حیات حیات  
 اخروی و موت دنیوی را بر حیات اخروی تقدم زمانیت و از دیگر مفسرین منقول است که مراد از موت  
 حالت نطفگی است و از حیات حیات دنیوی و حالت نطفگی پیش از حیات است و برین تفسیر نیست  
 البیبلو کم اکمل حسن علما باین وضع تقریر باید کرد که چون شمار اول مرده ساخت باز زنده کرد پس شمار ای باید  
 که بدانید که بعد از هر موت حیات است که با اعمال خیر در آن حیات منتفع خواهید شد و با اعمال بد بضرر باین  
 دستن در تحسین اعمال خود کوشش کنید و از تقبیح اعمال خود احتراز نمائید سوال دوم آنکه پیداکردن  
 موت چه معنی دارد زیرا که موت نام زوال حیات است و زوال هر چیز عدم آن چیز است مخلوق نیست پیدا  
 کردن آن چیز در حصول زوال کفایت می کند جوابش آنکه موت و حیات با هم عدم و ملکه اند زیرا که حیات  
 عبارت از حس و حرکت ارادی است اگر چه آن حرکت ارادی با اضطرار باشد مثل نفس موت عبارت از  
 عدم حس و حرکت ارادی است از آنچه قابل حس و حرکت بود لکن اسنگ موجب را نتوان گفت که میت  
 و مرده است و عدم ملکه عدم نیست بلکه شائبه از وجود دارد و ازین است که بعضی قابل صورت نمی گیرند چون  
 او را شائبه از وجود حاصل شد قابل پیدایش گشت مثل حیات جواب دیگر آنکه از حضرت ابن عباس منقول  
 است که مراد از خلقت موت و حیات خلقت صورت مثالیه این هر دو است زیرا که موت را در عالم مثال بصورت  
 گو سفند زخا ل ار که خالها س سفید و سیاه دارد آفریده اند که چون بر چیزی بگذرد و بوی آن دو شام آن  
 چیز میرسد می بیند و حیات را بصورت ماده اسپا بلق آفریده اند که چون بر چیزی می گذرد و بوی آن بشام آن  
 چیزی رسد زنده می شود و ازین است که در حدیث صحیح وارد شده که روز قیامت بعد از داخل شدن مردم  
 در بهشت نمودن موت را بصورت گو سفند تر آفریده و فرج خواهند کرد تا دوزخیان را غم نرغم افراید و بهشتیان  
 را سرور بر سرور و نیز در قصه سامری واقع است که حضرت جبرئیل علیه السلام را بر فرس ابلق سوار دیده بود و از نزد  
 سم آن اسپ خاک بر داشته همراه خود داشت که دو ساله از آنداخته طلسم ساخت و او را معبود قرار داد و آتش  
 که از آن تفسیر فتح الغریز و حصول حکما ایمانی و علمای باقی موت را دو قسم فرموده اند یکی موت اضطراری دوم  
 موت اختیاری اضطراری آنکه هنگام اجل موعود بر هر صورت شخصی انسان ملک الموت موجود می شود

و قبض روح هر فرد از افراد انسان بزوری کنند صاحب علیین اعلیین صاحب سجین البجین می سپارند  
نقود الهی اذاجار حلیم لایستار خون ساعته ولا یستقدمون فی تحقیق روح حیوانی و روشکر کالبه انسانی  
است چون بدن انسان از آن نور بی نور می گردد انسان مده و بدنش غش بشال هیزم خشک با تصویق کاغذی  
یا جامی می شود و موت اختیاری آن موت است در زندگی دنیا قتل جهاد اکبر اعلی است بهوت اختیاری  
می فرمایند و بمصدق اعظمی هر ک نفسک التبی بین جنیدک نفس اماره شهوانی خلوت گزین درونی هر فرد  
انسان دشمن قوی دین و ایمان است قتل آن نفس اماره بسور اجماد اکبری گویند و آن قاتل را شهید خوانند

مولانا میسراید قد رجعا عن جهاد الا صغیر این زمان اندر جهاد اکبر  
و بخلات خواهش نفس اماره کار فراشدن عین سعادت دارین ست و مقتول و قتل جهاد صغری و کبری  
را شنیده من نامند در روح البیان ست که هرگاه قتل کرد انسان نفس خود را در جهاد اکبر که آن جهاد نفس ست  
روزی خواهد کرد او را حق تعالی حکم شهادت و شهید صغیر و کبیر را حق تعالی شرافت بجات ابدی بدریغ  
کلام شریف خویش مشرف فرمود بقوله ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله و اما ابل ایها عند ربهم یرزقون  
فرحین صاحب تاویلات تخریج و تفسیر این آیت می فرماید که نه پندارید آن را که کشته شد از اهل جهاد اکبر بشیوه حلال  
حق در راه حق با قنای حق مرده و خاص مومنین بفحوله موتوا قبل ان تموتوا بموت اختیاری و آدادی خویش  
جان داده کشته محبت گردیده فضا فی الله شده و باکی از موت ضطراری نمی دارند و تیره پرده ملک الموت آنان  
بتنای لقای باری بموت ضطراری نقل از داری باری ساخته بجزار رحمت حق پیوسته اند چه لقای باری  
بدون موت ضروری غیر ممکن الوقوع ست مومنین را از روی حیات ایاتی لازم و ضروری ست که قبول است  
اختیاری نموده از صدمه موت ضطراری نجات از حصول پیدا ریزد سبحانه کامیاب شوند

هرگز نسیم و آنگه دلش زنده است عشق  
ثبت است بر چرخه عالم دوام ما

حضرت فضیل بن عیاض می فرماید که هر که خواهد و راه آخرت قدم نهد گویا چاره مرگ بر خود قبول کند مرگ  
سفید و سرخ و سیاه و سبز مرگ سفید گرسنگی است و مرگ سرخ مخالفت کردن با شیطان است مرگ سیاه بخت  
مردمان مرگ سبز و اوقات که از هر جنس بر روی اقله بچندین است و در منهل العابدین است و نجات است

شادمان ۱۲  
داده می شود  
روزی  
فروش  
مردگار  
نزدیک  
بلکه نمودار  
در راه خدا  
را که شسته شود  
من کسند  
مردگان  
مسئله و  
پول می آید  
کریسان  
تقسیم تو  
و دشمن تو  
آیه ۱۱  
نویسی بگو  
تا نازد ستم  
انبار را پس  
چون یافوت

که حضرت حاتم هم فرمود هر که درین طریق درآید باید که چارموت بر خود گیرد موت ابیض که آن گرسنگی است و موت اسود  
که آن صبر کردن است بر ایزای مردم و موت احمر که مخالفت نفس است و موت اخضر که آن پایداری بر هم دوختن است  
برای پوشش ملاعبه لغو و لاری درین مقام حاشیه نوشته که تغییر از ترک مراد نفس بموت کنند و موت اچهار  
قسم ساخته اند ابیض و اسود و احمر و اخضر بدانکه گرسنگی را موت ابیض گویند بنا بر آنکه از لوازم آنست بیاض و  
توانیت قوت مدرکه و سرعت ادراک و صبر بر ایزای خلق را موت اسود گویند بنا بر آنکه از لوازم وی غم است لازم  
غم است ظلمت و تاریکی نفس و ظلمت سواد است بحسب زنایش و بعضی را اسود گویند بنا بر آنکه صاحب صبر و در بعضی  
اوقات خود را تنگ دل نمی یابد بلکه تسلند می یابد و التذاده و عدم مایل وی بنا بر آنست که قطع نسبت فعل از غیر  
کرده آن فعل را محبوب و فاعل حقیقی مستند میدارد پس درین مقام افعال فانی شده و فعل محبوب بلکه نفس  
این شخص و سایر نفوس فانی شده اند و ذات محبوب باینکه اندیشه وی از غیر حق سجا فانی و معدوم است  
و فنا و معدوم ظلمت است و ظلمت سواد چنانکه گذشت و بمخالفت نفس بمنزله کشتن وی امر است و کشتن با لازم  
است حمت خون و پوشیدن مرقات را موت اخضر گویند بنا بر آنکه مرقع بواسطه اشتغال بر مرقع برپایه مانده  
و روی نباتات و شگوفها بود برین تقدیر تسمیه وی باخضر باعتبار خضرة صبی بود و بعضی گویند که وی را اخضر بر  
آن گویند که صاحب مرقع عیش و زندگانی وی سیری و خوشحالی است از دو وجه یکی خوشحالی قناعت دیگر نصرت  
و تادگی حال وی که از خیال محبوب حقیقی وی را حاصل شده است و تحمل محبوب مستغنی گشته از تحمل عارضی و برین  
تقدیر تسمیه وی باخضر باعتبار خضرة مجازی و معنوی بود استی و وصل بدانکه هر آدمی را بعد از موت که گویا نموده  
غروب آفتاب زندگی است سه حالت رومی و هامل حالت که بجهت جدا شدن روح از بدن خواهد شد که یکی کلمه  
الترجیات سابقه و الفت تعلق بدن و دیگر معروفان از انبای جنس خوباتی است و آن وقت گویا برنج است  
و میان زندگانی دنیا و استغراق عالم که چیزی ازین طرف و چیزی از آن طرف دارد و بعینه مثال وقت بیک  
شفق است هنوز تصرفات مخلوقات و آمد و شد آنها منقطع نگردید و جان داران همه بیدار و حواس و متحرک  
و در قیای اعمال روز مشغول و این حالت حالت انگشت و جزئی از انگشتها و بیدار است و در زندگان  
برندگان درین حالت و در تیرس و مردگان منتظر طوق مدد ازین طرف می باشند و چنان گمان می برند که هنوز زنده اند

ولمذا در حدیث شریف در احوال قبر واردست که مؤمنان در اینجا می گویند دعوی آتی یعنی بگذارد مرا تا نماز بخوانم  
و نیز واردست که مرده در آن حالت مانند غریق است که انتظار فرایادری می برد و صدقات و اعیه و قنات  
درین وقت بسیار بکار آید و ازین است که طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چهل بعد موت  
درین نوع امداد و کوشش تمام می نمایند و روح مرده نیز در قرب موت و خواب و عالم تمثیل ملاقات و زندگان میکند  
و انی الضمیر خود را اظهار می نماید و دوم حالتی است که بعد از انقطاع تعلق زندگانی دنیا با کلیه رویدادها مستغنی  
عظیم و مشاهد کفیات کسویه خود از نیکی و بدی او حاصل می گردد و قوسه در که و متصرفه او ازین عالم  
گسسته شده و آن طرف متوجه می گردد و چون حرکت معنوی او ازین جهان مطلقا بیگاری شود و این حالت  
مثال تاریکی شب است که بعد از زوال شفق هجوم می کند و مردم را خواب و تعطل جوایس و حرکات لاحق میگردد  
و از مالوفات و کسوبات روز غافل می شود و آن مالوفات و کسوبات از ظاهریدن انتقال کرده باطن  
بدن جمع می شوند و روح آنها را در صورتها سرنگارنگ مطالعه می نماید و متلذذ و متسلم می گردد و این حالت  
عوام و روگان است و بعضی از خواص اولیاء الله را که آگاهان تکمیل ارشاد نبی نوع خود گردانیده اند درین حالت  
هم تصرف و در نیاداده و استغراق آنها بهت کمال و وسعت مدارک آنها مانع توجه باین سمت نمی گردد و او بسیار  
تحصیل کمالات باطنی از آنها می نمایند و در باب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و می یابند  
و زبان حال آنها در آن وقت بهم مترنم باین مقالات مستخرج من آیم بجان گرفتو آتی به تن  
سوم حالتی که بعد از حشر و نشر ظهور خواهد کرد مانند اینست که حجاب تاریکی او و کرده نیک باین راه  
با انواع اظهار جلوه خواهند نمود و هر کس در نافع و مضار و دوست و دشمن و هر و تر یاق ابتیا خواهد کرد و درین  
حالت دست دادن نامهای اعمال ظهور عمل نیک به بصورتهاست که تا گون و وزن اعمال حساب نیکی و بدی  
و دیگر قرائع بسیار و منتهاست این حالت زندگانی دیگر است که اتم و اکمل از زندگانی این جهان است مثالی بر آن  
اونیست که در عرض قسم آورده شود بلکه آن زندگانی از قبیل حالات تنجده مستبد له هم نیست تا در تمام بیان آن  
حالات آورده شود و الله اعلم و علامه حکم و صلی الله علیه و آله تعبیر واقع مرتبه عالی است بعضی بعد از اینها باشد که بظواهر خود  
باید گذاشت و محتاج تعبیر نباشد بیتی در لائل النبوة از ابن عباس روایت کند که در روز قتل امام حسین

رسول خدا

ماوراء

غزالی

بر میارم

از سائک

حالت کجا

شهری بصورت

بعضی یا حاق

کنند و حال

نفع حق تعالی

و گفت که

رسمانی دیدم

بجای خفت و

اسلام است

آن را گرفت

و دیگر گیر

و بعضی خطا

که در دنیا

نویسه است

خلق آنست

من آیت فی

رسول خدا صلی الله علیه و سلم و لید موی و عبا را کوده بخواب دیدم و با آن حضرت صلی الله علیه و سلم شش پر خون بودم  
 ماوراء دیدم خدای تو باد این چیست فرمود این خون حسین میاران اوست و از اوست این و بر میارم و امام  
 غزالی در احیا گوید که فرمود که آیا نمیدانی که چه کرد است من بعضی کنگرند پس من حسین میاران این خون اوست و خون یاران  
 بر میارم که خواهم بر داین البوی حق و بعد از است چهار روز و خبر قبل آن حضرت آوردند و بعضی خواها مقلج تعمیر  
 از سائک که خدا را بخواب دید که با او ملتفت نشد و طبا پنجه بر لبش او را چون خواب را بشنخ عرض کرد فرمود که این  
 حالت کجا بود گفت در دلمیز خانه فرمود آن محل منسوب است نقص کردن سجده بود که منسوخ و خفته بود و حق  
 شهری بصورت خدا نمودار شده بود گاهی انبیا و صدیقین از تعمیر فرمودند ابراهیم خلیل الله علیه که سمیل را قبول  
 بعضی یا حاق را بر قبل بعضی فوج میکرد و داشت که این خواب بر ظاهر خود معمول است و میخواست که پس فوج  
 کنند و حال آنکه اشارت به هیچ گوسفند شده بود و گوسفند را بصورت پس خود مشاهده کرده بود و علامت سلامت نفس و کثرت  
 نفع حق تعالی و تهنیت فرمود بخاری و سلم و ترندی و او را و از این عباس و ایت کنند که شخصی نزد آن حضرت آمد  
 و گفت که استشب بخواب دیدم ابری غسل و روغن باریه مردم از آن فرای گرفته اند بعضی بیشتر بعضی کمتر نگاه  
 رسمانی دیدم که از زمین با آسمان پیوسته بود و تو آن ریمان گرفت و بالا رفتی پس مردی دیگر گفت ریمان  
 بجای خفت و وصل کردند و بالا رفت ابو بکر صدیق گفت یا رسول الله بگذا که من تعمیر خواب گویم فرمود و بگو گفت ابر  
 اسلام است و روغن غسل قرآن که فیض بعضی از و بیشتر است فیه بعضی کمتر و ریمان حق است و تو بر آنی تو  
 آن را گرفت و خدا ترا بالا برد پس بعد از تو مردی دیگر گیر و بالا رود پس مردی دیگر گیر و بالا رود پس مردی  
 و دیگر گیر و قطع شود و وصل کند و بالا رود یا رسول الله فرات تعمیر من صواب است یا خطا فرمود که بعضی صواب گفتی  
 و بعضی خطا پس ابو بکر صدیق سوگند داد که بیان فرما که خطای من در چه چیز است فرمود قسم ده و هر که تعمیر را بصورت  
 که در دنیا بوده بیند تعمیر را دیده و شبانان بآن صورت ظاهر نمی تواند شد و فرمود که تصور کنی که تعمیر مخصوص صورت  
 نویسه است هر چه در بیداری می بینی یا می شنوی یا با خطای کنی رسل حق اند و هر کس سالت میرساند عاوت  
 خلق آنست که اگر سخنی به تو برسد می گویند آن را اعتبار نمی کنند حال آنکه از آن بیشتر اعتباری باید کرد و گمان  
 من آیت فی السموات و الارض یرون علیهم ما هم عننا معشرون نسیم حوری تحقیق خواب موت آنچنان بر از خواب

بیان خوابانید که سرشته بیان نفس از دست برد رفت اکنون که بیدار شده ام از چاشنی که سرشته بیان  
 فروخته شده ام باز بختی گیرم و می گویم واصل شرح آداب الی دین است که لفظ نفس مشترک است میان معانی  
 بسیاری آنکه نفس اگر بمعنی جامع قوت غضب شهوت است و آدمی و این متعال غالب است میان  
 اهل تصوف پس ایشان از ذکر نفس اماره خواهند که جامع است هر چه صفات مذمومه را از آدمی پس گویند که  
 چار نیست از حیاه نفس چنانکه چار نیست از مرگ انستی و تمامت جامع الاصول نوشته که حقیقت نفس  
 و روح و لغت یک معنی است نفس یعنی جسم است و طلب و لغت گوشت پاره معروف است و گاهی از  
 قلب عقل مراد گرفته شود و بیان تفسیر کرده اند که قول او تعالی را لمن کان له قلب این فارس گفته که نفس  
 هر چیز و اشرف هر چیز قلب است و در علم طالع حکما نیز میان نفس و روح فرق نیست چنانکه اهل لغت  
 گفته اند پیش از این نفس قوت کلیه بدن است متصرف در تمام قوسله جز نیم بدن و روح بخار خون است  
 و لطیفه او پیش از این حقیقت نفس و روح و قلب هر یک یک معنی اند و آن را داده متعلقه است بگوشت پاره  
 مشهوره و همین معنی مراد از ارشاد نبوی که خبر از تحقیق و ربان گوشت پاره است هرگاه آن کس خوابد  
 تمام بدن قرین طالع شود و چون آن کس بیدار شود تمام بدن بیدار خواهد گردید خبر از آن قلب است و نبرد  
 و شعله از اهل سنت روح همان حیاست پیش از این حیوانیت نهاده شده است و بدینا و حیوان  
 لازم است و آنرا طالع بسیار است و خبر از حیوانیت همان در حالت خواب و بیدار گشتن است و همین در حالت  
 بیداری و بعضی گفته اند که نفس در علم طالع اهل حقیقت پیوسته است که معلوم باشد در تمام احوال و احوال بند  
 و اقوال و خیالی را و قتل است که نفس لطیفه کائنات نهاده شده است و در بدن و آن قتل اخلاق میسر است چنانکه  
 هر نفس لطیفه کائنات نهاده شده است و در بدن و قتل اخلاق جمیده و مثال نفس و روح از اجسام لطیفه اما که  
 و شیطانیان پس روح اشرف است از نفس انستی و صاحب کائنات الحجب گفته که نفس لغت بمعنی وجود حقیقت  
 و قدرت شئی باشد و در جریان و عبادات و معانی بسیار متغیر است که بختی یک یک غیر متعالی کند  
 بر معانی نهاده و گوشت هر نفس یعنی روح است پس اگر گوشت یعنی شروت و ترک یک گوشت بمعنی جسم و بعضی  
 بعضی خوابانید که سرشته بیان نفس از دست برد رفت اکنون که بیدار شده ام از چاشنی که سرشته بیان



و قائل شود اگر هست گویند که ذاتی است موصوفه اند طالب چنانکه حیات و متفق اند که افعال بیوی باشد  
 و افعال مذموم را سبب است و نفس و روح هر دو لطافت اند از تعالی ایکی محل شریست و دیگری محل  
 خیر است و صفت اوصوفی باشد تا بدان قائم بود چه صفت بخود قائم نباشد و معرفت آن صفت جز در خست  
 جلالت قالب معلوم گردد و طریق شناختن آن بیان اوصاف انسانیت است و سر آن انتهی گویم که من آن را  
 بعد ازین می نویسم انشاء الله تعالی امام غزالی در جلالت اشیا و العلوم در باب اول ذکر عجایب قلب میفرماید  
 که لفظ سوم نفس است و آن در چند معنی مشترک اطلاق کرده می شود و از آن جمله آنچه در معنی موافق مقصود ما اند  
 اول اینکه نفس در انسان آن چیزی است که جامع قوت غضب شهوت است و بیان این مختصر بی آید و در  
 صوفیه قالب الاستقبال نفس همان است که در آن صفات مذمومه انسانی جمع باشند و بنا بر این حضرات صوفیه  
 می فرمایند که بر نفس مجاهده باید کرد و او را غریب تر توان کشت و درین حدیث شریف که اعدی عدوک  
 نفسک التی بین جنبیک است همین معنی مراد از معنی دوم اینکه نفس لطیفه ربانی است که ذکرش اولاً  
 کرده ایم و ازین اعتبار فی الواقع انسان همان است و نفس انسان و ذات هم همان اباید فیهما البیت  
 این قدر هست که تحت اختلاف احوال و بصفت مختلفه موصوف می شود پس هرگاه از مشهورات جمیع  
 کرده مضطر باشی و می شود و در اطاعت قائم می ماند پس آن را نفس مطمئنه گویند که در باب آن حق تعالی  
 فرموده یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک اضیئة و ضیئة چه اگر در معنی اول نفس که بیان شدند باعتبار  
 آن رجوع کردنش بسوی حق متصور نیست بلکه او از حق دوری افکند و از جماعت شیطان است و هرگاه  
 سکونش کامل نمی شود و بر نفس شهوانی را باز می دارد و بر او اعتراض کنان می ماند آن را نفس نطمئه گویند  
 ازینکه او مالک خود را در عبادت حق قاصر یافته ملامت می کند ذکر اینهم حق تعالی می فرماید لا تقم بالنفس  
 الا لله و هرگاه مبالغت نفس شهوانی نکند بلکه صفات شهوات و حرکات شیطانی را مطیع و مستقاد بود و او را  
 اماره بالسور گویند چنانکه حق تعالی می فرماید و ابی نفسی ان النفس الامارة بالسور و این هم ممکن است که مراد  
 از آیه بالسور نفس باعتبار معنی اول بود پس درین صورت نفس بمعنی اول نهایت بدست از دست معنی  
 دیگر عمده است چرا که او را اعتبار همین معنی ذات و حقیقت انسانی است که عالم معرفت آبی و دیگر معلومات است

س

گفته شد

من می بینم

را در حق

ای که ای

نفس که

بگویند

که در پس

یا درگاه

فریادش

و توفیقش

شده است

و توفیقش

در شرفش

س

نفس

فی نور

نفس

طاعت

کننده



سبب است و این بر دو قسم بود یکی معاصی دیگر اخلاق چون کبر و حسد و غش و خشم و آنچه بدان نام نیست بریت  
 این اوصاف را از خود دفع توان کرد چنانکه توحید و محبت را که معاصی از اوصاف ظاهریست اخلاق از  
 اوصاف باطن و هم عزیزی عرض کرد که یا حضرت نفس را کسی ندیده است فرمود نه که او شیخ ابوعلی بیاض نقل  
 است که گفت من نفس را بصورت خود دیده ام که مویشی گرفته بر تنه لبستم و قصد پاک روی کردم گفت یا ابی  
 خود را در میان کس لشکر خدایم تو را کم نتوانی کرد و از خواب علی محمد نوری نقل است که گفت او نفس را بصورت  
 رو باه و پیرانه گلویی من برآمد و لبستم که این نفس است و زیر پا افتادم و کمال می کردم او بزرگ تر و قوی تر می شد  
 گفتم همه چیز بر تو ختم و پنج هلاک می شود و تو زیاده می شوی گفت او آنچه آفرینش من را کرده است آنچه پنج دیگران  
 است راحت من است و شیخ ابوالقاسم کرکائی نیز گفته من را بصورت موشی دیده ام گفتم تو کیستی گفت  
 من هلاک غافلان ام و نجات دستان ام اگر من با ایشان نباشم که وجود من آفت است ایشان پاک خود  
 مغرور شوند و با فعال خود موجب شود عرض این جمله حکایات دلیل است برین که نفس عینی است و صفت  
 ویرا اوصاف ویرائی نیم پس شناخت او را بریاضت بدست توان آورد این با وید و شوا و چه بفضل تعالی  
 حق و سایر دولت پیر شفق کسی را نتوان کرد بعد از این مخرج خاتم صریح نفس تمام احوال و هم امور است  
 الخ احوال یعنی دور بین است و امور یعنی یک چشم و آن چشم ظاهر است چشم باطن که آن را بصیرت گویند  
 بر کفایت ماده جمیع مشهور و فسا و نفس است پس فقط و ادب علم بحقیقه احوال و احوال بیان بعضی از اوصاف  
 نفس با آنکه صفت و صفات و سیمه و نشانه اخلاق سیمه در وجود آدمی نفس است چنانکه که صفت صفات تمیید و  
 نشانه اخلاق حسنه روح است و از صفات و سیمه و اخلاق سیمه نفس کی چه ویت هو است نفس همیشه خرابان  
 بود که برشته ها و لذات حسی اقام نماید و مراد از طبیعت او که کار او نه در طاعت و عبادت و انقیاد و عبادت  
 بر بند و خدا را و معبودیت شرک یک گیر و چنانکه نفس کلام مجید بیان مطلق است افراست من انقذ الله من  
 و این صفت از نفس بخیر و الا بر بد محبت است کسی دیگر صفت نفاق است در اکثر احوال ظاهر نفس یا باطنش موافق  
 نبود و غیبت بر خلاف آن بود و این صفت از نفس بخیر و الا بر بد و صفت صدق و دیگر صفت ریاست پیوسته  
 نفس در جهان بود که خود را در نظر مردم ببویات می آید ایشان اگر سه در در اگر چه بزرگ یک حق سبحانی اند و بود

سبب است  
 این اوصاف  
 اوصاف باطن  
 است که گفت  
 خود را در میان  
 رو باه و پیرانه  
 گفتم همه چیز  
 است راحت من  
 من هلاک غافلان  
 مغرور شوند  
 ویرا اوصاف  
 حق و سایر  
 الخ احوال  
 بر کفایت  
 نفس با آنکه  
 نشانه اخلاق  
 بود که برشته  
 بر بند و خدا  
 و این صفت  
 نبود و غیبت  
 نفس در جهان

چون تکثیر اموال و تفاخر بدان کبر و جباری و استغناء و از هر چه پیش خلق مذموم بود و احتراز نماید و آن باز پوشا  
و اگر چه نزد یک حق تعالی پسندیده باشد چون فقر و عجز و مسکنت این صفت از نفس برخیزد و الا به معرفت حق تعالی  
بقدر خلق چنانکه رسول الله صلی الله علیه و سلم از آن خبر باز داد که لا تکمل الی بیان المرحمتی کیون الناس عنده کالابار  
و بوی که و راق گفته که نفس مرا کینه علی جمیع الاحوال منافقانه فی اکثر الاحوال مشرکتی فی بعض الاحوال و نفس  
ریا کننده مانند آتش است که صفت خوب را که نور است اظهار کند و صفت بد را که احراق است باز پوشا و اگر  
عیار حال ایشان پیش ناقدان بصیر بر محاکم امتحان پوشیده نماند و بعضی درین معنی گفته اند که مثال نفس مثال  
آب صاف و صاف است اگر او را جنبش بی هیچ دخت و وی است ظاهر گردد و دو نفس هر چند لطیف و جلیل و اخای  
تجلی کند قبیح او بر دیده قاصر نظران و کودکان صفات او پوشیده نماند و نزدیک صاحب نظران قبیح نفس پوشیده نماند  
بلکه قبیح بر حشمت زیاد شود و مثال آن چنان است که عجز و کبریته اللقا خود را بجا همه افاخر و گالگ و خضاب  
بسیار باید اطفال آن زمین خوش نماید و پندارند که آن چینی ذاتی و صفتی لازم است لیکن عاقلان بالغان  
را از آن نفرت افزاید و صفت دیگر دعوی الهیت است و صفتیت و تدبیر حق سبحانه و تعالی چه نفس پیوسته و او  
که خلق او را ندانند و روح کنند و در او امر و نهی طاعت دارند و محبت او را بر همه اختیار کنند و از وی خائف و  
و ترسان باشند و در جمیع احوال تسکین و خیال رحمت او نمایند همچنانکه حق سبحانه تعالی بدین احکام بندگان  
خود را متابعت می نماید و این معنی عین دعوی الهیت و متابعت ربوبیت است این صفت از نفس برخیزد  
الا بتجلی صفات الهی صفت دیگر عجب خود بینی است همواره نفس بحاسن صفات خود مکران بود و صورت  
احوال خود بچشم رضا و تعظیم مطالعه نماید و اندک چیزی که از او بدگیری رسد آن را واقعی و نوشته تمام نهد و سالها  
فراموش نکند و او را غریب بمرمت خود داند و اگر از دیگری نیکی بسیار بد و رسد آن را در محل اعتبار نیارد و غریب  
فراموش کند و این صفت از جمله ملکات است چنانکه رسول الله صلی الله علیه و سلم فرمود ملکات سبعه مطاعه  
هو من متبع ما عجا ب المرفقه و در حدیث است که ملاکی مردن و عجب کردن او است بذات خود و بر بسیار در نشستن  
عمل خود و کم در نشستن گناهان خویش و صفت عجا ب از نفس برخیزد و الا به معرفت حق تعالی و صفت دیگر غفلت است  
ست هر چه از اموال و اسباب مرغوبات و مستهبات بچنگ آرد و دل او بر دواز دست بیرون نهد یا از بهر

کمال  
نفس خود بیان  
نفس را بکشد  
مردان فوج  
نفس شتران  
بار بار ۱۳  
نفس  
با کثرت  
در بعضی اوقات  
کنند است  
در آن حالات  
و نفس کنند  
است بعضی  
حالات هر چه  
سخت باشد  
کنند تا نیکی  
کمال اخلاص  
و بی کرد و شود  
و در بعضی نفس  
چیزهای که نشود  
سود عجب  
کردن و نفس  
نفس



مخصوص و نفس و اطباء نفس یعنی انبیا و اولیا و متابعان ایشان هر یک له اعلاهی مخصوص کرده و صفات  
 ذمیه نفس بیشتر از آن است که بتقریر و تحریر و آینه این به صفت که امیات صفات اند و صفات دیگر اکثر این متفرع  
 مسطور گشت و اصول و فروع صفات نفسانی جمله بر اصول خلقت نفس یعنی طبائع اربع حرارت برودت  
 و رطوبت و یویست متفرع اند هر که بتحقیق و تدقیق آن را با بجزیه نشاء هر صفتی بتخصیص معلوم کند و اصل در  
 نگه داشت و علاج نفس معرفت آن بد آنکه نفس در اصل فراینده بدی است چنانچه در قرآن مجید قول حضرت  
 یوسف علیه السلام است که و یا بری نفسی ان نفس الامارة بالسوء هرگاه که پیغمبران از نفس خود چنین خبر  
 دهند و دیگر را که از نفس الهی باشد پس از اخلاق نفس ست صفات ذمیه یعنی بخل و کبر و عجب و ریاضت  
 و تیز چششی و حرص طعام و حرص سخن و دوستی مال و دوستی جاه و علاج این مرضها جز بخلاف نفس نیست مثلاً  
 اگر نفس را خوش آید خوردن فاقه بر و نهد و آن خوردنی را بکس دیگری بدهد اگر لباس لطیف خوش آید آن را بکس  
 دیگری بدهد و خود محقر شود و اگر گفتارش خوش آید خاموشی اختیار کند و اگر خاموشی خوش آید بگفتار آید و اگر  
 بیداری خوش آید بخسپ و اگر خوابش خوش آید بیدار شود همچنین بسیار است هر در باید که راه های نفس  
 بشناسد هر طرفیکه او میل کند از آن طرف باز آید و برخلاف آن کند و لفظاً نفس مشترک است میان محانی بسیار  
 یکی نیست که نفس سبی است مرعنی جامع را از قوت غضب و شهوت و غیره و در میان صوفیاء از همین معنی مراد  
 می کنند و بدین که نفس صلی خواسته که آن جامع ست جمله صفات مذمومه را پس آدمی را چاره نیست از مجاهده  
 نفس و کارزار کردن با وی و شکستن او ازین سبب است که مجاهده را علت مشاهده می گویند تا میگردند نفس  
 بهو ابتلاست دلیل است که راه حق نیافته همواره در آن باید کوشید که هوای نفس پست نشود و راه حق  
 همیگر و ازین اشارت است که پیغمبر فرمود اعدی عدوک نفسک التی بین جنبدیک اول چیزی که بر بند  
 بعد معرفت حق واجب است آنست که نفس را بشناسد و از آفاتش خبردار شود و ریاضت نفس معلوم نماید  
 و معرفت آنست که بهریدی که میل پیدا آید آن را از نفس اند و از آن طرف باز آید و هرگز غلبت نفس  
 سوای طوط شرف و نواهد بود و در قاق این معنی امام حجة الاسلام مکتبه فروغ داشته اند در کتب ایشان  
 باید دید پس اول فتای نفس در شریعت است بعده در طریقت و تحقیقت و اخلاق نفس ست حسب دنیا

ع

رب

بیجی

در

از

بجای

رب

بجای

در

است

در

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

بجای

حب نسا و حقد و حسد و کبر و بخل و غضب و عجب و کینه و غیبت و نینید و حرص و ظلم و ریاء و امل و طمع و قلت رحم و ظفر و عیب  
خلق و عداوت و رعوت و کثرت اکل و شهوت تعلق و مخلوقین و غیر هم و برخلاف آن اخلاق حمیده است مثل علم  
و حیا و رضا و رافت و نصیحت و تواضع و مروت و محبت و شجاعت و سخاوت و عدل و تقوی و زهد و ورع و  
توکل و صدق و غیره این همه اخلاق ذمیمه و حمیده را در کتاب منهاج العابدین و کیمیای سعادت و احیاء العلوم  
بتفصیل شرح و بسط نوشته اند و خواجہ عبدالخالق غجدانی در رباعی می فرماید رباعی

|                               |                              |                              |
|-------------------------------|------------------------------|------------------------------|
| خواهی که نشود دل تو چون آئینه | و ده چیز برون کن ز درون سینه | حرص و امل و غضب و عجب و غیبت |
| بخل و حسد و کبر و ریاء و کینه | و دیگرے گوید                 | نفس نتوان کشت الا با سپه چیز |
| با تو گویم یاد گیرش ای عزیز   | خنجر خاموشی و شمشیر جوع      | نیزه تنهائی و ترک به جمع     |
| هرگز انمود پیر این صلح        | نفس او هرگز آید بر صلح       | و در شوقی مولانا و مسمت      |
| آن یکے از خشم مادر ابکشت      | هم بزخم خنجر و هم زخم مشت    | پس کی گفتش که از بد گوهری    |
| یاد ناوردی تو حق مادری        | هی چرا کشتی و را ای زشت خو   | می نگویے چه کرد آخرتو        |
| گفت کار کرد کان عار و سیت     | کشتش کان خاک ستار سیت        | گفت آن کس را بکشت ای محشر    |
| گفت پس هر روز مرے را کشم      | کشم او را رستم و خونهای خلق  | نام او برم پاست از نامی خلق  |
| نفس کشت آن مادر بد خاصیت      | که فساد اوست در هر ناحیت     | پس بکشد او را که بهر آن دنی  |
| هر وی قصد عزیز می سے کنی      | از وی این نیایش خشن برستنگ   | از پی او با حق و با خلق جنگ  |
| نفس کشتی باز رستی را اعتذار   | کس ترا دشمن نماند در دیار    | او کشتن مادر اینجام او کشتن  |

نفس است که ام الجناث است و در کشف المحجوب است که ذوالنون مصری گفت که یکی را دیدم که در پیروی پروردگار  
گفتم این در چه چیز یافتی گفت قدم بر می نهادم مادر میوادم و هم درین کتاب است که هر که با میوادم آشنا بود از  
خدا جدا بود و هر که از میوادم بریده باشد یا از آرمیده باشد یا از کلمه حق تعالی از خلق طلب می کند فرمان برداری و  
متاخرانی خود و نفس کافی خواهد که خلق همه تا بعد از او متاخران من باشد حال آنکه این صفت حق است صفت  
بنده نمی بینی که فرعون خود را کسی دید و این صفات موجودیت و خود و تقویر کر پس آثار کلمه الاعلی گفتن گرفت

لیکن گمان میکرد این همه صفات فقط در وی بود و نفس من و تو نیست بلکه در همه نفسها این صفات است  
و همه نفسها را همین دعوی است اما آتشکار گفت از بهر آنکه او را خوف کشتن نبود که وی با دشاد بود و بر تر از  
همه و نفسهای مای ترسند که اگر آتشکار را گویند مردم آنها را بکشتن ای برادر مگر نفس هر خدا کس در دنیا بگذرد این  
با دعوی سلیمانی نفس است و بی ادبش رسانی زنا بر بند و هر از بیت پیش نهد اگر صد هزار سال نفس  
را قهر کنی کیبار که بر مراد او قدم نمی ترا بر زمین زدن پس باید که ویرای هیچ وجه خیر ندانی و از وی ایمن نباشی چون  
دعوی سلیمانی کند و از خود پاکی نماید و استوار زرداری و بغور وی مغرور گردد و تا او را امتحان کنی چنانکه  
حضرت سلیمان علیه السلام با وجود عصمت و تاج نبوت امتحان کرده است که منقول است چون نفس حضرت  
سلیمان علیه السلام دعوی طهارت کرد و از خود پاکی نمود بروی گمان ببرد باور داشت تا او را امتحان کرد  
و خوشتر ملک دنیا و بادشاهی که نهایت مراد نفس در دنیا ملک و بادشاهی است اثنی و بزرگان از دست  
نفس کافرون خورده اند و از مکر و خداع او دست از خود و کار خود شسته و خود را به ملکات سپرده اند  
و بهت خا در آمده اند این همه از دست نفس کافر بوده است **ازین کافر که ناراد نهاد دست**

مسلمان و جهان کمتر فداست و همچنین است قول حضرت شیخ شرف الدین یحیی میری در کتاب الجاس  
اشتی میبزی در فواج گوید که حکما و امام غزالی و امام راغب گویند که نفس تو مشهور به است در جمیع اوقات  
حتی خواب غمی و مستی و بدن و اجزای او چنین نیستند پس نفس غیر بدن و اجزای او باشد و نیز بدلیل  
حرارت غریزه و غیره دائم متحلل است و نفس متبدل نیست این دلیل است در سایر نفوس حیوانیه چه بدست  
معلوم است که نفس متلا و بهر وقت متبدل نمی شود و مشهور دارد با استمرار ذات خود و شیخ مقتول این است  
که حیوانات را نفوس ناطقه مجوده است چنانچه مذکور است و ابوعلی در جواب اسوایه بنیاء تصریح کرده  
بصورت فرق میان انسان و حیوانات درین حکم و چون بهمنیاء را بدو بخواریدین و ظاهر کردن حال متبدل در  
در انسان کجده فرمود پس من آنکه غزال زوی کجی قیصری در شرح قصص می گوید که آنچه متاخرین گفته اند ازین که مراد  
از نطق ادراک کلیات است نه تکلم با وصف بودن مخالف وضع لغت مفید ایشان نیست زیرا که او متفوق  
است بر این که نفس مجوده انسان راست و او شان را برین دلیل نیست آیا او شان را مشهور این نیست



که حیوانات را در ادراک کلیات صفت نیست و نه در متنی شیئی منافی وجود شیئی نیست و اگر غور کرده کرده شود در آن عجب کما  
حیوانات صادمی شوند موجب این باشد که حیوانات را در ادراک کلیات بود و از سخن قیصری فهم می شود  
که مراد متقدمان از لفظ معنی لغوی است و شیخ ابوعلی در اول دانشنامه علانی تصریح باین فرموده و صوفیه گویند  
که عالم همه شیئی ناطق است و حیوانات لیکن ظهور لفظ هر کس موقوف اعتدال مزاج انسانی است قال ارسطو  
وان من شیئی الا یسبح بحمده و لکن لا یفقهون بحکم و تزییدی از حضرت جناب امیر علیه السلام روایت می کند که یاسنج  
صلی الله علیه و سلم از یکدیگر پرسیدیم هیچ شجر و حجر پیش نیامد مگر که گفت السلام علیک یا رسول الله و شیخ محی الدین  
می فرماید که من می شنوم از اصحاب که ذکر خدای کنند و در شان حق تعالی سخنی چند می گویند که هر انسان آن استوانه  
و اینجناظر شده که اعجاز و تسبیح گفتن سنگ ریزه در کف حضور پر نور سرور عالم صلی الله علیه و سلم باعتبار اجتماع مجربان  
است و وقوع این حال در عالم مثال است و ان الذی الازخره لیس الحیوان لو کانوا یعلمون و این طائفه گویند  
که حیوانات مشاهده چیزی می کنند که آن را بنی آدم مشاهده نمی کنند مگر اهل کشف بنابر این انسان محبوب  
اسفل السافلین است اگر انسان خواهد که باین مقام رسد باید که حیوان مطلق شود تا عقل مزاج او نباشد اکثر مردم  
که باین مقام رسد گنگ شوند و شیخ در نفس الیاسی می فرماید که هرگاه مرا حق تعالی درین مقام قائم فرماید و بنیت  
تو در تحقیق شدم تحقیق کلی و میجو استم و اراده می کردم که آنچه می بینم آن را بیان کنم اما نمی توانم و باید دانست که  
نفس او و قوت است بجز عقل نظری که آن را قوت نظریه گویند و دیگری عقل عملی و آن را قوت عملیه خوانند و چنانچه  
اول چهار مرتبه دارد عقل هیولانی که هیچ علم حصولی نیست و عقل بالملکه که بعضی بدیهیات در آن مرتبه معلوم است  
و استعداد انتقال بتطبیقات حاصل و او منطاط حکمت است و عقل بالفعل که قادر باشد بر آنکه معلومات نظریه مخزن را  
هرگاه که خواهد عقل کندی سبب جدید عقل مستفاد که تعقل معلومات نظریه خود کند و این چهار لفظ را چنانچه برتر است  
اطلاق کنند بر نفس درین مراتب نیز اطلاق کنند و علم اگر محصور معلوم است نزد عالم مثل علم با اشیا و بصرفات  
اما آن احصوری گویند و اگر محصور صورت است نزد عالم آن را حصولی گویند و در کلیات و جزئیات  
نفس است لیکن صور کلیات و جزئیات مجرده در ذات او و قسم می شود و صور جزئیات اودیه در آلات او و بعضی  
بران اند که این صورت عین معلوم است بحسب باسیت و اختلاف در وجود صلی و ظلی است و حضرت میر سید زین

فهم  
دین  
محبوب  
گویی  
یاسنج  
یا شیخ  
اوایل  
شافعی  
نیاید  
بیشتر  
۱۲  
س  
در کتب  
که اکثر  
بهر  
لغات  
تفاوت  
گفته اند



عفت و حکمت و شجاعت است مجموع آن حدالت است و آن از فضیلت و حکمت نظریه خارج است و هر که  
 در آن با این فضائل حکمت نظریه جمع است و سعید است و هر که فائز شد با این همه خواص نبویه قریب است  
 او گرد و پرورش کننده انسانی و قریب است که حلال باشد عبادت او بعد از آن سلطان عالم ارضی خلیفه  
 است در زمین و تحقیق اجناس اخلاق تفصیل انواع آن از اخلاق ناصری بطلب انتهی وصل بلکه نفس  
 بر چند قسم است یکی اماره که میل کند بطبیعت بنیه و حکم کند بلذات و شهوات و قلب اجانب سفلی در کشد  
 پس این منبع و واسطه اخلاق ذمیه است و متمات جامع الاصول است که نفس اماره محل اخلاق ذمیه  
 است همچو شهوت و غضب و غرور و حسد انتهی و صاحب سیر السلوک الی ملک الملوک می نگازند که همان  
 نفس ناطقه است که با مثل اماره و لوازمه و ملهمه و راضیه و مرضیه و کامله اند پس هرگاه که نفس با این اوصاف  
 متصف شد بسبب آن او را این نامها گردیدند اگر نفس ناطقه موافق گردد و نفس شهوانیه را و دیگر آن گرد  
 آن را اماره خوانند گفت انتهی همین نفس اماره بالسور است که میل کند بطبیعت بنیه و حکم کند بلذات شهوات  
 حیثه و بکشد دل را بسوی جهت غلیبه این را اوای غرور منبع اخلاق ذمیه و افعال بدست قال الله تعالی  
 ان نفس الاماره بالسور و هم نفس الوامه و ان آتست کاذب و قلب منور گرد و بمقدار آنکه تنبیه شود و نفس  
 بیاعت آن نور از غفلت متلاکمی از نفس سرزد بحکم جهت نفسانی که وی خود را از ان ملامت کند  
 و باز دارد و توبه کند صاحب سیر السلوک می گویند که همان نفس ناطقه اگر ساکن شود زیر تأمل کلیفی اذعان  
 کند اتباع حق را لیکن در آن شهوات باقی مانند آن را الوامه گویند و صاحب متمات جامع الاصول گوید که همان  
 نفس مطمئنه است که هرگاه بچو کهای گناهان آلوده شود ملامت می کند صاحب خود را و نفس الوامه روشن است  
 است بنور قلب آن قدر که از وضو دار شود از خواب غفلت پس بیدار شود و ظاهر گردد باصلاح حال رسالت  
 که بتدریج دست میان هر دو جهت ربوبیت و خلقت پس هرگاه که بحکم جبلت ظلمانیه آن گناه از دهر زنده شود  
 تنبیه آتشی تدارک آن کند و صاحب خود را ملامت کردن گیرد و آماده توبه گرداند و بتفقا راجع کند بر  
 دروازه خفای و رحیم و بهر این حق تعالی توکر آن فرمود و قسم خوردن که لا اقسم بالنفس اللوامة انتهی حضرت  
 مولانا شاه عید العزیز صاحب محدث و ملوی در تفسیر فتح العزیز تحت تفسیر لا اقسم بیوم القيامة ولا اقسم

بالنفس الوامه می فرماید که مفسرین در معنی نفس الوامه مختلف اند تحقیق مفسرین میفرمایند که نفس انسانی یک چیز است لیکن آن را سه حالت اند اگر اهل بطرف عالم علو نیست و در طاعت و عبادت آن را مسرت حاصل آید و در اتباع شریعت سکون و آرامش بود آن را نفس مطمئنه گویند و اگر جانب سفلی میلان کند و در دنیا ولذات دنیاوی و عارضات انتقام و کینه کشی رغبت کند و از اتباع شریعت گریزد و این چنین نفس الاماره گویند زیرا که این روح را حکم بدی می کند و اگر گاهی سوی عالم سفلی میل می کند و در غضب و شهوت مبتلا می شود و گاهی جانب عالم علوی میل می سازد و شهوت و غضب را بیدارند و از خود و میرود و شرمنده میگردد و خود را خود ملامت می کند آن را نفس الوامه می گویند و بعضی مفسرین گفته اند که در بدن هر انسان نفس انداول نفس مقدس که آن را روح الهی نیز می گویند و نفخت فی من روحی و قل الروح من امر ربی یعنی دمیدم من در روح خود را و بگو ای محمد صلی الله علیه و سلم که روح از حکم پروردگار است بیان آن است این نفس همیشه در یاد الهی مطمئن است و در محبت و استغراق در نفس منطبقه و آن آنست که در تدریس بدن پیوسته ماند و مقتضیات شهوت و غضب را بطبیع میخورد و روح را تحصیل همین لذات حکم می کند ازین سبب این را نفس الاماره گویند سوم نفس ناطقه و او آنست که از خواجش ظاهری و باطنی علم و ادراک را جمع گیرد و در بروی روح آنها را پیش کردنی کار است همین نفس الوامه می گویند زیرا که از نفس الاماره اگر امری نامناسب واقع می شود پس این را اولامت می کند و یکی و بدی کار با نفس الاماره را می فهماند و این را نفس مطمئنه نیز می گویند زیرا که بواسطه روح امور حقه و صادق و بر ملامت می شوند حضرت عبداللہ ابن عباس فرموده اند که روز قیامت نفس الوامه خواهد بود و خود را ملامت خواهد نمود زیرا که اگر نیک است پس خود را این ملامت خواهد کرد که چرا نیک نیامد و بعضی اوقات خود را چر احمق بر باد ادم و اگر بد خواهد بود پس این ملامت خواهد کرد که چرا بد کردم چنانچه در حدیث شریف آمده که اهل جنت را بر چیزی حسرت نخواهد بود جز بر یک چیز یعنی آن ساعت که در دنیا بی یاد الهی گذشت حضرت خواجہ حسن بصری در فرموده که در دنیا نشان مردایان را همین است که پیوسته در ملامت خود ماند زیرا که کسی از تقصیری خالی نیست پس آن تقصیر معرفت الهی و در مبادی آن بود یاد عبادت و تقوی یا خیر اذ و آداب و بعضی چنین فرق کرده اند که نفس مطمئنه نفس انبیاء و اولیای کاملین است

که در یاد حق و محبت او سکون و اطمینان پیدا کرده و از کشمکش و سواس خطرات خلاصی یافته و نفس ملهمه  
 نفس صلیحیه منین طاهر است و نفس لوامه نفس گنهگار است تا باین تقصیر نادم است و نفس اماره  
 نفس کفار است و نفس آن فاسق است که بر فسق مصر باشد و بعضی چنین گفته اند که نفس لوامه نفس متقیان  
 است که در دنیا گنهگار است و اقامت می کند و در آخرت هم حق این است که جبلت نفس آدمی این است که  
 ملامت و مذمت می کند هر گوی که بود نیک خواه یا نشتی سوم نفس مطمئنه و آن آنست که تئورا و پورا قلب  
 تمام و کمال بود حتی که از صفات ذمیه متخلی گردد و بصفات حمیده متعلق صاحب سیر السلوک می فراید که همان نفس  
 مطمئنه است که هرگاه منطرب او ساکن شود و نفس شهوانیه را حکمی نماید و شهوات بالکلیه فراموش شوند آن  
 نفس مطمئنه گویند و اگر ازین ترقی کند و مقامات از چشم او ساقط شوند آن را راضیه گویند پس اگر این حال  
 بران زاید شود آن نفس مرضیه گردد و در حق و خلق پس اگر او را در ابد گذشت از بندگان بهر اشد و تکمیل  
 بندگان آن نفس را کامله خواهند گفت و اگر از نفس میل گناه زایل شود و بر معارضه نفس شهوانیه قوی  
 باشد و زایل گردد و میل آن بسوی عالم قدس و تلقی شوند الهامات و پیر آن نفس را ملهمه خواهند گفت یا نشتی  
 تفسیر فتح الغیر تحت تفسیر یا ایها النفس المطمئنه ارجی مذکور است که نفس انسانی را در قرآن مجید به سه  
 صفت موصوف فرموده اند اماره و لوامه و مطمئنه امارگی صفت نفوس کافران و گنهگاران است که از کفر  
 و گناه باز نمی آیند و نفس ایشان هر وقت بکار هاسی بدی فراید و لو اگی صفت نفوس گناهگاران است  
 که بر بدی خود مذمت می کشند و بعد از آن تکاب خود را خود ملامت می کنند که چرا کردیم و چه کردیم و مطمئنی صفت  
 نفوس انبیاء و اولیاء صلیحیه است که در ایمان و طاعت و ذکر و فکر حق اطمینان دارند و کشمکش و خطرات  
 معاصی ایشان از احوال و مکدر اوقات نمی گردد و بعضی گویند که امارگی صفت ذاتی نفس است  
 که در وقت غلبه شهوت و غضب بر حکم عقل و شرع ظهور می کند و لو اگی نیز صفت هر نفس است و تنبیه عقل  
 و شرع رجوع می نماید و خیر و شر را می فهمد و اطمینان نیز صفت هر نفس است چون نوز و کر بر جمیع قوی مستولی میگردد  
 و حضرت خواجه حسن بصری فرموده اند که همه نفس با در قیامت لوامه باشند و خود را ملامت کنند که اگر طاعت  
 کردی چرا پیشتر نکریدی و اگر معصیت کردی چرا اگر دیدی و هر چند در اصل وقت این ندا و بشارت هنگام قیامت است

که روز قیامت خواهد شد اما توفیق آن در وقت مرگ هر مومن ظهور می نماید چنانچه از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 مروی است کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیده ام کہ چون مرد با ایمان اجل میرسد بر سر بالین او فرشته ای  
 نیک منظر خوش لباس معطر بدن می آید و می گویند کای جان آرسیده بحق براحت و آسایش بیرون آئی کہ  
 از توفیق الهی تعالی خوشنود دست جان مومن بشادی تمام بیرون می آید و عالم از بوی خوش او معطری گردد  
 و فرشتگان را در جامه های حریر معطری گیرند و دروازه های آسمان گشاده می شوند و در بانان آنجا حجاب گویان  
 استقبال می کنند و برای او آمرزش می خواهند و او را از زیر عرش می برند تا حق سبحانه تعالی را سجده کند و حضرت  
 میکائیل را فرمان می شود کہ آن جان را در مقر جاهنمای مومنان و نیکوکاران مرده داخل نماید و گویا فرخ  
 گویانید تا راحت و آسایش یابد و برسد و او را بگوید کہ آرام بخسب مانند نعروس کہ او را کسی بنحواب نیکند  
 و برعکس این معالجه با جان کافران واقع می شود و انتهی پنجم نفس نباتی و آن کمال اول جسم طبیعی است کہ  
 عبارت از توالد و تزاید و تغذی است علامه میبذی در فواتح گفته کہ نفس نباتی را چهار خادم است که ایشان  
 را اقوامی طبیعی گویند غازی و نامیه و مولده و مصوره و ایشان خردم جاذبه و باطنیه و اسکند و وافعه اند و این  
 چهار خردم حرارت و برودت و رطوبت و یبوست اند و قول نفس حیوانی که ایشان را اقوامی نفسانی خوانند  
 یاد کرد اندیا مکر که بدر کہ یا ظاهره اندیا باطنه و در کہ ظاهره و پنج انداول لاسه دوم و ثالثه سوم شامه چهارم سابع  
 پنجم باصره و بدر کہ باطنه و اندویر سبیل مسامحه مشهور شده کہ پنج انداول حس مشترک دوم خیال سوم متصرفه  
 چهارم و پنجم حافظه متصرفه کہ تفصیل و ترکیب استنباط مشغول است اگر عقل او را در محمولات استعمال کند  
 متفکره است و اگر و پنجم او را در محسوسات استعمال کند تخیله است شیخ مقتول گوید و اہمہ و متفکره یک وقت  
 است کہ باعتبار ادراک معانی جزئیہ و اہمہ است و باعتبار تفصیل و ترکیب استنباط متفکره و وقت مکرر یا باطنه  
 است و آن شوق تحصیل ملائم است یعنی شهوت یا بدفع منافق یعنی غضب یا فاعله است کہ سبب قبض و  
 بسط و تشنج و ارتخاض عضلات است انتہی پنجم نفس حیوانی و آن کمال اول جسم طبیعی است کہ بدو ادراک  
 جزئیات و حرکت ارادی می شود و ششم نفس انسانی و آن کمال اول جسم طبیعی است کہ بدو ادراک امور کلیه  
 و عقل و افعال فکری می شود و صوفیہ گویند کہ نفس انسانی مطابق نفس رحمانی است و چنانچه نفس انسانی

بسبب عروض یعنی خاص صورت شود و صورت بسبب عروض بیانی چند مختلفه که در خارج طاری او میشود  
 بست و هشت حرف شوند و از ترکیب حروف کلمات تحقق یابد یا قی آینه در بیان نفس حسانی می آید هفتم  
 نفس قدسیه و آن آنست که نفس الملکه احتضار آنچه ممکن نوعیت اوست بر وجه یقینی شده باشد و این نهایت  
 حدس و قوت فطانت است هفتم نفس ناطقه است آن جوهری مجرد است از ماده در ذات خود و مقارن  
 ماده در افعال نفس اماره و لوازمه و ملحمه و راضیه و غیره نامهای همین نفس اند و همین نفس ناطقه است که شرفی  
 آن را سفسهید گویند و آن بر دو قسم است نفس انسانی و نفس فکلی شیخ ابوالعلی در رساله معراجیه گوید و از روان  
 نفس ناطقه است و از جان روح حیوانی و در رساله حضرت شیخ محمد لاهوریست که مفهوم نفس ناطقه بزمب است  
 و ابوالعلی و تابعان ایشان نوع است یعنی یک حقیقت کلی است که در جمیع افراد انسانی صادق است و جمعه  
 از حکما و ابوالبرکات و امام فخرالدین رازی از متکلمین بآن رفته اند که مفهوم نفس ناطقه جنس است چنانچه مفهوم  
 حیوان جنس است که صادق می آید بر افراد حقائق کثیره یعنی هم صادق است بر افراد حقیقت فرسینه و غیره همچنین  
 نفس ناطقه صادق می آید بر افراد حقائق متعدده غایت مافی الباب آنکه حقائق که در تحت حیوان داخل اند  
 اکثر آنها تفصیل معلوم اند و حقائق که در تحت نفس ناطقه اند تفصیل شان هیچ یکی جز علام الغیوب آگهی ندارد  
 مگر قلیله از اهل کشف و ساکنان ملا را علی و کلام نبوی مؤید این مذهب است آنحضرت می فرمایند که مردم بحسب  
 وجود روحانی کائنات از زرقه و نقره اند رئیس و سردار شما که در ایام جاهلیت و کفر بود رئیس و سردار شماست هنگام  
 اسلام یعنی هر که هنگام کفر ریاست داشت هنگام اسلام نیز وی را ریاست است اما وقتیکه قناعت پیدا  
 کنند یعنی عالم معلوم شرعیه شوند و ظاهر است که طلا و نقره حقائق مختلفه اند ارواح مشبه اند با دوزخ و هب فضه  
 پس باید که ارواح نیز حقائق مختلفه باشند و فرمود که ارواح لشکر یا بی مجتمع بودند در عالم خود پس جمعه که هم مفت  
 داشتند و آن ارواح در عالم روحانی الفت و محبت پیدای کنند با هم درین فشار جسمانی و جسمیکه جهالت داشتند  
 از آن ارواح یعنی یکی از حال دیگری عارف نبود و در آن فشار روحانی اختلاف و ضدیت دارند و در عالم جسمانی  
 و لفظ جنود که درین حدیث است جمع چند است بمعنی لشکر و ظاهر است که اگر افراد یک حقیقت می بودند می بایست  
 جنود و مجنده چند بنام میفرمودند و این نیز در آن رساله است که حکما و استراقین و مشائیین و غیره حقیقتی در آن

و کیفیت آن با هم موافق اند که نور اسفید یعنی نفس ناطقه جوهریت مجرد از ماده که حیات وی بخودشست عالم  
 بذات خود و بسیار اشیا است قابل اشاره است و جسم نیست اوست حافظ ترکیب بدن و در جسم وصول انسان  
 بکمال بے زوال و حقیقت ذات وی نور آلی است بنا بر آن از قید زمان و مکان منزله و از قید جهت بر سر استیجا  
 گفته اند که روح انسانی آفتابی است مشرق آن ذات حق است و هم مغربش ذات حق افلاطون گوید که بعد از  
 ارتکاب ریاضات و اختیارات خلوات و پس از تامل و تفکر در احوال موجودات که مجرد از ادیات اند چون خلعه  
 بدنی را یک سو افکنده و از لباس ظلمت جسمانی برآده ترقی براج عوالم عقلیه نوریه دست دایمی نفس ناطقه  
 را در ذات خویش مجرد از ماده و خالی از ظلمت طبیعت یافت نور و بها و حسن و ضیای ذات خود را بر تبه وید که  
 زبان در وصف آن گنگ و گوش از قبول آن کرسست و بعد از تنزل ازین مقام قول حکیم مطریوس یا دافقاده  
 که گفت طالب باشید معرفت جوهر نفس ناطقه بزرگ را و طلب کنید بالا رفتن را بسوی عالم عقبی که عالم طایف  
 مجرد است از اینجا معلوم شد که دعوی تجرد و نوریت نفس ناطقه که از اشتقاقین است از راه کشف و شهود مست ایجا  
 چند مذهب دیگر اند اول حکیم فروریوس که از قدما حکماست بان رفته که نفس ناطقه بعد از حلول در بدن بدن  
 یکی شده و بسبب شدت اختلاط سرد و یگی گشته همچو نمک آب و شکر در شیر مذیب و هم حکیم افلاطون خس اومی گوید  
 که نفس ناطقه عبارت از آتشی است ساری در بدن زیر که نفس ناطقه را اشتراق و حرکت است این از خواص  
 آتش است و مؤید اوست اینجا طباطبائی گفته اند که در بدن حرارت غریزی است و غریزت یعنی طبیعت است یعنی حرارت  
 که منسوب به طبیعت انسانی است که همضم اطعمه و اغذیه و اثر به منسوب بدوست مذهب سوم دیوجانس اومی گوید  
 که نفس هوایی است مترو در فضا بے بدن و محارق آن یعنی پارید گیاه و سوراخای او زیرا که هوا جسمی است  
 لطیف نافذ در منافذ ضئیه و قابل اشکال مختلفه و محرک جسمی است که در شے درآید یا بروی احاطه نماید نفس ناطقه  
 چون باین اوصاف موصوف است باید که هوا باشد مذهب چهارم االیس بطی اومی گوید که نفس ناطقه آب است  
 زیرا که آب سبب نشو و نما می جسم است و چون نفس ناطقه سبب نشو و نما می است باید که آب باشد مذهب پنجم آنکه می  
 در اینجا را افکار می گوید که نفس ناطقه نزد ابن سینا و قلس جسمی است مرکب از عناصر اربعه و حال است در بدن زیرا که  
 تا در میان دو چیز مشابهاست نباشد یکی ادراک دیگری نمی تواند کرد و چون نفس ناطقه در مرکبات عنصری است



که عبارت از مواد ثلاثه اند باید که خودش نیز مرکب عنصری باشد و شیخ ابوعلی در شفا می گویند که نفس مرکب است  
از عنصر چنانچه چار عنصر و پنج قوت ششم محبت مذمت ششم بعضی از اینها بآن رفته اند که نفس ناطقه عبارت است  
از اخلاط اربعه مجتمع در کما و کیفا و اخلاط عبارت است از صفرا و سودا و دم و لغیم زیرا که تا این اخلاط در انسان  
برکیت و کیفیت خویش باقی اندیاش باقی است و هرگاه که یکی از اینها تجاوز از ازکیت و کیفیت خود و حیثیت  
منقطع گشت مذمت ششم بعضی از اینها بآن رفته اند که نفس ناطقه خون است بدو و حیثی آنکه از سایر اخلاط  
در شرف افزون است و دم آنکه چون خون برمی آید حیات از حیوان می ریزد و چون جسم میت را چاک سازند  
خون نمی یابند مذمت ششم اطباء گفته اند که نفس ناطقه بخار است لطیف که متکون می شود از لطیف اجزا و غذا در  
جوف امیر قلب پس از آن منتزعی شود در جمیع اجزای بدن مذمت ششم بعضی بآن رفته اند که نفس ناطقه بخاری  
ست لطیف در دماغ و نافذ است در اعصاب از آن در جمیع اجزای بدن ساریست و اوست مبدأ قوت  
حسی و حرکت ارادی و سمی است بر روح نفسانی مذمت ششم نفس ناطقه عبارت از مزاج بدنی است مزاج کیفیت  
ست متوسطه که مستحدث است از جمیع کیفیات عناصر اربعه که آن نیز چار است حرارت و برودت و رطوبت و  
ویسوسیت و هر یک از اینها دو کیفیت دارد آتش حرارت و ویسوسیت و باد حرارت و رطوبت و آب برودت و رطوبت  
و خاک برودت و ویسوسیت چنانچه آبی را که بغایت گرم است بآبی که بغایت سرد است با هم آمیزیم بدیهی است  
که آب را کیفیت دیگر متوسطه در کیفیت حرارت شدید و کیفیت برودت شدید پیدا می شود و همچنین از جمیع  
آدمین چهار عنصر در بدن کیفیت متوسطه بین الحرات و البرودت و رطوبت و ویسوسیت پیدای گردد و سمی مزاج  
می شود و دلیل بر آنکه نفس ناطقه مزاج باشد آنست که چون حالت اعتدالی که مزاج است ازل شود و یکی از  
کیفیات بر دیگر غلبه می نماید مثلا حرارت بر برودت و یا رطوبت بر ویسوسیت و صحت مزاج نماند و واجب است  
که انسان بمیزد پس اگر مزاج روحی بود انتفاک می موجب انتفاک حیات می شد مذمت ششم یا در هم نفس ناطقه  
عبارت از قوتی است و قلب که سمی بقوت نباتی است و از قوت در دماغ که سمی بقوت نفسانی است  
مذمت ششم و از هم نفس ناطقه قوتی است و دماغ مذمت ششم یا در هم نفس ناطقه قوتی است و قلب مذمت ششم چار هم  
نفس ناطقه جز و است از اجزای باری تعالی اسماء یقول انما المون علوا کبیر و تحقیق آنکه در جمیع مقام و سمی

۱۲  
له برترست اسوقا ایا انچه گزینید ظالمات به برتری بزرگ

واحد یا هر جسم را روحی است علوی و مدبر او و تحقیق روح طبعی و روح نفسانی و روح قدسی و تحقیق لطافت جسمه  
 را موجب تطویل است از نوشتن آن باز آمد و نفس ناطقه را بعد از انقطاع وی از نشاء و نبوی حالات عجیب و  
 مقامات غریبه اندک با واسطه کثرت مشاغل و قلت فرصت و بی همت و توجه قصد را از رقم آن باز نموده شد  
 و اندک مسامحه و علیه السلام و بدانکه نفس ناطقه بندهب اشراقیان ازلی است این نزد فقها کفرست در فواحش  
 گوید که نفس بندهب مشائیان در وقت کمال استعداد و نطفه از مبداء فیاض بروقا مضی شود و چون شعله  
 که در عین کمال استعداد و قتیله از آتش در می گیرد و آیت قاده اسویه و نفخت فیض من روحی اشارت بآنست  
 و امام غزالی و شیخ مقبول موافق مشائیانند و شیخ اکبر در باب دوصد و شصت و ششم از فتوحات گوید که نفس  
 و آن لطیفه عجمه است که مدبره این جسم است و او را ذاتی تدبیر نیست مگر نزد برادرش بدن جسد و تعیل او پس درین هنگام  
 نفخ فرمود حق تعالی در آن از روح خود پس ظاهر شد نفس میان نفخ آبی و جسد سوسی و بهر حال ابدی است و  
 حضرت رسول الصلی الله علیه و سلم فرمود و تحقیق شما پیداکرده شدید بهر ابد و شما نقل کرده خواهید شد از خانه نبوی  
 خانه و اگر نظرتان دقیق کنم میان اشراقیین و مشائیین نزاع نیست چه نسبت مبداء فیاض نفوس چون نسبت ابر  
 ست بقطرات باران اگر ابر قدیم باشد توان گفت که قطره قدیم اند بنا بر آنکه ابر عین قطره است توان گفت  
 که حادث اند بسبب آنکه صورت قطره در وقت جدا شدن او از ابر حادث شود و بیشک که مبداء فیاض قدیم  
 است پس اطلاق قدیم و حدوث بر نفوس صحیح باشد هر یک باعتباری و من الله التوفیق و آنچه نزد حکما سیمی  
 است نفس ناطقه و روح حیوانی نزد صوفیه سیمی است بروح نفس کاشی و اصطلاحات گفته که روح در اصطلاح  
 قوم همان لطیفه انسانی مجروده است و در اصطلاح حکمای بخاری لطیف متولد و قلب است که قابل قوت حیات حس  
 و حرکت است و این در اصطلاح شان نفس است و متوسط در میان شان که در ک کلیات و جزئیات است قلب  
 است و حکما در میان قلب و روح فرق نکنند و هر دو را نفس ناطقه گویند و قیصری گوید که نفس ناطقه در بدن است  
 مثل سریان وجود در موجودات که از وجهی عین بدن است از وجهی غیر و حضرت جنید فرمود لفظ قرآن جسم انسان  
 تواناند و معنی قرآن حقیقت انسان توانانند و ملایم این سخن است آنکه قرآن را هفت لطن است و حقیقت  
 انسان نیز در سلوک هفت مرتبه دارد کذا فی الفوائج و نفس روحانی آن عبارت است از وجود عام محیط بر اعیان

لحن چنان است که در این کتاب در این باب مذکور است

عیناً و از هیولی که قابل صور موجودات است و اول مرتب بر ثانی و هیولی را نفس ازلان گویند که مشابه  
 است برای نفس انسان که مختلف است بصورت حروف با وجود بودن آن هوای سازج و پیش حکما طبیعت عبارت  
 ازلان است اعیان را کلمات نیز گویند از شایسته مشابه کردن بکلمات لطیفه واقع بر نفس انسانی موافق خواص  
 و نیز چون کلمات بمعنی عقلیه دلالت می کنند همچنین دلالت می کنند اعیان موجودات بر موجود خود و نیز هر یکی از آن  
 اعیان موجود است بکلمه که پس اطلاق کلمه بر اعیان اطلاق سبب باشد بر سبب انتهای در جامع الاصول شریف  
 است که نفس رحمانی و آن وجود اضافی و حدانی است که بحقیقت خود مشترک است بصورت معانی که آن اعیان احوال  
 آن اند حضرت و احدیت و نفس رحمانی را رحمانی ازلان گویند که آن مشابه است نفس انسانی مختلف بصورت  
 باوصف بودن آن هوای سازج و در ذات خویش و نظر کرون بسوی غایتی که آن ترویج اسمانی است که دخل  
 اندر بر احاطه اسم رحمن از کرب آنها و آن بودن اشیاست در آن بودن آنها بالقوت همچو از دم نفس نفس  
 جوهر بخاری لطیف است که حامل قوت حیات و حرکت را وید است و آن را حکیم روح حیوانی گفته و  
 آن واسطه است میان آن قلب که نفس ناطقه است و میان بدن که از دو کلام مجید اشاره بشجره زیتونیه  
 بودن آن مبارک نه شرقی و نه غربی کرده شد بر زیادتی مرتبه انسانی و برکت او بدان از بهر اینکه نیست از شرق  
 عالم ارواح مجروده و نه از غرب عالم اجساد کثیفه انتهای در فواید است که نفس رحمانی که او را هیولای کلیه و کتاب  
 مستطوره ورق منشور گویند چون در خارج تعین یافت جوهر باشد که بمنزله صورت است و جوهر سبب تعینات  
 مختلفه است و هشت مرتبه وجود شود که بمنزله حروف است از ترکیب ایشان اشیاء تحقیق یابید که بمنزله کلمات  
 است قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا و چنانچه طبیعت  
 انسان مقصده است که دم بد نفس از باطن او ظاهر شود فیض رحمت مقصی آنست که دم بد هم حقائق و صور  
 آن در دستور است باز گرد و انتهای باید دانست که بیشتر صوفیه لطائف سته را حیات اعتبارات نفس ناطقه  
 گویند و قیصری نیز بر همین مسلک است در فصل دهم مقدمه شرح فصوص میفرماید که بدانکه روح اعظم که حقیقت  
 همان روح انسانی است منظر ذات الهی است من حیث ربوبیت آن و بهر آن ممکن نیست که گردنده گرد کند و اگر گرد  
 یا طالبی وصل و طلبد آنکه گرد خیالش می گردد و حیران است و آنکه نور جمالش می طلبد مقید با ستار سوای

سلسله  
 بگو  
 باشد  
 در یک  
 بسا  
 و نشین  
 سخن  
 مذکور  
 با این  
 مذکور  
 سخن  
 بهر  
 کلام  
 یازم  
 مثل  
 آن  
 باین

حق تعالی کند و کس نداند و بجز او این مقصد را کس نیابد و بچنانکه او را در عالم کبیر نظام و اسما انداز عقل اول  
 و قلم اعلی و نور و نفس کلیمه لوح محفوظ و جز این بهر آنچه آگاه کردیم بر آن از نیکی حقیقت انسانی همان ظاهر است  
 درین صورت در عالم کبیر بچنین در عالم صغیر انسانی نظام و اسما انداز بحسب ظهورات و مراتب او در صراط اهل الهدی  
 و غیر هم و آن سر و خفی و روح و قلب و کلمه و رُوع بضم را و فواد و صمد و عقل و نفس است مثل قول او تعالی فانه علم  
 الهی و خفی و قل الروح من امر ربي و ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب و کلمه الله فی عیسی علیه السلام  
 و الکتاب الفواد و ارای و الم نشرح لک صدرک و نفس و اسما و اها و در حدیث صحیح است که روح القدس بید  
 در دل من که هیچ جانیه هرگز نخواهد مرد تا که رزق خود را تمام نخواهد کرد و الحادیث لیکن بودن او سرسپردین وجه  
 است که انوار آن روح بدرک می شود و برای ارباب قلوب و راسخین فی العلم بالبعدیه غیر نشان یعنی برای علمی که  
 متعلق بذات و صفات و اسما و است و لیکن خفی بهر آن گویند که حقیقت روح مخفی است بر عارفین و غیر هم  
 و لیکن روح پس باعتبار ریویش مریدان را گویند و بودن آن مصدر حیات حسیه و منبع فیضان آن بر جمیع  
 قوای نفسانیه و لیکن قلب اذن گویند که انقلب است میان و هجی که قریب حق است پس از او انوار استفاضه  
 می کند و میان و هجی قریب نفس حیوانیه است که بر آن نفس افاضه می کند آنچه از موجود خویش استفاضه نمود  
 موافق استعداد نفس و کلمه باعتبار ظهور آن و نفس رحمانی گویند مثل ظهور کلمه و نفس رحمانی و فواد باعتبار اثر  
 آن از منبع خود گویند زیرا که معنی فواد و لغت جرح و انرا اند و اما مصدر را مصدر باعتبار هجی گویند که نزدیک است  
 بهر بودن او مصدر انوار و مصدر را و در وجود و بدن و لیکن روع باعتبار خوف و فرغ او از تمسک به قمار او گویند آن  
 در آن صورت است که از روع گرفته شود و روع بمعنی فرغ است و لیکن عقل را عقل اذن گویند که او ادراک می کند  
 ذات و موجود خویش را و مقید بتقدیر خاص شدن او و مقید شدن او چیزی را که او ادراک کند و ضبط و حصر گرداند آنرا  
 در آنچه تصور کند او و لیکن نفس النفس اذن خوانند که او را تعلق است به بدن و تدبیر او بدن را و فاضله می شود  
 وقت ظهور افعال نباتیه از پس بسبب خدمت آن نفس نباتیه گویند و وقت ظهور افعال حیوانیه از نفس آنرا  
 نفس حیوانیه خوانند پس باعتبار غلبه قوای حیوانیه بر قوای روحانیه آن را نفس اماره گویند و وقت پیغم شدن  
 انوار قلب از غیب بهر اظهار کمال او و ادراک قوت عاقله و وظائف عاقبت و فساد احوال خود آن الواسع

۲  
 پس  
 بعد از  
 شرح  
 این  
 باب  
 در  
 بیان  
 این  
 مقصود  
 که  
 روح  
 القدس  
 بید  
 در  
 دل  
 من  
 که  
 هیچ  
 جانیه  
 هرگز  
 نخواهد  
 مرد  
 تا  
 که  
 رزق  
 خود  
 را  
 تمام  
 نخواهد  
 کرد  
 و  
 الحادیث  
 لیکن  
 بودن  
 او  
 سرسپردین  
 وجه  
 است  
 که  
 انوار  
 آن  
 روح  
 بدرک  
 می  
 شود  
 و  
 برای  
 ارباب  
 قلوب  
 و  
 راسخین  
 فی  
 العلم  
 بالبعدیه  
 غیر  
 نشان  
 یعنی  
 برای  
 علمی  
 که  
 متعلق  
 بذات  
 و  
 صفات  
 و  
 اسما  
 و  
 است  
 و  
 لیکن  
 خفی  
 بهر  
 آن  
 گویند  
 که  
 حقیقت  
 روح  
 مخفی  
 است  
 بر  
 عارفین  
 و  
 غیر  
 هم  
 و  
 لیکن  
 روح  
 پس  
 باعتبار  
 ریویش  
 مریدان  
 را  
 گویند  
 و  
 بودن  
 آن  
 مصدر  
 حیات  
 حسیه  
 و  
 منبع  
 فیضان  
 آن  
 بر  
 جمیع  
 قوای  
 نفسانیه  
 و  
 لیکن  
 قلب  
 اذن  
 گویند  
 که  
 انقلب  
 است  
 میان  
 و  
 هجی  
 که  
 قریب  
 حق  
 است  
 پس  
 از  
 او  
 انوار  
 استفاضه  
 می  
 کند  
 و  
 میان  
 و  
 هجی  
 قریب  
 نفس  
 حیوانیه  
 است  
 که  
 بر  
 آن  
 نفس  
 افاضه  
 می  
 کند  
 آنچه  
 از  
 موجود  
 خویش  
 استفاضه  
 نمود  
 موافق  
 استعداد  
 نفس  
 و  
 کلمه  
 باعتبار  
 ظهور  
 آن  
 و  
 نفس  
 رحمانی  
 گویند  
 مثل  
 ظهور  
 کلمه  
 و  
 نفس  
 رحمانی  
 و  
 فواد  
 باعتبار  
 اثر  
 آن  
 از  
 منبع  
 خود  
 گویند  
 زیرا  
 که  
 معنی  
 فواد  
 و  
 لغت  
 جرح  
 و  
 انرا  
 اند  
 و  
 اما  
 مصدر  
 را  
 مصدر  
 باعتبار  
 هجی  
 گویند  
 که  
 نزدیک  
 است  
 بهر  
 بودن  
 او  
 مصدر  
 انوار  
 و  
 مصدر  
 را  
 و  
 در  
 وجود  
 و  
 بدن  
 و  
 لیکن  
 روع  
 باعتبار  
 خوف  
 و  
 فرغ  
 او  
 از  
 تمسک  
 به  
 قمار  
 او  
 گویند  
 آن  
 در  
 آن  
 صورت  
 است  
 که  
 از  
 روع  
 گرفته  
 شود  
 و  
 روع  
 بمعنی  
 فرغ  
 است  
 و  
 لیکن  
 عقل  
 را  
 عقل  
 اذن  
 گویند  
 که  
 او  
 ادراک  
 می  
 کند  
 ذات  
 و  
 موجود  
 خویش  
 را  
 و  
 مقید  
 بتقدیر  
 خاص  
 شدن  
 او  
 و  
 مقید  
 شدن  
 او  
 چیزی  
 را  
 که  
 او  
 ادراک  
 کند  
 و  
 ضبط  
 و  
 حصر  
 گرداند  
 آنرا  
 در  
 آنچه  
 تصور  
 کند  
 او  
 و  
 لیکن  
 نفس  
 النفس  
 اذن  
 خوانند  
 که  
 او  
 را  
 تعلق  
 است  
 به  
 بدن  
 و  
 تدبیر  
 او  
 بدن  
 را  
 و  
 فاضله  
 می  
 شود  
 وقت  
 ظهور  
 افعال  
 نباتیه  
 از  
 پس  
 بسبب  
 خدمت  
 آن  
 نفس  
 نباتیه  
 گویند  
 و  
 وقت  
 ظهور  
 افعال  
 حیوانیه  
 از  
 نفس  
 آنرا  
 نفس  
 حیوانیه  
 خوانند  
 پس  
 باعتبار  
 غلبه  
 قوای  
 حیوانیه  
 بر  
 قوای  
 روحانیه  
 آن  
 را  
 نفس  
 اماره  
 گویند  
 و  
 وقت  
 پیغم  
 شدن  
 انوار  
 قلب  
 از  
 غیب  
 بهر  
 اظهار  
 کمال  
 او  
 و  
 ادراک  
 قوت  
 عاقله  
 و  
 وظائف  
 عاقبت  
 و  
 فساد  
 احوال  
 خود  
 آن  
 الواسع

گویند بهر سلامت کردن او خود را بر افعال خویش و این مرتبه لواکی همچو مقدمه است بطهور مرتبه قلبیه پس هرگاه نور  
 قلبی غالب شود و سلطنت قلب بر قوای حیوانیه غالب شود و نفس مطمئنه گردد آن را نفس مطمئنه گویند و هرگاه  
 که استعدادش کامل بود و نور و شرافتش قوی باشد و ظاهر گردد و آنچه بالقوت باشد در آن و تجلی آلی را آئینه گردد  
 آن را قلب گویند و آن مجمع است در میان دو دریای وجوب و امکان و ملتی بهر دو عالم آلی و کوئی است و بهر این  
 گنجایش کرد حق را و گردید قلب عرش آلی چنانچه در خبر صحیح آمده است که لا یسعی ارضی و لا سانی و لکن یسعی  
 قلب المؤمن لتقی و قلب المؤمن عرش العلیس اعتبار کننده اگر حقیقت واحد معروضه این اعتبارات اعتبار  
 کرده پس حکم نموده که کل در حقیقت یک است و درین گفتن صادق است و اگر اعتبار کرد آن را یا کل هر یک  
 از اعتبارات پس حکم کرد بمغایرت میان اعتبارات و نیز راست گفت تنبیه هرگاه این را در استثنای پس  
 بدانکه مرتبه روحیه همان ظل مرتبه احدیت است ای وحدت و مرتبه قلبیه ظل مرتبه احدیت الهیه است ای اکو  
 هر که درین آنچه گفته ایم غور کند و میان مراتب مطابقت نماید و اساس را در دیگر ظاهر شود که حاجت تصریح  
 آنها نیست و دیگر بدانکه روح من حیث ذات و تجرد خویش بودن خود از عالم ارواح مجزوه مغایرت بدست  
 و متعلق است باو مثل تعلق تدبیر و تصرف قائم بذات خود است و محتاج بسوی او نیست در بقا و قوام خود و  
 من حیث اینکه بدن صورت او و ظاهر او و مظهر کمالات او و قوای او در عالم شهادت است محتاج بسوی او  
 غیر منفک از دست بگرساری است در و نه سران حلول و اتحاد که نزد اهل نظر مشهور اند بلکه هر چه سیران و مطلق  
 حق و در جمیع موجودات پس در آنها مغایرت من کل الوجوه نیست باین اعتبار و هر که دانست کیفیت ظهور حق را  
 در اشیا و اینکه اشیا از کدام وجه عین اویند و از کدام وجه غیر او میداند کیفیت ظهور او در بدن و اینکه از کدام وجه  
 غیر از او روح رب بدن او است پس هر که متحقق شد او را حال رب بامر بوب ثابت شد او را آنچه ذکر کردیم  
 و حق تعالی را منبناست انتهای بر حجت و صاحب سیر السلوک الی ملک الملوک می نگارد که این جوهر بزرگوار  
 نفس طافه را اسامی دیگر از قلب لطیفه انسانی و حقیقت انسان و آن درک عالم و مخاطب با و امر شرعی  
 و مطالبه کرده شده با و امر شرعی است و ماین نفس ناطقه را ظاهر است و مرکی و آن نفس شهوانیه مذکور است  
 و او را باطنی است و آن روح است و باطن او را نیز باطنی و آن سرست و سر را هم باطنی است آن خفی است

و خفی را باطنی است و آن اخفی است و باطن فی حقیقت است و ماده او و امر باطن باطن را باطن از شانی که  
می نویسم ظاهر می گردد و آن نیست که مثلا سر چیز است که باطن او پاره های همیزم اند و پاره های همیزم باطن  
درخت است و باطن درخت چار عنصر باطن چار عنصر هوایی است پس فهم کن این تحقیق را که نخواهی دید و بهیچ  
این تحقیق بدین کیفیت در کتابی زیر که می شنوی مروان را که می گویند که فلان شی باطن فلان شی است لیکن نه بدین  
که حقیقت باطن چیست پس چون این اداسی و نستی که این امر ربانی است وقت بودن او در غایت لطافت  
و خفا و اخفی نامند و وقت فرو آمدن او بیک جهه و کثافت او در اخفی نام نهاده اند و اگر کثافت از اول  
اقوی باشد و از سر گرفته شود که لک او را سر خوانند ثم که لک او را روح گویند ثم که لک او را قلب گویند و نفس  
ناطقه و لطیفه انسانی و انسان گویند پس درین درجه باین اساسی اربعه نام یافت پس اگر درجه دیگر را تنزل  
کرد انسان حیوانی و نفس را که گفته شود انتهی بر حجت و نیز و نستی است که از ظاهر کلام حضرت بی درجه و مرتبه  
و اتباع شان بهوید است که لطافت سه حقایق جدا جدا اند بذات خود یعنی هر لطیفه از لطافت بعضوی  
از اعضای بدن تعلق و ارتباط دارد و نزد بعض جهات و اعتبارات نفس ناطقه اند بیک اعتبار یعنی از حیثیت  
توکل و استعلاک و در شهوات ردیه مقتضیات طبیعت بشهره نفس گویند و باعتبار انقلاب گاه است بسوی  
خالق و گوی بسوی خلق قلب نامند و اعتبار دیگر روح خوانند و بعضی بر سه لطافت سه دایره می نویسند  
وی گویند که این قلب است بعد آن دایره دیگر در میان این دایره می نویسند وی گویند که این روح است  
و دایره ششم در میان همه دایره می نویسند وی گویند که این اناس است این لطافت بعضی آن در بعضی عالم  
وصل در مصداق العباد است که بدانکه نفس را دو صفت ذاتی است که مادر ذات است و باقی صفات است  
او را صفات فعلی اند ازین وصل پیدای شوند اما آن دو صفت که ذاتی است هوا و غضب است و این هر دو  
خاصیت عناصر اربعه است که با نفس بود و هوا را میل و قصد باشد بسوی سفلی چنانکه فرو رود از آسمان  
یعنی سوگن ببتاره که چون فرو می شود و گفته اند که حواجه عالم صلی الله علیه و سلم چون از شب معراج باز گشتند  
و به عالم سفلی می آمدند از عالم علوی میل بسفلی داشتند و آن خاصیت آب خاک است و غضب تر رفع و کمر  
و قلب است و آن صفت باد را تشبیه است پس این هر دو صفت از مادر آورده است این خمیر را

دو رخ اند و دیگر رکات و روزه ازین دو صفت متولد می شوند و این دو صفت هوا و غضب بضرورت در نفس  
 می باشد تا البصفت هوا جذب منافع کند و بصفت غضب دفع مضرات نماید تا در عالم کون و فساد وجود  
 باقی ماند و پرورش یابد اما این دو صفت را بحد اعتدال می باید داشت که نقصان این دو صفت سبب نقصان  
 نفس و بدن است و زیاده این دو صفت سبب نقصان عقل و ایمان است تربیت و تزکیه بحد اعتدال رسانیدن  
 این دو صفت هوا و غضب است و میزان این معانی در هر حال بر قانون شریعت است اتم نفس و هم بدن  
 سلامت مانند و هم عقل و ایمان در ترقی باشند و هم در موضع خویش هر یک البزمان شرع استعمال فرماید  
 و در آن رعایت حق تقوی کند و در طلب رخصت نکوشد چه شرع را تقوی میزان است که جملة صفات را  
 بحد اعتدال نگاهدارد تا بعضی غالب و بعضی مغلوب نشوند که این صفت بهایم و سباع است زیرا که  
 بر بهایم صفت هوا غالب است و صفت غضب مغلوب و بر سباع صفت غضب غالب است و صفت  
 هوا مغلوب و لاجرم بهایم بحرص مشر در افتادند و سباع باستیلا و قهر و غلبه قتل و صید در آمدند پس آن هر دو  
 صفت را بحد اعتدال باید رسانید تا در مقام بهیمنی و سبغی نماند و دیگر صفات فیما بین از آن تولد نکند که اگر هوا  
 از حد اعتدال تجاوز کند شره و حرص و امل و شهوت و خست و ذنابت و بخل و خیانت پدید آید اعتدال  
 هوا آن است که جذب منافع که خاصیت او است یکند بقدر حاجت ضروری در وقت احتیاج که اگر زیاده  
 از حاجت میل کند شره پدید آید و اگر پیش از وقت احتیاج میل کند حرص تولد کند و اگر میل پیش نهاد  
 عمر کن امل ظاهر شود و اگر میل بچیزی که یک لون کند ذنابت و خست پدید آید و اگر میل بچیزی رفیع کند  
 شهوت و باوه شود و اگر میل بجایگاه داشت مال کند بخیل گردد و اگر از انفاق ترسد و تقشیر افتد و امارادی خیزد  
 و اگر زیاده از حاجت صرف کند تنبیر باشد و این جملة از قبیل اسراف است و مسرف بواسطه این صفات  
 از نظر عنایت حق محروم است که آنرا محب المسرفین و اگر صفت هوا در اصل مغلوب افتد خشونت و زوایگی  
 تولد کند اما صفت غضب چون از حد اعتدال تجاوز کند بدغوی و کبر و عداوت و حسد و تنزی و خود را نی  
 و استیلا و بی ثباتی و کذب و عجب و تفاخر و ترفع و صلابت تولد کند و اگر غضب غالب شود و نتواند این  
 حقد در باطن پدید آید و اگر صفت غضب و هوا هر دو غالب گردند کینه و حسد تولد کند زیرا که اینها بطن غضب

لوتای  
از عقل  
من  
سکه  
تیر  
بر  
از  
سکه  
تیر  
از  
دست  
فی  
سید  
تیر  
کن

نخواهد که آنکس را باشد و نه آنست هر چه با کس بنیاد را خوشش آید و بدان میل کند حسد آنست که آنچه دیگری دارد خواهی که ترا باشد و نخواهی که او را باشد و این جمله از قبیل ظلم است و ظالم هم بواسطه این صفات از نظر عنایت حق محرومست که آن الله تعالی صاحب الظالمین و اگر صفت غضب در اصل ناقص مغلوب است بدیغنی و دیوثی و کسل و عجز و ذلت پدید آید و هر یک از این صفات فیمه نشا و کنه است از درکات و وزخ و چون این صفات بر نفس مستولی بود و غالب گردد طبع نفس اماره شود و فسق و فجور و غلبه و قهر و تهمید ایداد انواع فسادات و دیگر چون ملاکه بنظر ملکوتی در ملکوت قالب آید و نگریستند این مشاهده کردند گفتند اجعل فیها من فیها فیها و فیها کمال را ندانستند که چون کسی شریعت بدین صفات و سیمیه سیاهی و شیطانی طرح کند همه صفات ملکی و روحانی و رحمانی گردد حق تعالی در جواب ملاکه فرمود که ای عالم الانقلوب کیمیاگری شرع نداشت که این صفات بکلی محو کند که آن هم نقصان باشد فلا سفره را اینجا غلط افتاد پنداشتند که صفات هوا و غضب مشهور و دیگر صفات و سیمیه کلی محوی باید کرد اما خواص ایشان برنج برزند و آن کلی محو نشد لیکن نقصان پذیرفت و از آن نقصان چون از اعتدال بگذشت صفات و سیمیه دیگر پدید آید چنانکه از نقصان هوا و اثرش مشهور و ذرات همت فرواگی پدید آید از نقصان غضب بی غیرتی و دیوثی پدید آید خاصیت شریعت و کیمیاگری دین آنست که هر یک صفت را بجهت اعتدال رساند و در مقام خویش بفرمان صرف کند و چنان سازد که این صفات او را چون اسپ است ام باشد هر کجا که خواهد برانند چنانکه این صفات بفساد و غالب شود که هر یک که اسیر نفس باشد او را اسیر کند چون اسپ تو سن که سر بکشد بی اختیار خود را و سوار را در چاه اندازد و یا بر دیوار زند و در و ملاک شود پس هر وقت که تصرف کسی شرع و تقوی صفت هوا و غضب و نفس با اعتدال رسد که او را بخود و درین صفات تصرف نماید الا بشرع در هر نفس صفات حمیده پدید آید چون حیا و وجود و سخاوت و شجاعت و تواضع و علم و موت و قناعت و شکر و صبر و ثبات و دیگر اخلاق حمیده و نفس از مقام امارگی ببطانگی رسد و ملکه روح شریعت گردد و در قطع منادیل غلی و علوی براق صفت روح را بمجاری علی علین و بایح قلوب تو سین رساند و مستحق خطاب ارحمی الی ربک اضیئه مرضیه شود روح را و مرا بعت با عالم خویش براق نفس می بایست زیرا که او پیاده نتواند رفت آن وقت که به تن می پیوست بر براق فسخه سوار گردد



که نفیست فیمن روحی و این ساعت که میروید بدان عالم بر براق نفس حاجت دارد تا اینجا که حدیدان  
نفس است و براق نفس را بدو شهر میخوانند غضب حاجت است اگر تعلق بجلود دارد و اگر بسفل مشایخ از اینجا  
گفته اند که اگر مردان نبوی هیچ کس این اراده نبوی زیر که فرو و نفس را هدایت چون یک گرس آید و غضب عین  
اگر گرس دیگر هر وقت که فرو و نفس بدین و اگر گرس سوار شود و طهره که گرسان بر سید عالم است که گرسان روی سوزی  
عالمی نهند و فرو و نفس سقایی را بقامات علوی رسانند و آن چنان باشد که چون نفس مطمئنه شود بر هر دو صفت  
هوا و غضب غالب آید و ذوق خطاب از حی باز یابد و روی هوا و غضب از اسفل بگرداند و سوزی اعلی آرد تا  
مطلوب ایشان قریب حضرت عزت شود و انتقامات عالم بسوی او می چون هوا روی بجلو آید و همه عشق و محبت  
کرد و غضب چون قصد علو کند همه غیرت و همت گردد و نفس بعشق و محبت روی بکبرت عزت نهد بغیرت  
و محبت در هیچ مقام نماند و در هیچ انتقامات ننماید جز بکبرت عزت و روح را این و آن تمام تر و پیست است  
در وصول بکبرت عزت و او پیش ازین در عالم ارواح این و آن نداشت تا چون ملائکه بمقام خویش راضی  
شده و از شمع جلال احدیت بنوری وضوئی راضی و قانع گشته و ما ملائکه مقام معلوم و از هر آن شد  
که قدم از آن مقام فراموش نه چون جبرئیل که می گفت اگر یک انگشت قریب شوم بسوزم و لیکن چون  
روح با غنا صفت گرفت از آن روح ایشان و فرو و نفس دل پیدا شد و نفس را بادل پیوند دادند  
و از نفس دل و فرو و نفس هوا و غضب پیدا شد و هوا و غضب ظلمت تاریکی نفس را بسفل بود آن و  
ظلمت و جود را در اینها لای می انداختند که روح اسیر ایشان بود و جمله باک می شدند چون توفیق رفیق گشت

صلوات حضرت شاه ولی عصری علیه السلام و القاس العارفین در طوفانات حضرت عم بر گوا خویش می فرماید که می فرمودند که تمهید بخلق خیر و  
از صفات میگردانند که در هیچ کمال نیست یعنی بجهت کمال لاییت خاصه خدا تعالی از ملائکه نفس می فرماید و ما ملائکه مقام معلوم آرس  
این هم مورد عنایت است و حد زجاری که از جنس کلمات الله شده است زیرا که اینها صادر می شوند بسبب از اطاعت و بر آمدن از فاعل  
صفات لیکن داخل در طریقه ولایت بحقیقت نشده است هنوز بنوعی مشغول است پس چگونه شمرده شود صاحب صفات میسر از مملو  
این طریق و کاتب طرقت گویند که ما ملائکه مقام معلوم یعنی مقامات ملائکه معلوم در مقام صاحب ولایت خاصه که مشرف تجلی  
ذات مشرف شده و در آنجا که در و جلوسش توان گفت انتی و ایضا فی می فرمودند خلاص از حجاب مکانیه و انانیت متوجه  
اول مرتبه فغان است و باین حالت اشارت کرده اند گفت العرفی هذا الحدیث چو مسکن گردا مسکن بر نشاند +

و بکنه بنده از جمعی الی ربک نفس تو سن صفت العالم علوی و حضرت عودت اعلی خوانند روح که سواری حاصل بود  
 بمقام مقام خویش رسید خواست که جبرئیل از عیان باو کشد نفس تو سن چون پروانه بود که از سر ظلمتی بهوئی است  
 در گردن شمع صال کرد هوا غضب و در بر شمع جلال احیت و و بترک جو مجازی گفت دست گردن صال شمع کرد  
 و وجود مجازی پروانگی او را بوجود حق شمع خویش منبل کرد و نفس تو سن تمام و تکوینی ظهوری بهوئی خویش بکمال رساند نفس را  
 بتوان شناخت که گوشت او را به چه آفریدند و در هر مقام بچه کار زده اند چون استکباری او را کالی ظاهر شد از دیوانگی پروانگی بنور  
 بخشی شمع رسید که گشت سمع و بصیر و لسانانی بصیری خلق حقیقت من عودت نفس تو عودت رب اینچا محقق گرد و پس بدانکه  
 هر کس که نفس او پروانگی شناخت حضرت عودت اشمنی باز داند **فلولا کم ما عرفنا الهوا**  
**ولولا الهوا ما عرفناکم** یعنی پس اگر نبی بودی شما نشناختی محبت را و اگر نبی بودی محبت نشناختی  
 شمارا انتهی وصل در تحقیق قلب بدانکه قلب و لغت بمعنی خالص هر چیز است این فارس گفته که خالص  
 هر چیز و اشرف هر شی قلب است و پیش اهل حقیقت نفس و قلب با روح هر سه یک معنی اند و آن اراده  
 متعلقه گوشت پاره مشهوره است و همین معنی مراد اند بقول آنحضرت صلی الله علیه و سلم که خبردار تحقیق مبدن  
 گوشت پاره ایست هر گاه آن درست و صالح می شود تمام بدن صالح می شود و اگر آن فاسد خواهد شد همه فاسد  
 خواهد شد خبر و آن قلب است انتهی حضرت شیخ عبدالکلام حلی در انسان کامل می فرماید که قلب نورانی  
 است و بر علی فرو داده شده در عین اکوان تا نظریه ی حق تعالی بدو رسد و انسان و تعبیر کرده شد از دو کتاب  
 بروح آبی که میدیده شد در آدم آنجا که فرمود و نفخت فی من روحی و این نور را بطایفه معانی قلب می گویند  
 از آنجمله آنکه قلب بدنه و خلاصه شی را گویند و قلب لبها بخلوقات و زبدیه موجودات است و از آنجمله آنکه آن نور  
 سرچ قلب است و این بهر آنست که آن نقطه ایست که محیط اسما و صفات بران دایره است پس هر گاه که  
 قلب مقابل اسمی صفتی بود بشرط مواجبه پس منطبع می گردد حکم آن اسم و صفت و قول من بشرط مواجبه  
 بهر تقدیر است زیرا که قلب در ذات خود همیشه مقابل است جمیع اسما و صفات تعالی و از آنجمله آن  
 قلب اجیزی دیگر مقابل می شود و آن اینکه قلب متوجه می گردد بهر قول اثر آن چیز در نفس خود پس در آن  
 منطبع می شود و می باشد بر او حکم آن اسم اگر چه جمله اسما بر او حکم می کنند ولی آنها در آن وقت مستقر نگردد می باشد

زیر سلطان الاسماء که پس می باشد وقت آن اسم پس تصرف می کند آن اسم و قلب آنچه مقتضای  
 اوست پست بر آنکه روی قلب همیشه بسوی نوری باشد و فرود که آن را هم گویند و اصل نظر قلب است جهت  
 توجه او پس هرگاه که اسمی یا صفتی از جهت محاذات مقابل می شود قلب او قلب آن می بیند و بکم آن  
 منطبق می شود و بعد از آن زائل می گردد و بعد آن اسمی دیگری آید خواه از جنس اسم اول بود یا غیر او پس جاری  
 می شود با او آنچه جاری شده بود او را با اسم اول و همچنین پیوسته می ماند لیکن آنچه از قضاای قلب  
 است پس آن درو منطبق نمی شود باز بدانکه قلب افقانیست بلکه همه اوزار است لیکن موضع هم  
 او را وجه گویند و موضع فراغ از هم را افق نامند و درین دائره کیفیت است و بدانکه هم را از قلب حتی  
 مخصوص است که گاهی فوق بود و گاهی تحت اسم عالم  
(نام) و گاهی راست بود و گاهی چپ بر مقدار  
 صاحب آن قلب زیرا که در مردمان (قلب) بعضی چنان اند که هم اوشان پیوسته  
 بسوی فوق می باشد و بعضی عارضین بعضی (القلب) آمانند که هم اوشان بسوی تحت بود  
 همچو بعضی اهل دنیا و بعضی را هم همیشه (القلب) بسوی بین بودند و بعضی را هم  
 همیشه سوی شمال باشد و آن موضع نفس است زیرا که محل او در پهلوی چپ است و هم اکثر بایستین  
 نفس شان باشد و لیکن متفقون پس اوشان را هم نیست و در قلوب شان معضی نیست که قفا گفته می شود  
 بلکه اوشان بالکلیه مقابل کلیه اسماء و صفات باشند پس وقت شان مختص اسمی نه اسمی غیر او نبود زیرا که اوشان  
 صاحبان ذات اند پس اوشان باحق بالذات اند نه بالاسماء و صفات او را هیچ قوالی است که نور او در آن  
 بفرغ رسد پس بهرین تفریق آن را قلب گویند چنانکه در مجاوره آمده است که قلبت لفضته فی القالب قلبا  
 یعنی گردانیده شدیم و قالب گردانیدنی و این از وضع مصدر است بجای اسم مفعول از آنجا که او قالب  
 محذرات است بمعنی عکس آن یعنی تو قدیم آئی است و از آنجا که آن قلب آن چیزی است که متقلب می شود  
 بسوی محل اصل آئی که از آنجا ظاهر شده چنانکه فرمود حق تعالی ان فی ذلک لدرکری لمن کان له قلب یعنی  
 انقلاب است بسوی حق پس آن صرف وجه است از عدوه دنیا و آن ظواهر اند بسوی عدوه قصوی  
 و آن متفائق بود باطن امور اند و از آنجا که قلب خلف است پس متقلب شد حق را یعنی مشهود و خلق بود

اکنون حق گردید و گرنه پس خلق حق نمی گردد زیرا که حق حق است و خلق خلق و حقائق مبدل نمی شوند لیکن هر که را  
 صلی بود و بسوی آن باز خواهد گشت چنانکه فرمود حق تعالی والیه یقلبون از آنکه قلب امور را هر گونه که میخواهد  
 باری گرداند زیرا که قلب هر گاه بر قیض خود که الله تعالی بر او آن را پیدا کرده است خواهد بود و او را نمیتواند  
 گردید موافق آنچه که قلب دوست خواهد داشت و او تصرف خواهد کرد و وجود باز هر گونه که خواهد خواست فعلی  
 که حق تعالی او را بر آن آفریده است آن اسما و صفات اند و آن قول وی تعالی است لقد خلقنا الانسان  
فی احسن تقویم لیکن قلب هر گاه بر طبیعت فرود آمد بسوی حکم عادت و تقید به شهودات این غالب حکم بشر  
 است زیرا که او بمنزله پاره سفید است که اول آنچه بر وی می افتد منطبق می شود و اول آنچه احوال ظاهر ازل دنیا  
 را طفل او را که می کشد پس منطبق می شود و در وقت و تفرق آنها و خطا آنها بسوی عوائد و طبایع پیش می رود  
 آن طفل مانند او شان و این معنی قول او تعالی است ثم ردناه طفل ساقطین پس اگر آن طفل از ازل سعادت  
 الهی است و بعد از این ادراک کند از حق تعالی امور را که مقتضای کمالات زلفی و مراتب علیای آن طفل باشد  
 آن طفل پاک و صاف می گردد و از آلودگیهای کتاب بشریات خویش پس آن طفل بمنزله انگس است  
 که می شود پاره خود را از آنچه در وقتش گشته است و بر مقدار که طبایع او قلب او ترکیبی می باشد پس اگر  
 او از آن کسان است که بشریات و امور عادیات در تمامتر جایافته اند پس او از اول پاک و صاف است  
 و او بمنزله انگس خواهد بود که در پاره او رنگ نقش چایه گرفته است پس ستن او از آب پاره پاره بحالت صلی  
 خود باز آید و شخصی دیگر که طبایع و عادت در تمام و کمال جا گرفته اند بمنزله انگس است که در پاره وی  
 نقش غالب آمده پس آن پاره صاف نخواهد شد بلا طبع و آتش و جیس و آن سلوک شدید و قوت مجاهدات  
 و مخالفات است پس این کس بمقدار قوت سلوک در طریق و دوام مخالفت و برای نفس خود و ترکیب و صفات  
 و ضعف او مقدار ضعف غرائم او خواهد بود و همین کسانند که حق تعالی او شان را استثنا کرده و منبرود  
 که الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات مگر آن کسانی که ایمان آوردند و عمل نیک کردند یعنی بدینچه امانت دادیم  
 او شان را از اسرار البیّه آن که تنبیه کردیم او شان را بر آن اسرار و کتب خویش که بر رسولان خویش نازل  
 کردیم و آن حقیقت ایمان او شان است با و بعد سل و آن وقوع او شان است بر نکته توحید پس ایمان آوردند

و کردن چیزی را که صلاحیت دارد و به حضور مع اعداد اعمال قلبیه با حسن عقا و دوام مراقبه و امثال آن از  
 اعمال قابلیه مثل فراغ نفس سلوک عدم مخالفت پس این معنی قول او تعالی است علموا الصلوات فطمحوا بغير  
 و عمل نیک کردن پس او شان را فرزندیت بمنت یعنی یافتن او شان چیزی را که برای او شان است  
 پس این موهوب نیست تا که او شان یافتن این ممنون گردند بلکه ظفر یافتن او شان بآن چیز که هست حق  
 او شان خواهان آنان حقائق که پدید آید او شان را بران حقائق از اصل فطرت پس کل آنچه یافتند  
 او شان آن چیز را چیز این نیست که آن یافت به حقایق است که گردانیدیم او را برای او شان اگر چه همه  
 از خزان وجود است زیرا که تجلیات ذاتیه را موهوبت نمی نامند بلکه آن امور استحقاقیه الهیه اند و بسوی این  
 معنی اشارت فرمود شیخنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه در شان خویش ما زلت ارفع في ميادين الرضا  
 شتی بلغت مكانا لا توهب از بخت این که قلب بر حقائق وجود بخواهد آینه است هر روی پس او عکس  
 اوست یعنی هر گاه که عالم سیرع تغییر است و در نفس عکس او منطبع شد و قلب پس تخمین قلب سیرع تغییر  
 نمود و آن انطباع را عکس و قلب بر آن نامیدند که همچنانکه آینه را هر گاه مقابل چیزی کنی پس عکس آن چیز  
 در منطبع خواهد شد نه عین آن چیز مثلا اگر کتابت از است بسوی چپ بود و آینه از چپ بسوی راست  
 منطبع خواهد شد تا اینکه اگر آینه بسوی راست مقابل کنی پس جانب است صورت بجانب چپ آینه مقابل  
 خواهد شد و این مختلف نباشد همیشه پس بر این قلب را قلب نامیدند و نزد من عالم آینه قلب است  
 پس اصل صورت قلب است و فرع و آینه عالم باشد پس برین صورت نیز آن را قلب نامیدن صحیح بود  
 زیرا که هر یک از صورت و آینه قلب ثنائی یعنی عکس دیگر اند و دلیل درین که قلب اصل است و عالم فرع او  
 قول او تعالی است که نه وسعت کردم ازین من و نه آسمان من و وسعت کردم از قلب بنده مومن من اگر عالم  
 اصل بودی پس همون برای وسعت از قلب اولی بودی پس نیست که قلب اصل است و عالم فرع او باز  
 بداند که این وسعت بر قسم است و همه در قلب او اند.

قسم اول آن وسعت علم است و این معرفت با خداست پس چیزی در وجود نیست که آثار حق او را نکند  
 و بشناسد چیزی را که مستحق است چنانکه باید سوای قلب زیرا که هر چیز سوای قلب می شناسد پروردگار

خود را از وجه دوم و سوله قلب چیزی نیست که بشناسد حق را از جمله وجه پس این گنجایش است  
 قسم دوم و آن گنجایش مشابهه است و آن کشفی است که مطلع است قلب با و بر خوسه های جمال حق و کما  
 پس بچشد لذت اسما و صفات حق را بعد اینکه مشاهده می کند آن را پس از مخلوقات چیزی نباشد که  
 بچشد چیزی را که بر حق است سوای قلب زیرا که او هرگاه عقل می کند مثلاً علم الله را با موجودات و سیر کند  
 در آسمان باین صفت بچشد لذت آن و بداند مکانیت این صفت را از حق باز در قدرت تعجبین باز در جمیع  
 اوصاف آسمی و آسمانی او زیرا که او وسعت می دارد و برای این می چشد آن را چنانکه می چشد معرفت غیر  
 او را بسبب سیر کردن او در آسمانهای آنها و این گنجایش دومی برای عارفین است.

قسم سوم و آن گنجایش خلافت است و آن تحقق است با اسما و صفات حق تا اینکه قلب می بیند ذات  
 حق را ذات خود پس میگرد و هویت حق عین هویت عبد و انیعت حق عین انیعت عبد و اسم رب اسم  
 عبد و صفت رب صفت عبد و ذات رب ذات عبد پس تصرف می کند عبد در وجود مثل تصرف خلیفه در  
 ملک خلیفه کننده و این گنجایش محققین است و اینجا گفته اند در کیفیت این تحقق و ما برین قدر از تنبیه  
 اکتفا می نمایم تا که نرساند این بسوی افشای سر بر بوبیت و همین وسع را گاهی وسع الاستیفا نامند و بگویند  
 او را که حق تعالی بطور احاطه و استیفا کسی را ممکن نیست نه قدیم را و نه حدیث را اما قدیم از برای اینکه ذات او  
 زیر صفت از صفات حق که آن علم است داخل نیست پس احاطه کند آن قدیم بآن صفت و نه لازم آید از  
 بودن کل در جز و تعالی الله عن کل و احوال پس نه استیفا خواهد کرد ذات را علم من کل الوجوه بلکه گفته می شود که او  
 تعالی چاهل نیست نفس خود را لیکن می شناسد او را حق شناختن و گفته نمی شود که ذات او نه داخل را احاطه  
 صفت علمیه است و نه زیر صفت قدرت تعالی الله و همچنین مخلوق زیرا که او بطریق اولی است لیکن این  
 وسع کمال که او را وسع استیفا می گفتم جز این نیست که آن وسع استیفا می کمال آن چیز است که بر آن مخلوق  
 است از حق نه کمال آن چیز که او حق است بر او زیرا که این را نهایتی نیست پس این معنی قول دوست سعنی  
 قلب عبدی المؤمن انتهى و الله اعلم براد کلام الاولیا و صل حضرت امام غزالی در جمله ثالث احیاء العلوم  
 می فرماید که لفظ قلب بر دو معنی آید یکی آنکه آن گوشت پاره ایست صنوبری که جانب الیسر مدینه بوده است

و اندر و نش خلوت که در آن خون سیاه می ماند آن خون که متنج و معدن روح است لیکن ما را مقصد بیان  
 کردن کل کیفیت آنست که غرض اظهار او اطباء را متعلق می شود و غرض دینی از متعلق نیست این گونه  
 قلب به ما مملک در مرده هم هست پس از ذکر قلب آنچه درین کتاب خواهد آمد این معنی مراد نخواهند بود زیرا که اعتبار  
 این معنی آن گوشت پاره بقدرست از عالم محسوسات ظاهرست تا اینکه حیوانات این از چشم نظری آید چه  
 جانی که انسان معنی دوم آنکه قلب لطیفه است روحانی ربانی که او را از قلب جسمانی تعلقیست همین لطیفه  
 حقیقت انسانی گفته می شود و مدرک و عالم و مخاطب معاتب همین است باز پس ازین است هر علقه  
 که این لطیفه را از قلب جسمانی است و در ادراک آن اکثر عقول حیرانند چه که تعلق او از قلب جسمانی چنان  
 است که اعراض را یا اجسام با صفات را با موصوفات است یا تعلق صنائع از آن خود یا تعلق مکین از مکان  
 استی با بجه قلب السبب و اتم قلب او در اطوار احوال ترقی در ابع کمال قلب اند و چون احوال هوا  
 آتی اند و مواهب و امتناهی پس قلب ترقی در ابع کمال معارج جمال جلالت ازلی بی نهایت  
 لاجرم اوصاف احوال او در حد و عدد و نگرید و تقدیر و تعید آن سخن اند اگر بحقیقت نگریدین بدانند  
 که جز تعین حد و ادراک تبیین نصیب استعداد خود از آن نگردد و چندین هزار غواص بحار معارف در بحر معرفت  
 دل خواصی گردند و هیچ یک بقهر او نرسیدند و مستیفا کنند غرائب و عجائب او نگردد و نیز هر که از وی اثری  
 یافت از آن اثر خیری باز و ادای هر که از آن گوهری بخین چنگ او فتاد او بر طبق عرض نهاد علی بن سهل صدقی  
 رحمه الله علیه گفته است از وقت آدم علیه السلام تا قیامت مردمان دل می گویند و من دوست می دارم که  
 مردی را به تیمم که بیان کند مرا که دل چیست و دل کجاست پس تا حال نمی بینم اکنون بدانکه مراد از دل زبان  
 اشارت آن نقطه است که در اثر وجود او در حرکت آمد و بد و کمال یافت و سرانجام ابد در محم پیوسته  
 نظریه به بندهای بصیر رسید و حال جلالت و جلال و جلالی شد و عرش رحمان و منزل قرآن بر بن میان  
 غیبت و تهاوت و روح و نفس و مجمع البحرین ملک ملکوت ناظر و منظور بادشاه و محب محبوب که و حال  
 و محمول سرائت و لطف الهی این جمله اوصاف است از آن دو اوج روح و نفس نتیجه وجود او و غرض از ارتباط  
 ملک ملکوت مطمح نظر و شرح شهود او صورت او از عین عشق مصور و بصیرت او بنور مشاهده منوچون نفس

از روح جدا گشت عشق و نزاع از طرفین پدید آمد و از ادواج هر دو عشق صورت قلب متولد گشت و بر  
 مثال برزخی میان بجز روح و بجز نفس واسطه شد و بر تعلق هر دو با رستا و نا اگر روح ایشان با یک دیگر نیامی  
 و تقدیری رود مانع گردد و مینمایند بر رخ لایبغیان و دلیل آنکه صورت دل از عین عشق پدید آمد است که هر یک که جالی میند  
 با و در آمیزد و هر یک که حسنیاید و در آویزد و هرگز به منظور می و محبوبی و دلارامی نباشد و وجود او عشق قائم است  
 و وجود عشق بدو دل در وجود ایشان بر مثال عرش رحمان است عرش قلب اکبر است در عالم کبیر و قلب عرش صغیر  
 است در عالم صغیر حلقه قلب تحت احاطت قلب مندرج بود همچنانکه جزویات از روح در تحت روح عظم و جزویات  
 نفوس در تحت نفس کلی و دل را صورتی است و حقیقتی همچنانکه عرش او صورت او آن مضغه منصوبی است  
 که در جانب ایسر از بدن است و حقیقت او آن لطیفه ربانی است که ذکرش تقدیم یافت و میان آن حقیقت  
 و صورت او نفس ناطقه و روح حیوانی متوسط اند زیرا که حقیقت دل محض لطافت است و صورتش عین کثافت  
 و میان کثیف مطلق هیچ وجه تناسب نیست پس نفس ناطقه و روح حیوانی که هر یک وی در عالم لطافت دارند  
 در وی در عالم کثافت میان صورت دل حقیقت او واسطه نشسته تا هر اثر که از حقیقت دل صادر شود اول  
 نفس رسد و به نسبت وجه لطیف آن را قبول کند و به نسبت وجه کثیف بصورت دل سپارد و از وی قطار بر دانا  
 منتشر گردد و همچنانکه اول فیض رحمت از حضرت اکسیت بر حقیقت عرش فائض شود و از وی بکار عرش رسد و  
 بواسطه ایشان بصورت عرش پیوندد و از اینجا با قطار عالم شهادت رسد و نسبت صورت عرش با حقیقت  
 او نسبت آن است که هر فیضی که از آن حقیقت بعالم شهادت آید نخست بر صورت او رسد و از نگاه از وی  
 بدگر اجسام ملرب گردد و همچنین نسبت صورت قلب با حقیقتش و حلقه قلب فیض از عرش یا به حقیقت آن از  
 حقیقت عرش و صورت آن از صورت عرش و فتنه که میان دل عرش بواسطه اقبال حق سبحانه تعالی تقابل و موازنه  
 پدید آید و هیچ چیز از مخرجات عظیم تر از عرش نیست و کلام الهی از عظمت او این عبارت کرد که و موعوب العرش  
 العظیم و رسول صلی الله علیه و سلم گفته است که دل چهار است -

اول دلی پاک و روشن که در چرخ افروخته بود و آن دل مومن است -

دوم دل سیاه و سزگون و آن دل کافر است -



سوم دل معلق متردد میان کفر و ایمان و آن دل منافق است -

چهارم دل مصفح ذوق و جهین که وجهی از محل ایمان بود و دیگر محل نفاق بود و ایمان درواز عالم قدس و طهارت  
بر مثال سبزه که در آبی پاک یابد و در نفاق درواز عالم خبث و آلائش بر مثال قره که در آبی قبیح و صید یابد  
پس هر چه غالب شود بر و ازین حکم آن گیرد و لفظ حدیث اینست که القلوب اربعه قلب اجرونیه سراج نیر  
فذلک قلب المؤمن و قلب اسود منکوس فذلک قلب الکافر و قلب مغلوب مربوط علی خلافه فذلک قلب المنافق  
و قلب مصفح فی ایمان نفاق مثل الایمان فی مثل البقله یهدیها الماء لطیف مثل النفاق فی مثل القره تهدیها القبیح  
و الصدیقه فامی المادین غلبت علیکم له بها و بناهی اختلاف این چهار قسم بر آنست که دل نتیجه روح و نفس است  
و میان نفس و روح تجاذب و تقارر واقع است روح خواهد که نفس را بعالم خود کشد و نفس خواهد که روح را  
بعالم خود کشد و همیشه درین تنازع و تجاذب باشند گاه روح غالب می شود و نفس را از مرکز سفلی بمقام علوی  
می کشد و گاه نفس غالب می شود و روح را از اوج کمال بخصیض نقصان می کشد و دل پیوسته تابع آن طرف بود  
که غالب گردد تا آنگاه که ولایت بکلی بر یکی مقرر شود و دل بر متابعت تقرر گیرد و سعادت و شقاوت مرئوس است  
برین دو و آنچه اب اگر سعادت ابدی و عنایت ازلی در رسد و روح را در توفیق ارزانی دارد تا قوت گیرد و  
نفس را بالشکرش مغلوب گرداند و از نشیئت نزاع ایشان برید و از مهبط خلقت بمصعد قدم ترقی  
کند و بکلی از نفس و قلب اعراض کرده بر مشاهد <sup>معنی جنگ و خون</sup> حضرت جلال اقبال نماید و دل نیز بر متابعت او از مقام سلوی  
که تعقل لازم است بمقام روحی مترقی شود و در مقرر روح قرار گیرد و بر مثل فرزند می که در متابعت مشایعت  
پدر برود و آنگاه نفس نیز در پی دل از محل مقر خود که عالم طبیعت است بیرون آید و در پی دل که فرزند اوست برود  
و بمقام دل برسد و چنین دل دل مومن است که در وی ذره شرک کفر نبود و اگر نفوذ باشد حال بر عکس آن بود  
و آثار زشت بومی در رسد و روح را بجهت ذل و نفس را منصوب گرداند تا قوت گیرد و قلب روح را بعالم خود  
روح از مقام خود بمحل قلب نزول کند و قلب از مقام خود بمحل نفس آید و نفس در زمین طبیعت متصل گردد  
و اینچنین دل کافر بود که سرنگون باشد و سواد کفر همگین او فرو گرفته و اگر هنوز نصرت کلی از هیچ طرف واقع  
نشود و تجاذب و تنازع باقی باشد ولیکن جانب نفس قوت دارد و دل در میان متردد بود و میل او بیشتر

بنفس باشد آن دل مناقب بود و اگر جانب روح قوت بیش تر دارد یا هر دو بجانب متقابل باشد میل دل  
 بیشتر بر روح بود یا بر طرف برابر باشد و در همه ایمان موجود باشد هم کفر آن دل مصفح است که دوروی دارد  
 در یکی ایمان در یکی نفاق اما علم وصل باید داشت که چیزی که مخصوص قلب انسانی است بیاعت آن  
 انسان اشرفی است موجب لیاقت قلب است بتقرب الی الله آن و امر اندکی علم دوم اراده اما علم پس  
 آن علم امور دنیوی و اخروی و حقائق عقلی است که این امور در حد محسوسات داخل اند و نه حیوانات دیگر  
 را با انسان درین امور شرکت است بلکه علوم کلیه بدیهی از خواص عقل انسانی اند مثلاً انسان این حکم می کند  
 که بدون شخص در دو مکان در یک حالت غیر ممکن است پس این حکم بر کس است اگر چه او صرف بعضی اشخاص  
 دنیا دیده باشد درین صورت حکم کن بر جمیع اشخاص آن است که از ادراکش اندست و هرگاه این امر در علم ظاهر  
 بدیهی فهمیده نشد پس در تمام نظریات ظاهر تر خواهد بود و غرض از اراده آنست که هرگاه انسان از عقل انجام  
 کاری اندیشد و اندران نیکوئی و بهی معلوم می شود پس طبیعت او شوق آن نیکوئی تحصیل و از کم آن پیدا  
 می شود و این را اراده می گویند و این اراده آن نیست که اراده شهوت یا اراده حیوانات می شود بلکه این  
 ضد اراده شهوت است مثلاً شهوت از قصد و حجامت نفرت می کند مگر عقل اراده آن می کند و بر آن دل تخرج  
 می کند یا در حالت مرض میل شهوت به اطعمه لذیذه می باشد و مرد عاقل در نفس خویش اراده مانعی می بیند  
 و این مانع از جانب شهوت نیست و اگر حق تعالی عقل را که از او انجام کار نفهم می آید آفریدی و اراده را  
 را که بیاعت آن حرکت اعضا بموجب حکم عقل می شود تا فریدی پس حکم عقل بکار بودی و بیفایده محض  
 شدی غرض که در قلب انسانی آن علم و اراده است که در تمام حیوانات نیست بلکه اول اول و طفلان هم  
 نمی باشد چه اگر این اراده در آنها بعد بلوغ پیدا می شود و شهوت و غضب و حواس ظاهری و باطنی در آنها  
 هم موجودی شوند البته بهر حال شدن این علوم و طفل و درجه ندکی اندک در اول و علم امور بدیهی آید مثلاً  
 وجود چیزی را می که در ظاهر نمی تواند شد آنها را محال نیستن یا ممکنات ظاهری را جائز فهمیدن پس درین صورت  
 آنها را علوم نظریه حاصل نخواهند بود مگر قریب بوصول آنها خواهد بود و حالش در علوم نظریه همچنان خواهد بود که  
 کاتبی که از کتابت مرکبات عاری است اما مفردات حروف و دوات و قلم را می شناسد و همچنان کاتب اگر چه



و هر کس نفحات اقدس را می بیند بیشک همه تنهای پروردگار شمار بسیار نفحات اندر ایام زندگی شاپس  
 خبر و ارشاد و کسین آن مانند نظر بستن بر آن نفحات بدین گونه است که دل پاک دارد و خجسته که ورت که  
 از اخلاق نویسمی شود و از واجتناب نماید بطرف همین بود آن حضرت صلی الله علیه و سلم اشارت کرده است  
 درین حدیث که نزل السکلی لیل الی سماء الدنیا فیقول بل من دل عا تجیب یعنی حق تعالی هر شب آسمان  
 دنیا نزول اجلال فرموده ارشادی نماید که آیا سائلی هست که عایش قبول کنم این حدیث در بخاری و مسلم و ترمذی  
 ابوهریره و ابوسعید مروی است درین حدیث قدسی لقد طال شوق الابرار الی تقائی و انالی تقائهم الی  
 الله شوقا یعنی شوق ابرار به ملاقات من بسیار است و من یاده تر شتاق ملاقات شان ام را نشان این  
 حدیث معلوم نشد مگر ابو منصور دلبلی این ابرار وایت ابی الدرداء ذکر کرده است و درین حدیث قدسی که من  
 تقرب الی شیهه القرب الیه ذرا یعنی هر که بسوی من یک شت نزدیک میشود من بسوی او یک دست  
 نزدیک می گردم این بخاری و مسلم و ابی الدرداء آورده اند که انی تخرج الاحیاء من جلا حیث  
 متبرکه که معلوم شد که انوار علوی که از دلها پوشیده اند آنها را از جانب منم حقیقی بخالی مانعی نیست بلکه ثبت و  
 که در حق که در دلها می ماند همچون باعث حجاب انوار معرفت می شود و زیرا که حال قلوب همچو ظروف است  
 تا وقتیکه ظروف آب پرمی مانند و اوردان نمی تواند رفت و همچنین تا وقتیکه دل از غیر حق مشغول خواهد بود در آن  
 معرفت نخواهد رفت و بسوی این اشاره است درین حدیث شریف که لو لای ان الشیاطین یحسون علی  
 قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السما یعنی اگر شیاطین گرد و لهای بنی آدم نمی گردیدند پس آدمیان را  
 فرشتها و دیگر اسرار نظری آند این اسرار وایت ابوهریره بلفظ مختلف روایت کرده اند که انی تخرج الاحیاء  
 خلاصه اینکه این جایبان آن شد که خاصیت انسان علم و حکمت است از شرف علوم علم حق و صفات افعال  
 اوست جل شانده که در آن کمال انسانی است باعث این کمال سعادت و لیاقت حقیقی حضرت باب لغت  
 او را حاصل می شود با جمله جسم مرکب نفس است نفس محل علم و علم مقصود انسان خاصیت اوست که برای  
 آن انسان پیدا شده است هر گونه که اسب در بار برداری شریک خرس است و در خوبصورتی و رفتار با اسب  
 و لا دین از و خاص است پس گویا خاصیت اسب چنین است برای این پیدا شده پس اگر از این امر عاری می باشد

لاجرم بدرجه خواجه رسیدن چنین انسان در بسیار امور شریک است و خیرست که خاصیت که انسان اهمیت بسیار  
 آن از هر دو ممتاز است این خاصیت از اوصاف ملائکه مقربین است مرتبه میان مرتبه بهائم و ملائکه است زیرا که  
 انسان باعتبار غذا و نشو و نما سبزه است و بهجت حس و حرکت اختیاری حیوان است باعتبار صورت و قد و  
 قامت مثل نقش دیوار لکن خاصیت آن معرفت حقائق اشیا است پس هر که از تمام اعضا و قوی اینگونه  
 کار گرفت که در علم و عمل او را استعانت باشد پس همچو کس مشابه فرشتگان است و شما را که آمدن از انوار  
 لو اگر او را ملک بانی گفته آید بجا است چنانکه حق تعالی از زبان زبان بنیانگان حضرت یوسف علیه السلام  
 نقل فرموده ما هذا بشر ان هذا الاملاک کریم یعنی این آدمی نیست بلکه فرشته بزرگ است و هر که بهمت خود را  
 به لذات بشری مصروف کرد و چون چهار پاگان خوردن گرفت پس او در درجه بهائم داخل شده باشد مثل گاو  
 ناخوبه کار خواهد بود یا حریص همچو خوک یا غنده همچو سگ گریه یا کینه در مثل شیر است که مثل پلنگ یا مکار مثل  
 روباه خواهد بود و اگر جامع این جمله امور خواهد بود پس محبت شیطان بر حیم خواهد بود و در انسان عضوی یا حاسه  
 چنان نیست که از دور و وصول الی الله و حاصل نتواند شد پس هر که اعضا می خورد و درین کار مشغول خواهد کرد  
 او بطل خواهد رسید و هر که ازین عدول خواهد نمود در زیان خواهد ماند سعادت انسان در همین است که دیدار  
 الهی را مقصد خود سازد و آخرت را مستقر خویش داند و دنیا را منزل مجسم را مکتب اعضا را خام تصور کند  
 و قوت مدبر که را بادشاه قرار دهد که دار السلطنت آن بادشاه قلب است و قوت خیالی که در مقدم دماغ  
 است قاصد آن بادشاه زیرا که اخبار محسوسات نزدش جمع می شوند و قوت حافظه که سکون او متوجه دماغ  
 است خزانه ای است و زبان ترجمان اعضا می تحریر را و وحواس خمس جاسوس دوست مهر واحد ازین ظرفی  
 معین اندر اخبار رسانی چشم بر عالم رنگ متعین است گوش بر عالم صدا و بینی بر عالم بوی خوش و علی بنی  
 القیاس باز این همه اخبار علاقه خویش جمع می کنند و با قوت خیالی می رسانند و قوت خیالی قاصدی  
 است و این اخبار را بخبر انجی که قوت حافظه است می سپرد و خود انجی بحضرت بادشاه پیش می کند تا که بادشاه  
 را از این اخبار هر قدر که در دایره سلطنت تمام کردن سفری که در پی اوست ضرورت باشد آن قدیم گیر پس اگر  
 همچنین کرد پس سعید و کامیاب شکر گذار نعمت حق گشت اگر این همه را یکبار داشت یا کار گرفت مگر

اینده دارد  
 بعد از این که این  
 اشیا را بعد از این  
 که در دماغ است  
 که در دماغ است

در رعایت کردن بر دشمنان خود یعنی شهوت غضب و لذت فانی و آبادی رکب که مسمی بدنیاست لحاظ  
 داشت پس شقی و رسوا و کافر نعمتهای خدا خواهد بود و لشکر الهی را که تابع او بود و تلفت خواهد کرد و عرش دشمن  
 خدا و ذلت لشکر که خواهد نمود و انجا مثل این چنین خواهد بود که مستحق عقاب و عذاب خرابی معاد خواهد بود و نفوذ  
 باشد منها و این مثالی که بیان کرده ایم حضرت کعب احبار بسوی آن اشاره فرموده است چنانکه ارشاد فرمود  
 که من در خدمت حضرت صدیق رضی الله عنه شدم و عرض کردم که در انسان چشمها را میبازند و گوشش محفوظ و زبانش  
 ترجمان و دست و طوطی و پا قاصد و قلب بادشاه پس هرگاه بادشاه عمده خواهد بود و توابع او نیز  
 عمده و نیکو خواهند بود حضرت صدیق علیه السلام در جواب فرمودند که من از آن حضرت صلی الله علیه و سلم نیز چنین شنیده ام  
 و حضرت علی رضی الله عنه در تشبیه قلوب چنین ارشاد فرموده اند که طوطی حتی در زمین قلوب اندازد آنجا او را بران  
 زیاده محبوب است که نرم و صاف و سخت است باز تفسیر این الفاظ چنین فرمود که بابرادران نرم و در یقین  
 صاف و در دین سخت باشد و درین اشاره است بسوی آنکه هر یک از اهل الکفر از حاد بنیم و حضرت ابی بن  
 کعب در تفسیر این فقره شکوه فیها مصباح فرموده که این مثال نور من و دل اوست و تفسیر آنرا و کلمات  
 فی بحر کجی فرموده که این مثال قلب منافق است و زید بن سلم لوح مخفی نظر را که در قرآن مجید وارد است فرموده  
 که آن قلب مومن است و حضرت سهل تستری فرموده که مثال قلب صدر عرش و کرسی است این اشاره است  
 انتهی و اصل این است که آثار و احوال از طرق مختلفه به قلب آمد و رفت میدارند و قلب بین باب گویا توده است  
 که از هر چهار طرف بر او تیرهای افکنند پس هرگاه که از طرفی اثر چیزی بر او شده از طرفی دیگر خلعت آن اثر و شد پس  
 صفت اولی تبدیل می شود و مثلاً اگر او را شیطان بهوای نفسانی کشید فرشته او را از ان در می کشد و اگر شیطان  
 بهرامی بگفت و دیگر طرف دیگرش بر دیا فرشته رغبت چیزی بنمود و فرشته دیگر چیزی بکشد و اینها نیز پس گاهی کش  
 و فرشته می ماند و گاهی در کشاکش و شیطان و گاهی در کشاکش یک فرشته و یک شیطان مگر وقتی ازین فارغ  
 نمی ماند و این اشاره است درین آنکه هر یک از اهل ایمان و بصارت هم و از انجا که قلب خداوند که هر چیز  
 عجیب ساخته است و در ان عجایب بسیار آمده و از ان عجایب و اختلاف آنها آن حضرت صلی الله علیه و سلم  
 را بخوبی آتف فرموده بود پس آن حضرت اکثر بدین گونه سوگندی می خوردند که لا اوتقلب القلوب نیست سوگند

گروانده دلها این حدیث در بخاری بر روایت حضرت ابن عمر مروی است که ذاتی تخریج الاحیاء و اکثر اینچنین عاینه فرمود  
 یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی نیک معنی ای گروانده دلها دل برابر دین خود ثابت از این حدیث در نزدی تروا  
 انس رضی الله عنه مروی است مردمان عرض کردند یا رسول الله آیا حضور را خوف قلب اقدس خویش بوده است از نشاء  
 فرمودند و این معنی و قلب بر صبیحین من اصابع الرحمن قلبه کیف یشاء یعنی چه چیز را بخوف می تواند که حال آنکه  
 دل در میان و انگشت نه است از انگشتان او و او تعالی قلب ابرگونه نمی خواهد می گروانده دل در و این آیه است  
 ان شان ان تقیمه قامه ان شان ان یزینها و انعه یعنی اگر او را راست دشتن منظوری باشد او را راست می دارد  
 و اگر کج دشتن می خواهد کج میدارد و این هر دو روایت را حاکم بر روایت نواس بن سمان باندک اختلاف نقل  
 کرده است که ذاتی تخریج الاحیاء و آنحضرت صلی الله علیه و سلم مثال قلب ارشاد فرموده اند یکی آنکه فرمودند مثل قلب  
 مثل عصی و زقیب فی کل ساعه و استان قلب بچو مرغی است که هر دم متغیری مانند روایت کرد این احاکم و بهیوت  
 ابو عبیده بن جراح و فرموده مثل القلب فی قلبه کالقدر او استجمعت علیها یعنی استان دل در تبدیل مثل دیگر  
 است جوش داده شده روایت کرد تیار بن احمد و حاکم بر روایت مقداد بن اسود که ذاتی تخریج الاحیاء و مثال سوم  
 فرموده مثل القلب لکثیر لایسته بارض فلاء قلبها الیراح ظلمطن یعنی مثال دل چنان است که در صحرا بی باشد که بادها  
 او را از جانبی بجانبی متغیری گردانند روایت کرد این اطهرانی در کسیر و بهیوت و در شعب روایت ابی موسی اشعری این  
 تبدیل قلوب صفت عجیب از حق تعالی درین باب چنان است که بجز آن مردمان که احوال خویش نگارن می مانند  
 و بر آقبه می باشند دیگری را معلوم نمی شود و قلب باعتبار ثابت ماندن بر خیر و شر یا بدب ماندن اندرین بر سه قسم  
 است یکی آن قلب است که از تقوی پر بود و از ریاضت تزکیه آن شده باشد و از خجست حوادث پاک و صاف  
 گریه و اینچنین قلب خواطر خیر از خیر غیب مطابق ملکوت می آید عقل در تفکر این خواطر مصروف می باشد  
 آنکه بر ذات خیر و اسرار فواید مطلع گردد پس هرگاه از نور بصیرت بهر شان ظاهری گردد پس می گوید که کردن  
 این کا ضرورت و قلب از غیب از کتاب آن می دهد و نظر فرشته که برین قلب می افتد می بیند که جوهر این  
 صاف است و از نور و تمام روشن است از تقوی عمور و از شمع معرفت نور علی نور است قابل ماندن است  
 و صلا حیت فرو و آمدن مایضی ملائکه دارد پس آنگاه از ان لشکر با او بر آمدی و هر که بنظر نمی آید و بسوی دیگر خیر است





لیکن هرگاه صورتی خوب نظری آید پس از صبر نمی تواند کرد عقل بصفت می گردد و دل اضطرابی و بعضی  
 حال این می شود که اگر سامان چاه و ریاست و کبر نظری آید پس آن دیوانه می شوند و بعضی چنان اند که اگر کلمه  
 حقارت یا عیب نصیحتش بشنوند بجال غصه آتش شوند و بعضی وقت اندر زور و فلوس چنان نیز بود که مروت و  
 تقوی را هیچ خیال ننیدارند پس این جمله امور همچنان می باشند که دوو سیاه هوای نفسانی بر قلب می آید  
 و نور بصیرت کم می گردد ازین جهت حیایان مروت بالاسی طاق نهاده و تحصیل مراد شیطانی کوشش می کنند  
 سوم آن قلب است که درو هوای خاطر نفسانی ظاهر می شود و او را سوی شرمی کشد همان وقت خاطر ایمان  
 می آید و داعی بالخیر می باشد نفس شهوت پرست بجان پاری خاطر سرسختی گردد و درین وقت شهوت  
 اندک غلبه می شود و تمتع و لذت بهتر معلوم شدن می گیرد پس عقل طرداری خاطر خیر می کند و بدیهای شهوت  
 بیان می نماید و می گوید که این کار نادانی است یا مشابه افعال بهائم و بیاع است که آنها را پروای انجام آن  
 نمی باشد و بر بدی می افتند پس نفس بصیحت عقل را غلب می باشد همان وقت شیطان بر عقل حمله می آورد و هوا  
 نفسانی را مدد می رساند که این در خشک چه تو از خواستش خود چرا بازیستی در دنیا دیگر کسی نیز نیست که مطلب  
 خود بگذارد آید از دنیا حصه دیگران اند و در سخت تو جز بختی و ریخ و مصیبت و حیران میخ نیست مردمان  
 بر تو خواهند خندید بین که فلان فلان کسان همین خواسته بودند و مرگب آن شدند چگونه عیش می کنند تو  
 از آنها رتبه افزون تر چرا حاصل نمی کنی فلان عالم نیز چنین می کند و از آن پر میز نیاید و اگر این امر منع می بود  
 پس او چرا می کرد نفس ازین سخنان بطرف شیطان میل می کند آنگاه فرشته بر شیطان غالب آمد چنین می فهماند  
 که سیکه اتباع لذت حال می کند و بر انجام و آل خیال ندارد او تباہ می شود و آیا برین چند روزه عیش لذت  
 ابد الابد و بهشتی می گذاری و ریخ مصابرت بر شهوت نمی پردازی و عذاب و ونخ آسان نیست از افتادن  
 مردمان در اتباع شهوات و از اطاعت شیطانی تو هم از نفس غافل می شوی این محض خیال است گناه  
 دیگران عذاب ترا کم نخواهد کرد و اگر بالفرض در ایام گرامو گیران و تباب آفتاب سوخته باشند و ترامکانی بار و  
 میسر شود پس تو بهر ای مردمان خواهی کرد یا حفظ خود غنیمت خواهی دانست هرگاه که تو از ایستادن با دیگران  
 و تباب آفتاب می ترسی پس از رفتن با دیگران در دوزخ خوف چرا نمی کنی ازین نصیحت نفس بسوی فرشته





چنانچه قوت بینائی و شنوائی چیز دیگر است که چشم و گوش ظاهری تعلق دارد و درین جا باید دانست که نفس  
و دیگر قوا معتبر بر لام بل هستند و لام را در حروف را موافق قاعده یردون صاف ا و قاف نمی نمایند و ظاهر  
ست که این طریق و امر منقول از جناب پیغمبر صلی الله علیه و سلم تواند بود و نزول وحی بر حسب آن واقع شده  
پس این امر نکته می خواهد و آن نکته بسیار باریک است بدون تهئید مقدمه در ذهن نمی نشیند اول باید دانست  
که قاعده بلغای هر لغت است که بعد از بل یا بلکه یا دیگر کلمات خراب علی اختلاف اللغات اگر چیزی مذکور کنند  
که ذکر آن منظور داشته اند وقفه و سکنه نمی نمایند بلکه بل یا بعد از آن متصل می آید و اگر بنا بر کراهت یا احتیاط  
میصلحت دیگر آنچه منظور بود در ذکر نیازند و چیزی دیگر که کمتر از آن باشد اما در اشعار بعد از کفایت که عوض آن  
مذکور کنند وقفه فلیله در میان بل یا بعد آن لازم می شناسند و رعایت این وقفه نهایت بلاغت است چنانچه  
هر کس را ازال بل باغت و لغت خود بعد از تجربه و قیاس این مخفی روشن می گردد و چون این مقدمه تهئید  
شد باید فهمید که چون بر کلمه بل وقف میسری که عبارت از سکنه است و در اینجا فرموده اند اشعار شد با سکنه  
حالت لهای این کافران که در حق آیات الهی گمان افسانه های پیشینیان دارند قسمی خراب است که ذکر آن  
حالت که ما بر حقیق و فهمندگان که از دلهای خود خبر ندارند با احوال لهای دیگران چه رسد سخاوت آید اما ذکر  
حدوث رنگ که مانع نظر صحیح و کشف صحیح است و درین مقامات کافی است و به فهم مخاطبین نیز نزدیک  
زیر که حدوث رنگ را آئینه ظاهری می بیند و مانع شدن آن رنگ از انطباع صور مشاهده می کنند الغرض  
درین آیت تحدیر شدید است کسی را که گناه برگناه کرده می رود و تدارک غافل می توبه و ندامت و استغفار نمی نماید  
مثلاً آنکه مریض سوء مزاج قلیل یا مخاطر یا در دروغه اخلیط کند و به دوائه پردازد تا آنکه سوس مزاج مستحکم  
گردد و علاج پذیر نماند آری این مرض درونی است که جزو طبای روحانی که عبارت از انبیا و اولیا باشند آنرا  
نمی شناسند و به علاج آن نمی رسند مشکل تر آنست که این مرض چنانچه موجب فساد مزاج روح و مانع نظر  
و کشف می گردد همچنان از انبیا و اولیا دور می سازد و حاجی کثیف مانع از شناخت طبای روحانی پیدای کند  
و چون طبیب را نه شناخت و حال مسیح پنداشت معالجه از محالات گردید و نوبت بیاس و حیران عجیب  
اعاوانه از من نک است اگر رنگ لها زده گویند که ما را در دنیا از تصفیه و تعقیل لها چه کنایه و ترک معاصی چرا

باید کرد که روز قیامت یا شراق نور تجلی خود بخود این رنگ نماید و دو وصفائی اتم چهره خواهد گشود چنانچه ز علم  
مستقدان آن روز دست و جواب باید گفت (کلام) یعنی چنان گمان نکنید که رنگ الهامی ایشان فقط در دنیا  
تاثیر کرده ایشان را از فهم حق و معرفت آیات اسد و اعتقاد و رجز و بازداشتی بلکه تاثیر آن رنگ و قیامت  
قوی تر خواهد بود زیرا که انهم عن ربهم یومنون لعلی یوون یعنی تحقیق ایشان از پروردگار خود آن روز محبوب است پس  
و با شراق نور تجلی منتفع خواهند شد و دیدار او نخواهند یافت زیرا که قاعده عقلی است که نور را بدون نور توان  
دید و چنانچه دیده بصیرت ایشان در آخرت با جمیع ظلمات و تیره غرضیه از دیدار او تعالی مشهود تجلی و غشا که در

|                                 |                                  |
|---------------------------------|----------------------------------|
| هر که امروز نبیند اثر قدرت دوست | غالب آنست که فردا شش نبیند دیدار |
|---------------------------------|----------------------------------|

چون محبوب بودن پیدا را بروردگار را در مقام بنائی کافران و منکران و جزا که فرموده اند لیل صریح شد  
بر آنکه مومنان آن روز از دیدار پروردگار خود محبوب نباشند و باین لذت و محبت خوش وقت نشادان گذرد  
و اگر مومنان آن نیز باین ولت نصیب نشود پس در میان کافران و ایشان درین امر فراقی نباشد و ذکر کردن  
این صفت در حق کافران نهایت نامناسب بود و از آئین بلاغت اگر دو معافانند که کلام آئی را کسی باین  
نوع فهمد حضرت موسی عم را که سوال ویت کرده بودند و جواب این اتی ارشاد شد منظور آن بود که در نیاطات  
دیدار او تعالی باین آلات جسمانیه قابلت الفنا نخواهی آوردند آنکه در آخرت هم نخواهی دید زیرا که کلام آینده  
یعنی استقرار مکان قسوت ترائی تعلیق رویت بهر استقراری کند و در سوره فرقان در حق بهشت ار دست  
و حسن مستقر و متقارن و عند حصول الشرط محب حصول المشرط و در احادیث متواتر یعنی ثابت شده که  
جمیع مومنین را این ولت نصیب خواهد شد اما بقدر اعمال خود درین نعمت هم متفاوت خواهند بود و عوام  
مومنان را در روز جمعه که در آخرت نام آن یوم المیزع خواهد بود باین ولت خواهند نواخت خاصان هر روز  
و بار وقت صبح و وقت عصر و اخصل الخ اص را که شکان جنت عدن اند و در آنجا قرب او تعالی آنکشاف  
تجلی حاصل خواهد بود و چنانچه در حدیث صحیح و اروست که در این القوم و بین ان یخبطوا لی ربهم رواه الکبیر یار  
علی و بهمنی فیه جنة عدن و آنچه از بزرگان نقول است که دیدار او تعالی بی کیفیت و بلا مقابله و مواجعه خواهد بود  
مناقض احادیث صحیح که در این ولت صورتها فرموده اند نیست زیرا که در موقوف بصورت خواهد بود و بعد

6

المقدّم

کلیاتی

خواص ۱۲

۱۵

تاریخ

میں نے

دوت

میں نے

مفتی

21 باب

۱۰۰

W

13

١٠

1452

12

التلويح

بيان الخواص

۱۶

25

از دخول بهشت بے صورت یا آنکه در بعضی اوقات کیفیت متقابل خواهد شد و بعضی دیگر بلا کیفیت متقابل  
و تحقیق آنست که در هنگام دیدن حق تعالی با سوال از نظر خود برگشت در دنیا که با چیز دیگر هم می بینیم باین سبب  
متقابل و جهت دیگر خصوصیات ملحوظ نظر عقل می باشد و چون با او تعالی چیزی نمی گیر اصل امری و مبصر نخواهد ماند لحاظ  
جهت متقابل و دیگر خصوصیات از نظر عقل سابق خواهد گشت بلکه هرگاه مبصرات دنیوی می بینیم اگر مبصر و کار و  
مصرف می شود و دیگر آلات و قوی بکارهای خود مشغول می باشند عقل بکار خود ازین جهت تشخص صورت  
تشکیل نمون و تناسب اعضا و طول و قصر و دیگر خصوصیات می تواند شد و هرگاه بکلی بر جمیع جوارح و اعضا و  
مصرف شوند و متغیرات هم دست و تشخص این امور اصلا ممکن نخواهد شد چنانچه در دنیا که فی الجمله شرکت  
حواس دیگر در ابصار بعضی مبصرات مجبوره دست می دهد نمونه این حالت نموداری شود حال آنکه هنوز درین  
استغراق و دران استغراق فرق بسیار تفاوت بشمارست و الله اعلم بحقیقه الحال اینچنین است و تفسیر فی الجمله  
وصل بدانکه دل چیست و تربیت و تصفیه آن چیست و کمال او در چیست پس صورت دل آنست که گشت  
پاره صندوبری که در حلقه حیوانات است و در آدمی گوشت پاره صندوبری در جانب پهلوی چپ از زیر سینه و آن گوشت  
پاره کل اجائی است روحانی که عقل نتیجه آنست و آن جان هیچ حیوانی را نیست مخصوص است بدل عموم  
انسان لیکن جان دل او در مقام صفات از نور ذکر و معرفت و محبت دلی دیگر است که آن دل هر شخص نیست  
چنانکه فرموده اند فی ذلک لذكری لمن کان قلبه یعنی آنکس که دل حقیقی دارد و نپذیرد باین هر کسی را اول  
اثبات نکرد ازین دل حقیقی خواهد که ما آن را چنان دل می خوانیم چنانکه استانی گوید  
صدقت عشق بیدار روح زدند یک قطره فرو چکید نامش دل شد  
و دل اصلاحی و فسادی هست صلاح دل در صفای اوست و فساد دل در کدورت او و صفای دل از  
صحت و سلامت اوست و کدورت دل از بیماری و خلل حواس او و دل اینجاست حاسه است چنانکه قالب را  
پنج حس است و چنانکه صلاح قالب بسلامتی حواس است تا جلگی عالم شهادت بدان پنج حس ادراک میکند  
صلاح دل نیز و سلامتی حواس اوست تا جلگی عالم غیب بدان پنج حس ادراک می کند و دل آشنایی است که  
مشاهدات غیبی بدان بنید و گوشتی است که بدان استماع اهل غیب و کلام حق شنود و مشامی است که بر او غشی

بدان بود و کامی است که محبت و جلالت ایمان و طعم عرفان بدان یابد و همچنانکه حس لمس قالب در اعضا است  
 و با جمیع اعضا از ملوسات نفع می گیرد و دل را عقل بدان مشابه است و با جمیع دل بواسطه عقل از کل معقولات  
 نفع یابد پس هرگز این حواس دل بسلاست است صلاح دل و نجات تن و حاصل سست و هرگز این اس  
 دل بسلاست نیست فساد دل و هلاک تن و دران است چنانکه حضرت علی علیه السلام ارشاد فرمودند ان فی  
 جسد ابن آدم مضغته الخ و حق تعالی در قرآن به معنی می فرماید که هرگز حواس دل بسلاست اند نجات در جاتا  
 حاصل است که الا من اتى القلب سلیم یعنی اگر آنکه داد حق تعالی او را قلبی سلیم و هرگز حواس دل خللی است  
 و در رخ و درکات برای اوست که تقدیر را با جنم کشیر من الجن الا ان الله لا یعلم الا ما یشاء و هرگز حواس دل  
 به اولم آوان لا یسمعون بها یعنی تحقیق پیدا کردیم برای دو توح بسیار را از این مردمان مرایشان اولها  
 هستند که در نمی یابند بآن دلها توان غمیران و مرایشان را چشمها اندک نمی بیند یا آنها و مرایشان را گوشها اندک  
 نمی شنوند یا آنها و جای دیگر فرمودم کلمه معنی فهم لا یعقلون و می فرماید آنها لایق با فهمی الا بصار و لکن نعمی القلوب  
 التي فی الصدور و این معنی در قرآن بسیار است پس تصفیه دل در سلاستی حواس اوست تربیت دل در توجه او  
 بحضرت الوهیت و تبری از اسوای حق عز و جل ۵ ای دل به او می و ست جان او یاز  
 جان اچه محل هر دو جهان او یاز بسیار گویم که فلان را در باز تا هر چه ترا خوش ست آن او یاز  
 چون حضرت ابراهیم علیه السلام با سوای حق نگریست خود را بسیار خواند فطر نظره فی النجوم فقال انی سقیم  
 چون از بسیاری شفا یافت در بیماری نظرش بر خود افتاده بود در شفا نظرش بر حق افتاد و گفت اذ انت  
 فتوشیقین و از ما سوای حق متبری شد و متوجه حضرت گشت فرمود انشی بری ما تشرکون انی و بهر متبهی  
 للذی فطر السموات و الارض انتهی کذا فی مرصاد العباد و حاصل آنکه دل را اطوار مختلف اند و در هر طور وی  
 عجائب بسیار است و معانی بیشمار تصبیه است که کتب بسیار شرح آن و فاکنند حضرت امام غزالی کتابی  
 و عجائب القلوب ساخته اند و هنوز عیشی از آثار آن نگفته اند و آنچه این ضعیف درین مختصر بیان می کند  
 اول همانا او و حیز و ادنی او رده اند الا ما اشار الله به آنکه دل به مثال آسان است در عالم صغری و قالب  
 بر مثال زمین زیر اگر خورشید روح او از آسان دل بر زمین قالب طالع می شود و آن انبهر حیات

له کافران  
 که از او و کافران و کفار  
 پس ایشان که سست  
 فی فقه و سست  
 فی فقه و سست  
 ان نایبنا  
 در آنکه در  
 بیست و سه  
 پس هرگز در این  
 درست الا ان پس  
 گفت که از ایشان  
 معلوم می کند که  
 در حق پیدا خواهد  
 شد اسرار  
 چون بسیار شنیدم  
 خدای تعالی شفا  
 می دهد ۱۲  
 من  
 نیز از امام ابراهیم  
 که شکر می کند  
 مردمان تحقیق  
 من گردانیدم  
 و دست خود  
 بسوی خدای تعالی  
 که پدید آمده است  
 آسمان را و زمین





طوریست که از جهت القلب غایت آن معدن ظهور انوار تجلیات و صفات الوهیت است و سر و لقیه که مناسبتی  
 آدم این است که آن نوع تجلی که است قبول تجلی با هیچ نوع از انواع موجودات نکرد پس تمام صحت و سلامت  
 و صفاتی دل در آنست که بجای از آفت بیماری دل خلاص باید و بگنجی آن اطوار سر و خط عیودیت نهند  
 و هر طور بنحایت آن معنی که در موضوع است مخصوص گردد و بر وفق فرمان بطریق متابعت با ابتداء و در  
 طفولیت است مرض بروی مستولی بدین صفات موصوف گردد و بابت تربیت بحد بلوغ خویش سرد  
 و شفا و صحت کلی نیاید و تربیت دل بستر شریعت توان کرد که آن را طریقت خوانند و صحت دل بواسطه  
 معالجت بصواب و مستعال او و به حاصل توان کرد چنانکه قانون قرآن شرح معالجت و بیان و بیان  
 مشحون است و اطباء حاذق دل را در معالجه دل اختلاف است هر کس بنوعی در معالجه شروع کرده اند لیکن  
 هیچکس از قانون قرآن قدم بیرون نه نهاده اما بعضی در تزیین تبدیل اخلاق کوشیده اند و هر صفتی از صفات  
 انسانی که بصفتان فیمیه موصوف است و بیماری دل از آن پیدا شده بعد از آن صفات معالجه کرده اند  
 تا آن صفت را حمیده کنند که گفته اند علاج بعد از صفتهاست یعنی بوقت غلبه حرارت علاج بسردی کنند  
 و بوقت غلبه سردی علاج بحرارت کنند و علی بن اچون خواسته اند که صفت بخل را معالجه کنند که نوعی از مرض  
 است و بصحت سخاوت رسانند آن را ببدل ایشار معالجه کرده اند و مرض حرص را بزد و ترک دنیا و مرض  
 شهوة را بتقلیل طعام و تجرع جرعه جوع و آفت شهوة را بترک لذات و کثرت ریاضت و مجاهدات همچنین  
 هر صفتی را بعد از آن معالجه کرده اند چنانکه طبیب حاذق دفع حرارت بادویه نمیکند و دفع برودت بچوبها  
 گرم علی بن اچون این طریقی معقول است و مناسب ولیکن عمر باورین صرف شود تا یک صفت را مبدل کند  
 و بکلی خود مبدل نشود که این صفات ذاتی و جبلی انسان است که تا تبدیل خلق الله و این صفات هر یک  
 در مقام خویش می باید و مقصود کلی زایل کردن این صفات نیست مقصود باعتدال باز آوردن این  
 صفات است و صرف کردن هر یک در مقام خویش چنانکه از اثر حرارت و برودت بکلی مطلوب و محمود  
 نیست از مزاج انسان معالجه باعتدال باز آوردن مزاج است در حرارت و برودت فلاسفه را اینجا  
 غلط افتاد که عمر در تبدیل اخلاق فیمیه صرف کردند و متابعت انبیاء واجب ندانستند و پنداشتند که بجز در نظر

س

کفین

کرم

گوانیم

انسان

آدم

۱۲۱

س

بیت

ببین

غلو

ق

۱۲

عقل این معالجه را مست شود و نمیشد که دل را بیرون از عقل چنانکه ای دیگر بود در ترتیب خویش  
 پنداشتند کامل ترین که عقل است و آفت عقل از این صفات ذمیة حیوانی است چون آن مبدل شود  
 بعقل بصفتان و حیوانی و مقصد کلی خویش رسد و این تبدیل خواستند تا بنظر عقل کنند گفتند که علم و  
 عقل در این مبتدایست ابتدا چه حاجت داریم باینکه کسی محتاج بود که جاهل و کم عقل باشند نمیشد که و رای  
 عقل انسان را آگهی دیگر است هر بار باره از عقل شریف تر چون دل با طوار و سر و روح و خفی بعقل ادا که آن  
 آنکه نتوان کرد و آن اثر بریت بنظر عقل نتوان داد که عقل هم در بدایت معلول و محتاج تربیت است و او  
 خود مریض است و محتاج طبیب معالجه است و دیگر اطمینانی نتواند کرد که گفته اند اسرار علل علیل  
 چنانکه می گوید **طبیعی** اوی و **طبیعی** مریض این جمله محتاج شایع آمد و او  
 بر قانون شریعت معالجه هر یک بصواب بفرماید چون جمیع از اهل ضلالت اودیده بصیرت بچشم بند  
 شقاوت بر بستند از دیدن خاصیت کسیر شرع و از شریعت محروم ماندند با ستم از او استحقاق بدان  
 آنکه گشتند و به خوش آمد نظر عقل و گشتگی آن مغرور شدند لاجرم حق تعالی در حق ایشان فرمود که الله ستمی  
 بهم ویدیم هم فی طغیانهم لعینون و آن طائفه که بر قانون شرع صرف کردند در تبدیل اخلاق بطریق مجاهده  
 و معالجه بکوشیدند چون یک زمان از مخالفت نفس باز ماند نفس دیگر باره توسنی آغاز نمود و فاسد و گسسته و  
 بر تاع خویش آرد بلکه گنگ نفس را هر چند بر بند گردانند و آن ساعت که از بند ریاضت خلاص یابند  
 شره و حرص و شهوت و زیاده از آنچه بود ظاهر شود و صفات دیگر همین نسق دارد و همچنین دل اگر از بیماری  
 صفات ذمیة خلاص یابد و خواهد که در مقامات دلی روشن و پرورش یابد و عمر در عهده یک و شش صرف  
 کند از عهده آن آرد و روشن و پرورش بیرون نتوان آمد و چون در پرورش بیرون نتوان آمد در پرورش  
 صفات دیگر شرع کند آن صفت دیگر خلل پذیرد پس معلوم می شود که این کار بجا به خشک نیاید و قوی  
 خواهد بود منظور صلاح ابراهیم خواص ارحمة الله علیه مادر با دیده دریافت پرسید که در چه مقامی گفت سی سال  
 است تا نفس را ریاضت می دهم در مقام توکل خواهد حسین گفت که وقتی که فانی کردی عمر خود را در عمارت  
 باطن پس کجا هستی تو از فانی الله یعنی آنچه مقصود اصلی است و دیگرست و طریق را بدان گیر شیخ ابو سعید

عقل این معالجه را مست شود و نمیشد که دل را بیرون از عقل چنانکه ای دیگر بود در ترتیب خویش  
 پنداشتند کامل ترین که عقل است و آفت عقل از این صفات ذمیة حیوانی است چون آن مبدل شود  
 بعقل بصفتان و حیوانی و مقصد کلی خویش رسد و این تبدیل خواستند تا بنظر عقل کنند گفتند که علم و  
 عقل در این مبتدایست ابتدا چه حاجت داریم باینکه کسی محتاج بود که جاهل و کم عقل باشند نمیشد که و رای  
 عقل انسان را آگهی دیگر است هر بار باره از عقل شریف تر چون دل با طوار و سر و روح و خفی بعقل ادا که آن  
 آنکه نتوان کرد و آن اثر بریت بنظر عقل نتوان داد که عقل هم در بدایت معلول و محتاج تربیت است و او  
 خود مریض است و محتاج طبیب معالجه است و دیگر اطمینانی نتواند کرد که گفته اند اسرار علل علیل  
 چنانکه می گوید **طبیعی** اوی و **طبیعی** مریض این جمله محتاج شایع آمد و او  
 بر قانون شریعت معالجه هر یک بصواب بفرماید چون جمیع از اهل ضلالت اودیده بصیرت بچشم بند  
 شقاوت بر بستند از دیدن خاصیت کسیر شرع و از شریعت محروم ماندند با ستم از او استحقاق بدان  
 آنکه گشتند و به خوش آمد نظر عقل و گشتگی آن مغرور شدند لاجرم حق تعالی در حق ایشان فرمود که الله ستمی  
 بهم ویدیم هم فی طغیانهم لعینون و آن طائفه که بر قانون شرع صرف کردند در تبدیل اخلاق بطریق مجاهده  
 و معالجه بکوشیدند چون یک زمان از مخالفت نفس باز ماند نفس دیگر باره توسنی آغاز نمود و فاسد و گسسته و  
 بر تاع خویش آرد بلکه گنگ نفس را هر چند بر بند گردانند و آن ساعت که از بند ریاضت خلاص یابند  
 شره و حرص و شهوت و زیاده از آنچه بود ظاهر شود و صفات دیگر همین نسق دارد و همچنین دل اگر از بیماری  
 صفات ذمیة خلاص یابد و خواهد که در مقامات دلی روشن و پرورش یابد و عمر در عهده یک و شش صرف  
 کند از عهده آن آرد و روشن و پرورش بیرون نتوان آمد و چون در پرورش بیرون نتوان آمد در پرورش  
 صفات دیگر شرع کند آن صفت دیگر خلل پذیرد پس معلوم می شود که این کار بجا به خشک نیاید و قوی  
 خواهد بود منظور صلاح ابراهیم خواص ارحمة الله علیه مادر با دیده دریافت پرسید که در چه مقامی گفت سی سال  
 است تا نفس را ریاضت می دهم در مقام توکل خواهد حسین گفت که وقتی که فانی کردی عمر خود را در عمارت  
 باطن پس کجا هستی تو از فانی الله یعنی آنچه مقصود اصلی است و دیگرست و طریق را بدان گیر شیخ ابو سعید

|  |   |   |
|--|---|---|
| جزو دوزخ و فردوس مکانی دیگر است<br>پس طریق مشایخ ماقبل الله ارحم   | بار اجزا ازین نماند که گریست<br>قرآنی را بهی جهانی دیگر است | رحمة الله علیه گوید رباعی<br>قلا شئی ز ندست سرایه عشق |
| بران جلاست که درین کار اول در تصفیه دل کوشند در تبدیل اخلاق که چون تصفیه دل دست یابند و چون<br>بشرط حاصل آید و بر بر اقبه داومت نماید و فیض حق را قابل شود و از فیض حق و تصرف اراده حضرت<br>عزت جل جلاله چندان تبدیل اخلاق نفس تحصیل صفات دل میسر شود که بمراتب مجاهدات و ریاضات نفس<br>شود و این یعنی چون فیض حق حاصل آید بحد اعتدال طریق صواب باشد و آنچه بجا بدهد و ریاضات حاصل آید<br>دران تفاوت بود بر محک شرع راست باید کرد و الا از ان آفات بود و خطلهای دیگر نیز در این طریق تصفیه<br>دل است که اول داد و راه تجرید صورت بد به ترک دنیا و قطع تعلقات از خلق هر قدر که باشد صحبت بیخی<br>کامل که رکن عظم است و ترک مالوفات طبع و باختن جاه و مال و بران ختن خان مان و اهل عیال خویش<br>و پیوند داومت بران تا بمقام تفرید رسید یعنی تفرید باطن از هر محبوب و مطلوب و مقصود که ماسوای حق است<br>تا آنگاه که توحید حقیقی که سر فاعلم الله لا اله الا الله است مدوی نماید چه توحید را مقامات است توحید ایمانی دیگر<br>است و توحید ایمانی دیگر و توحید انسانی دیگر است و توحید عیانی دیگر و توحید عینی دیگر تا داد و وحدانیت ندید<br>بحقیقت وحدت نرسد که ساحل بحر عشق احدیت است و شرح این مقامات اطنابی دارد و چون بقدر وسع<br>از عهد تجرید و تفرید به باطن بیرون آمد در تصفیه دلی افتاد پس در داومت خلوت و ملازمت و ذکر گوشه شد<br>تا خلوت حواس ظاهر باز از کار معزول نشود و دقایق محسوسات از دل منقطع گردد و چه بیشتر که در وقت<br>و حجاب دل از تصرف حواس در محسوسات پدید آید چون آفت حواس منقطع شد آفت مساوس شیطانی<br>و موهو حبس نفسانی نماند که بدان مشغول و مکرر باشد آن راه بملایمست و ذکر کشایش یا بچنانکه شرح آن<br>در فصل احتیاج بذکر الله اند بسیار انشاء الله تعالی پس بنور ذکر و نفی خواطر تشویش شیطانی خلاص<br>یا بد باحوال خویش پردازد و فوق ذکر باز داند و ذکر از زبان ستاند و دل بیکر مشغول شود و وصایت<br>و نورانیت ذکر هر که در وقت که از تصرف شیطان و نفس بدل رسیده باشد و در دل شکن گشته محو کردن<br>گیر چون مصقل آئینه را خواججه عالم صلی الله علیه و سلم از اینجا فرموده که هر چیزی را آله صیقل است |   |   |

و آنکه صیقلی که از او آمده است بقدریکه درت بر بخیزد و حجاب کم می شود تا نور ذکر بر دل تابد و دل مجد و حق پیدا آید تا انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم و چون دل از ذکر شرف یافت قساوت بخیزد و آنکه رقت در دل پیدا آید تا قلبین جلوه دهند و قلوبهم الی ذکر الله و چون بر ذکر ملامت نماید سلطان ذکر بر ولایت دل مستولی شود و هر چه نیاید و محبت حق است جمله را از دل بیرون کند و سر را بر اقباب بر دل نشاند و چون سلطان ذکر ساکن می شود و ولایت دل شد نور دل را با او انس طمانینت پیدا آید و هر چه جزو ذکر که راست و حشمت ظاهر کند و دل درین حال بمقام دلی رسد لا یدکر الله تطمئن القلوب تا ذکر محبت دنیا و آخرت و هر چه در انست از دل رد می کند بد آنکه هنوز دل بکمال نلی نرسیده است و که ورت و بسیاری قدری باقی است هم بصقالت لا اله الا الله تربیت یابد و نفی ماسوای حق تعالی از دل آن کند تا آنکه دل بدین کلمه تنقش شود و بگوید که من هرگز و در از اینجا هیچ اندیشه غیر نماند و هم سوخته شود و جوهر کلمه قائم مقام جمله نقوش ثابت گردد در رباعی تا دل بدو نیک جهان آگاه است و منش بدو نیک جهان گواه است زین پیش نلی بود و هر از اندیشه اکنون همه لا اله الا الله است درین وقت سلطان عشق را بر سلطنت بشهر دل فرستد تا بر سر چهار سوی دل و روح و نفس و تن نشیند و شعله شوق را با بر آید و نفس اماره صفت را قلاش و از بر سن در و بر بند و کمن طلب برگردن نهد و بسیار سنگاه دل آورد در بادیه علم سلطان عشق تیغ ذکر از نیام حروف برگردد و سر و ای نفس بر دار و پرداخت اخلاص کند چون ندان شیاطین که همه کار داران نفس بوده اند این معنی بشنوند و سیاست سلطانی ببینند شهر بدن اخالی کنند و از ولایت سینه رخت بیرون بزنند جلگی تو را و باش صفات ذمیمه کار دو کفن حجر بگریزند و بدو تسلیم و بندگی در آیند و گویند ربنا ظلمنا انفسنا اگر قصابی بکشت اگر سلطانی بپنجش سلطان عشق جمله صفات ذمیمه نفسانی را از زندگی و ناپاکی توجیه دهد و خلعت بندگی در گردن ایشان اندازد و سرنگی درگاه دل برایشان ارزانی دارد تا هر یک سری و سروری گردد و چون بسامان باز آید از ایشان همین مطلوب بود چون شهر بدن از غوغا و رنود و شیاطین و تشویش او ماش صفات ذمیمه نفسانی پاک گشت و آئینه دل از زنگار طبیعت و آفات حواس خالی شد بعد ازین بارگاه جمال صمدیت ایشان

۲

مستان آن

سنت

و شکر ذکر

که نشود

خاصی آنجا

را بنیاد

و در آن

ایشان را

ع

میراث

مخفی

چهره

و در آن

ایشان

بود

که

شما

۱۱

بل که مشرقه آفتاب جلال احدیت را دید درین حال سلطان عشق را بشکلی شهر دل فرو دادند و ز عقل را  
بنوایی فر کردند و شهر دل را بر زیور ولایت و جواهر لقیین و صدق و اخلاص و توکل و کرم و مروت و فتوت  
و شجاعت و فراست و ایش تقوی و حیا و زهد و ورع و حسن خلق و علم و حلم و دیگر صفات حمیده و خصائل پسندیده  
بسیار این چه بوده است سلطان عشق حقیقی بجلوت سر دل درمی آید و معشوقه اعلی از تنق جلال  
جمال می نماید دیگر باره چاش لا اله الا الله بارگاه از خاصگان صفات حمیده همه خالی کند زیرا که غیرت  
نفی غیر می خواهد دل که عاشق ویرینه است و چون یعقوب ساکن بیت الاحزان سینه است یار جمال  
یوسف و شن خواهد کرد و بیت الاحزان را بجمال یوسفی گلشن خواهد گردانید و از غم شادی و از محنت  
بدولت خواهد رسید و از کربت فرقت به شربت وصلت خواهد پیوست و از خاک ذلت به تخت عزت خواهد نشست  
دل درین مقام حقیقت دلی رسید و بصحت و صفای صلی باز آمد و آنچه مقصود وی بود به حصول پیوست آن  
صفات و سمیه نفسانی که عمر با بجا هدایت خشک به اعتدال نرسیدی و آن اخلاق دلی بقرینه حاصل نشدی  
درین کیسای گری ذکر و صفت و طریقت و تصفیه دل میسر و همیا گردید و در صفات انقیاد و نماند و بعضی  
نماند بلکه سلطان فرمان و او غنمت الوجوه المحی القیوم بارگاه دل را از زحمت اغیار خالی کرده و تنگناه خاص  
ساخته که لا یسعی ارضی و لا سمانی و انما یسعی قلب عبیدی المومن بعد ازین فرمان حق بر جمیع صفات اخلاق  
غالب آید که والد غالب علی امرو و هیچ عضوی صفت نتواند که بطبع خود تصرف کند الا بتحت کنت له سماء و  
بصر و لسان و یاربی یسمع و بی یصرو بی نطق و بی طیش پس درین مقام دل محل ظهور جمعی صفات حق گردد  
و چون صفات بر دو نوع اند صفات لطف و صفات قهر و دل منظر این دو صفت گشت حضرت و الجلال  
گاهی بصفت لطف با آن آشکارا گردد و گاهی بصفت قهر و دل پیوسته در تصرف و تقلب ظهور این دو صفت  
لطف و قهر باشد خواه چه عالم صلی الله علیه و سلم ازین اشارت فرمود قلب المؤمن بین صبعین اصابع الرحمن  
تقلبها کیف یشاء این اشارت بر حانیه است و اشارت بر حانیت کرد و بالو بیت نکرد زیرا که دل محل  
ظهور استوار صفت حانیت است و صلی در بیان خواطر و وساوس و هم و اجس و غیره  
بدانکه معرفت خواطر از غوامض علوم است و ادراک فواید و عواید آن از دقائق فہوم و قلت اهتمام

س

فدنی

نمودند

ذات

الکمال

در

نقده دیر

خلق

س

دل

بسیار

انگشت

از

ر

است

نکار

انگشت

را

کی

نکار

انگشت

را

کی

نکار

انگشت

را

کی

بدان از قلت فهم منافع آن پیدا شود و زیاده شوق و تیرایشخت تحصیل معرفت آن از ترقی همت و رفعت  
 مرتبت پیدا آید هر چند همت فیه تر طلب آن معنی در نهاده بیشتر و چگونه طالب صادق مشتاق معرفت  
 خواطر نبوده حال آنست که صلاح و فساد اعمال بدان متعلق است و سعادت و شقاوت بدان موقوف و مربوط  
 چه بعضی از آن نتیجه ملکوتی است و بعضی نتیجه لعنتی شیطانی چنانکه در حدیث آمده است که نوشته خواهد شد  
 اینک تعریفات هر یک مع مال و اعلیه باید دانست که خطور با هم معنی گذشتن اندیشه است بدل و خطر  
 بمعنی اندیشه خسر و قدر و جاه و عظمت و بزرگی و معنی آفت و دشواری و خطره داعیه که بنده را بسوی رب عز  
 کن آن گونه که رفع کردن آن نتواند و خواطر آنچه در دل گذرد در تهمات جامع الاصول نوشته که خاطر خطاب  
 یا واردی است که بر دل وارد شود و بنده را در آن اختیاری نیست استی در مصباح الهدایت است که مراد  
 از خاطر واردی است که بر دل گذرد و در صورت خطابی یا تعریفی یا طلبی وارد از خاطر عام تر است چه هر خاطر  
 وارد بود و هر واردی خاطر نباشد مانند وارد حزن و سرور و قبض و بسط استی و بعضی نوشته اند که آنچه از خاطر  
 محمود بر دل بنده بگذرد عملی فرو آید آن را وارد گویند و آن از قبیل خواهی باشد بلکه از واردات باشد و  
 واردگاه از حق بود و گاه از علم پس واردات از خواطر اعم باشد زیرا که خاطر مختص است بنوعی از خطاب یا هر آنچه  
 مستضمن معنی خطاب و واردات را اختصاص با آن نیست و علامت خواطر حق اینست که قلب نفس و جوارح  
 بر آن مطمئن باشند کسی تعرض آن نبود بلکه مستسلم بود و مسترسل و منطلق از تردد و شک و یب و در تهمات  
 جامع الاصول است که آنکه خطاب باشد به چهار قسم است اول ربانی این اول خواطر است و این خطاب  
 نمی کند و شناخته می شود بقوت و غلبه و از دفع نمی شود و دوم ملک و آن آنست که باعث برآمدن و مقرون  
 باشد و یا هر آنچه که در وی صلاح باشد و آن را الهام نیز گویند سوم نفسانی و آن آنست که در و خط نفس بود  
 این را حاجس گویند چهارم شیطانی و آن آنست که دعوت کند بخالف حق قال الله تعالی الشیطان  
 یعدکم لفقروا یا مکرر یعنی دیو سرکش و عده می کند شمار را به فقر و احتیاج یعنی می ترساند در وقت  
 خرج کردن از درویشی و محتاجی و می گوید شمار را بخل و اساک و منع صدقات و فرمود آنحضرت که شیطان  
 عبارت است از تکذیب بالحق و مستعد کردن بر شر و این را وسواس گویند و نیز از شرعیت و زن کرده شود

پس آنچه در وی قریب است او را اولین است آنچه در وی است یا مخالفت شریعت است پس او را آخرین است  
و عارف صافی دل که با حق حاضر است بر و آسان است فرق کردن میان اینها بسبب آسان گردانیدن  
حق تعالی توفیق و استقامت و هوایل نفس است بسوی مقتضیات طبع و روگردانیدن او از جهت علو سبب  
توجه کردن جهت بقلیه و هوایل نفس و جیم عربی کسور و سین همه خطرات شیطانی که در دل گذرند و این جمع  
با حسن است با وجهی معنی چیزی که در دل گذر کند از فی المنحرف و در شمس نوشته که ما خود از حسن است بمعنی آواز نرم  
که شنیده شود و بفهمند آید پس ازین سوا سمراد باشد معنی حسن در صراح همین است با حسن در دل آینه  
معنی هوایل حدیث کردن نفس است با دل از لذات گذشته و آینه بر طریق افسانه که بچشمین خواهم کرد  
و خواهم شنید و فرق میان هوایل و خواطر آنکه حضرات صوفیه از با حسن خاطر اول تعبیری کنند و آن خاطر  
ربانی و رحمانی و جنبه است از جای برخاسته و او را سهل سبب اول نامند و آن خاطر است معنی با حسن  
در دل آینه انداخته و هوایل آنکه چیزی بر دل آید و شود بقوت وقت بلا عمل کردن از بنده و همین بوده است  
و بوده جمع با وجهی است و آن آنکه ناگاه از غیب چیزی بر دل افتد که موجب قبض و بسط شود که از این است  
جامع الاصول و نیز در آنست که بوده آنکه ناگاه از غیب بر دل رسد بر سبیل و خواه موجب فرج بود یا با  
آتش یعنی اندوه و هجوم آنکه بقوت وقت بر دل و بر شود بلا تمنع و بعضی گویند که هجوم آن حال وارده  
ناگهانی است و بوارده حال آرد بر سبیل سکون و با آنکه احوال صوفیه در بوارده و هجوم مختلف اند بعضی  
پنهان باشند که او شان را بوارده متغیر کن و بعضی تحمل آن شوند و او را هجوم آنها را متغیر کنند و بعضی چنان بودند  
که چیزی از بوارده و هجوم او شان را متغیر کنند و آنها سادات قوم اند و سوا سبب بالفتح اندیشه بر دل  
خطور کند و آواز نرم و آواز پیرایه و بالکسر اندیشه بر دل افکندن و سوا سبب جمع آن شیخ عبدالحق عریض  
و ملوی در شرح مشکوٰۃ در باب و سوسه همین معنی و سوسه نوشته می نویسند که مراد اینجا حدیث نفس شیطانی  
است از افکار فاسده و خواطر رویه که باعث گردد بکفر و معصیت آنچه باعث بران باشد و سوا سبب  
بفتح و او کسور نیز هم باین معنی است و بعضی شیطان نیز آمده و آیه که برین تفسیر است و سوا سبب باین معنی  
بدان تفسیر کرده اند انتهی و سوا سبب شیطان را حدی و نهایی تفسیر است و بیشتر بریدی و فسق و فجور میخوانند





طویل و علاج این همه نیرنگات اوسه چیز است اول دلستنی حیلها می ترور و او که بجز در ریافت آنکند این عمل  
شیطانی است شرا و کمتر و در او سست تری شود بمنزله دزد که چون بیداری صاحب خانه را می داند قرار  
می کند و بمنزله عیار که چون شخصی را واقف بر ترز ویرات خود نیست نا امید شد دوم آنکه وسوسه و سهل  
انکار و التفات نکند که درین صورت نیز شرا و کمتر شود بمنزله سنگ مانگ کننده که هر قدر بسوی او التفات  
کند زیاده تر بانگ کند الا خود بخود سکوت و رزد سوم آنکه مدامت ذکر قلبی و لسانی نمایند و دل از تصفای  
بوده که شهوت و غضب است پاک سازند زیرا که در حالت استیلا ی شهوت و غضب اثر ذکر بجوای قلب  
می گیرند و لاجرم وسوسه شیطان در قلب جامی گیرد و کار خود می کند کذا فی تفسیر فتح الغریز و وصل در بیان  
تسلط شیطان بر دل از جهت وسوسه باید دانست که قلب مثل برجی است که گردان دریا  
بسیار اندو از همون دریا آمد و شد احوال او می شود یا قلب را مثل توده باید پنداشت که بر او از چهار جانب  
آتشانه بازده شده اند یا مثل آئینه که بر و صوره مختلفه می گذرد و عکس یکی بعد دیگر افتان می ماند یا حوضی است  
که در آن از راههای مختلف آب می آید بهر صورت هر وقت در قلب ظهور آثار لونی و یا از جهت حواس خمس ظاهر  
است یا از جهت باطنی درین صورت شهوت و خیال و غضب و اخلاق مرکبه در مزاج انسان داخل اند  
مثلاً اگر چیزی را از حواس خواهد دانست پس از آن اثری در دل پیدا خواهد شد همچنین اگر باعث کثرت غذا  
در در طبیعت همچنان شهوت خواهد بود و از آن هم بر دل اثر خواهد شد و اگر حواس را منع کند پس خیالاتی که  
در نفس باقی می ماند بسوی آن خیال مطلق می گردند چنانکه خیال از چیزی چیزی مبدل خواهد ماند همچنین  
دل نیز از حالی بحالی مبدل خواهد ماند غرض که تعبیر و تاثیر دل پیوسته از همه اسباب می باشد و آثاری که خاصه  
در دل می آیند آن را خواطر گویند یعنی فکر و ذکر و مراد ازین هر دو اینکه علومی که قلب ادراک می کند و باشت  
یا قدیم تذکره سخنان اول باشد همین را خواطر نام است چرا که این چیز را در دل می آیند حال آنکه دل اول ازینها  
غفلت بود و محرک اراده های قدیم همین خواطر می شود چرا که چیزی را که انسان نیت و عزم و اراده بر وی میکند  
اولاً آن چیز در دل می گذرد و مختصر مفید مبدل افعال آدمی خواطر اند و از خواطر رغبت متحرک می شود و از غمت  
عزم و از عزم نیت را حرکت می شود و نیت اعضا را حرکت می دهد لیکن خواطری که از آنها رغبت متحرک

می شود بر دو قسم اندکی خاطر شر که در انجام مضر بود و دیگری خاطر خیر که از دور آخرت نفعی می باشد و چون که این  
هر دو بالکل مختلف اند با هم نام اینها نیز جدا نهاده شده اند خاطر خیر را الهام می گویند و خاطر شر را وسوس  
الکون معلوم باید کرد که هر خاطری که در دل حادث می شود بانی آن نیز ضرور باید که بسبب او این خاطر در دل حادث  
می شود و از اینجا که سبب مختلف اند اسباب آن نیز مختلف خواهند بود و عادت نیز همچنین جاری است که  
چنانکه سبب می شود سبب آن نیز همچنین می باشد مثلاً اگر در خانه آتش افروزند و از روشنی آن دیوارهایش  
روشن گردند و از دوش سقف سیاه گرد پس صاف معلوم خواهد شد که سبب سیاهی روشنی آتش نیست همچنین  
روشنی و سیاهی قلب نیز سبب جدا اند یعنی سبب خاطر خیر فرشته است و سبب خاطر شر شیطان و تریال  
که از دوش هر قبول الهام تیار می شود و توفیق وی را گفته می آید و اگر از وسوس شیطان پذیرد کند آن را  
خود لان می نامند چه که در اختلاف معانی اختلاف الفاظی باید و مراد از فرشته مخلوقی است که در احوال تعالی  
برای افاضه خیر و افاده علم و کشف حق و وعده خیر و امر بالمعروف پیدا کرده است و او بهر همان کار مقرر است  
و شیطان آن مخلوقی است که کار او خلاف اینست یعنی وعده شر و امر بدی و منتهی کام خیرات کردن و غلبه نفسی  
و پندیدن غیره ازین معلوم شد که مقابل وسوسه الهام است و مقابل شیطان فرشته و مقابل توفیق خدا  
و بسوی همین اشارت است درین آیه که من کل شی خلقنا زوجین یعنی موجودات بتمامها مقابل جفت  
اند سوای ذات پاک نه چیزی جفت است نه مقابل بلکه وحده لا شریک خالق همه اشیا است غرض که قلب  
انسانی در کشاکش شیطان و فرشته است چنانکه در حدیث شریف اوردست که در دل و لمه اندله از فرشته  
و کار آن عده خیر دادن امر حق را راست فهمانیدن هر که این معلوم شود پس بداند که این از طرف خدا  
و یک لشه شیطانی است کار او تکذیب امر حق و منع امر خیر هر که این معلوم شود پس باید که او از خدا پنا طلبد  
این حدیث را انسانی در سنن کبری بر روایت ابن مسعود آورده است و در مشکوٰۃ شریف بر روایت ترمذی  
این گونه مذکور است که از ابن مسعود مروی است که رسول الله صلی الله علیه و آله فرمود که هر که این  
و لعلک لمتة یعنی بدستی که شیطان اله است بفرزند آدم و لمه فرشته را بوی و لمه بفتح لام و تقدیم  
سیم از امام است بمعنی فرود آمدن نزدیک شدن رسیدن یعنی هم شیطان باوست و هم فرشته و هر دو را

با او کارست فاما لئله الشیطان فایعاد بالشروع و کذب بالحق فاما کار شیطان ترسانیدن است بدین گفتن  
 که اگر این کار خیر کردی بدی گرفتار خواهی آمد چنانکه اگر تو کل بزخا کردی و خود را بعبادت وی گذشتی بفقرو خواهی  
 مبتلا خواهی شد و نسبت بدروغ کردن بحق است اما لئله الملک فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق و اما کار فرشته  
 انوید اودن بیکلی و نسبت راستی کردن مستحق و انداختن یقین ست و در دل مشهور است که در یکی عده می گویند  
 و در بدی و عید اما بحسب لغت فرقی نیست هر یکی را در دیگری اطلاق می کنند و نیز تخصیص بر تقدیری است  
 که کلمه خیر و شر مذکور نباشد و نزد کبر و برابری و جود و کمال فلیعلم انه من الله فیحذر الله و من وجد الاخری  
 فلیتعوذ بالله من الشیطان کسیکه باید وعده خیر را که لئله ملک است پس باید که بداند که آن از خداست یعنی  
 صادر است از جناب رحمت و لطف وی پس باید که شکر گوید و ثنا گوید خدا را و کسی که بیاید بدیده دیگر را که از شیطان  
 است پس باید که پناه جوید بخدا از وسوسه شیطان ثم قرأ الشیطان یحکم الفقر و یأمرکم الفحشاء و الله یحکم مخفوه منه  
 و فضلا یستر خواند که مختصر است موافق آن حدیث این آیت را که شیطان وعده می کند شمارا بتهقیر یعنی می گوید  
 که اگر خرج می کنید مال را فقیری شوید و امری کند بخجل و عرب بخجل را فحشاء خوانند یا مطلق معاصی مرا و است  
 که اقال البیضاوی و خدا انوید می دهد شمارا در خرج کردن و آمرزیدن گناهان را و زیاده بر آن یعنی ثواب بر  
 بر خرج کردن می دهد زیاده بر آنچه که خرج کرده آید در دنیا و آخرت و موافقت آیت بحدیث بحسب آنت  
 که چون لئله ملک مشوب بجناب حق است پس وعده مغفرت و فضل از وی در لئله ملک است گفت تمیزی  
 که این حدیث غریب است شیخ و ترجمه گفته بداند که این حدیث اشارت است بعلم خواطر و این علم از دقائق علم  
 قوم است و میسر نمی شود تمیز خواطر که بعد از کمال تقوی و تصفیه قلب و تنویر آن بنور یقین و مشهور میان  
 قوم آنست که خواطر چهار قسم اند حقانی و نفسانی و ملکی و شیطانی و وجه تمیز میان اینها در کتب قوم مذکور  
 است و بسوی دقیق است و بعضی از متاخرین مشایخ گفته اند که خاطر اگر در شهوات مباحه است نفسانی است  
 و اگر در محرکات است شیطانی و اگر در طاعات است ملکی اگر در قطع از ماسوی الهی است حقانی است و حضرت  
 شیخ عارف کامل عبد الوهاب متقی راه قدس سره رساله ایست سیمی بمفاتیح الغیوب فی معرفت خواطر اهل قلب  
 بسنه نافع و در شرح چیزی از آن نقل کرده ایم حضرت خواجہ حسن بصری می فرماید که دو قصد کردی می گویند

ایکی از حق و دیگری از دشمن پس اندر هم کند بر بنده که هنگام قصد کردن توقف نمود اگر آن قصد را از طرف حق معلوم شود آن اجاری کند و اگر از طرف دشمن فساد و جنگ کند و بسوی همین کشاکش قلبی اشاره میکند حدیث که دل مومنین دو انگشتان است از انگشتهای رحمن چرا که خداوند تعالی منزله ازین است که او را انگشتی از گوشت و پوست و خون و استخوان و غیره باشد بلکه مراد این است که هر گز که انسان و او را انگشتان کار نمی کند و بفرغت دیگری را از تحریک انگشتان می نماید همچنین حق تعالی از فرشته و شیطان کاری گیرد و این هر دو گردانیدن دل مثل انگشتان آدمی مانند گردانیدن اجسام و باعتبار اصل خلقت در دل لیاقت قبول آثار ملکی و شیطانی هر دو برابر است یکی از ترجیح بر دیگری نه البته از اتباع شهوات و مخالفت آن یک جانب را بر دیگر ترجیح می گرد و یعنی اگر انسان بمقتضای شهوت و غضب کار خواهد کرد پس شیطان بواسطه خواهش نفسانی غالب خواهد شد و درین صورت قلب مریض و باوای شیطان خواهد بود و چرا که خواهش نفسانی چراگاه و سیرگاه شیطان است و اگر شهوات را مغلوب کرده اخلاق ملک اختیار کرده است پس درین صورت قلب منزل و متقللاً که خواهد بود و چون که در قلب صفات بشریه یعنی شهوت و غضب و حرص و طمع و طول امل و غیره که فروغ خواهش نفسانی اند به وجود آید پس با ضرورت هر یک قلب شیطان نیز بحال مسوسه اندازی است ازین جهت و حدیث شریف آمده که از شما هر کسی اشیطانی است عرض کردند یا رسول الله حضور اقدس اینزه است فرمودند بله است بلکه آنیکه حق تعالی مراد او غالب گردانید و او مسلمان شده است و پیش من گردن نهاده و بجز خیر چیزی نمی گوید این را مسلم بر وایت عثمان بن ابی العاص روایت کرده شیطان برای کار خیر صرف بذریعہ شهوت تصرف می کند پس هر کسی که خداوند تعالی عنایت فرمود و شهوت او را آبخنان مطیع او گردانید که بجز حد مناسب ظهور خندان و نتواند پس در نصورت آنکس شهوت بسوی شرعی نخواهد پس شیطان نیز که جسم شهوت دارد و او را بجز خیر چیزی نمی گوید و هر گاه که تربیت بسبب خواهش نفسانی ذکر دنیا غالب می گردد شیطان را بحال مسوسه حاصل می آید و او بجام غلش مشغول می گردد و هر گاه که دل بحسب بحق می کند شیطان موقع نیافت می گریزد و درینوقت فرشته داخل خواهش می کند و با هم این هر دو لشکر شیاطین و ملائکه همیشه همین کشاکش بکول می مانند تا آنیکه قلب متعادلی از ایشان می گردد و مستقر و مسکن

آن می گردود و می را اگر گزید هم در آن می شود بطور کشمکش می شود لیکن حال اکثر قلوب اینست که لشکر طین  
 آنها را مفتوح و مسخر کرده است و مالک آنها گردیده پس همچو دلهما از سوس پُراند و همین دلهما اند که دنیا را  
 بر آخرت ترجیح داده اند و بعد از غلبه این لشکر اتباع شهوات و موهله نفسانی است تا وقتی که زور شیطان کم  
 نخواهد شد سخر شدن آنها ممکن نیست زور شیطان این گونه کم می شود که دل از شهوات و موهلهای نفسانی خالی  
 کند و از ذکر حق پُر سازد که بسبب آن اثر فرشتگان بر دل نزول کند جابر بن عبیده عدوی می فرماید که از علما  
 این بپای دشکایت کردم که در دل من سوسه می شود فرمودند که مثال این چنین فهمیدی است که در دوان در  
 خانه دو آند پس اگر در آن خانه چیزی خواهد بود و او را خواهند برد و نخواهد بود چیزی از خود گذارند خواهند رفت  
 غرض ازین اینست که دلی از موهلهای نفسانی خالی است و در آن شیطان نمی رود حق تعالی فرموده است  
 ان عبادی لیس ملک علیهم سلطان پس هر که اتباع موهلهای نفسانی می کند او گویانده حق نیست بلکه او را  
 بنده موهلهای نفسانی بگویند چنانچه جای دیگر ارشاد می فرماید افریت من اتخذ الهه مواءه درین صفت ارشاد شد  
 که متبع موهلهای نفسانی بنده مواءه است و همان امجد و خود می فهمد پس بر هیچ کس شیطان اقبال نمی فرماید  
 و درباره حفظ از شیطان در احادیث نیز فرموده اند که در است مثلاً حضرت عمرو بن عاص روایت می کنند که از  
 حضرت صلی الله علیه و سلم عرض کردم که شیطان میان من و نماز من حائل می شود یعنی در نماز قنوت سوسه  
 می اندازد ارشاد فرمودند که این شیطان اخترب گویند هرگاه که او ترا معلوم شود او را باندن از شیطان از بیم  
 بخوان و جانب است سه مرتبه بزاز اند عمرو بن عاص می فرماید که حسب الارشاد عمل کردم آن سوسه  
 برفت همچنین در حدیث دیگر است که در وصف خود فرموده و خلاصه این شیطان است که او را و لهان می گویند و از حق تقاضا  
 بپناه خواهد این ابن ابی حبه و ترمذی بروایت ابی بن کعب نقل کرده اند و گفته که غریب است اسناد او موافق این حدیث  
 قوی نیست و از ذکر حق دفع شدن شیطان از وجه عمده هم ثابت است و آن اینست که سوسه شیطان از دل  
 همان وقت خواهد رفت که بجز آن سوسه امری دیگر در دل گذرد چرا که هرگاه که گذر امری در دل می شود پس از دیگر  
 امری که ازین امر اول بود و در آن نمی ماند پس از متوجه کردن دل و سوسه شیطان رفع می شود و اگر این هم ممکن است  
 در آن امری دیگر هم سوسه کردن گیرد لیکن ذکر آلهی و تعلقات آن چنان اند که با وجود بودن شان شیطان را





سوم آنکه بین بن باشند و معلوم نشود که این خاطر اجانب فرشته است یا شیطان پس درین شک بسیار  
 و تمیز آن بسیار دقیق چه اگر بعضی مردمان که نیک باشند پس اوشان شیطان بسوی امر شرّ صریحی داعی نمی تواند شد  
 بلکه شرّ را بصورت خیر آورده پیش شان می کند و این فریب سخت است اکثر مردمان ازین هلاک می گردند مثلاً از عالم  
 بطور و عظمی گوید که حال خلق برین که در جهل گرفتار و در غفلت سرشار و برکنار و تخریب برین بندگان خدا و احم کردن  
 و ایشان را از هلاکی محفوظ داشتن و وعظ و نصیحت ایشان را شنوایند باید خداوند تعالی تر نعمت علم و دل روشن  
 و تقریر دلکش داده است و از لکن خوش بهره مند فرموده پس ناسپاسی نعمت چگونه خواهی کرد و از اشاعت علم  
 بازمانده مورد عنایت خداوندی چگونه خواهی شد مردمان را بر راه راست دعوت کردن باید غرض بچو تقاریر  
 از نفس او همیشه می کند تا اینکه بر وعظ گوئی او را بباطل اهل محیل آمده می کند باز بعد ازین در دل می اندازد که اگر بایست  
 فایده پوشیده از آنچه خوش تقریر و اظهار خیر خواهی کرد سخن تو بردار اما اثر نخواهد نمود و نه کسی را راه راست دستیاب  
 خواهد شد و دیگر بچو تقاریر مدام می کند غرض او ازین سخنان این می باشد که عالم مذکور را در یابا اندازد که این اشوق  
 تعظیم خود و کثرت خدام و کبر علم و جاه خود و چشم حقارت دیدن دیگران گردد پس توان دید که در ظاهر چگونه خیر خواهی  
 می کند مگر در واقع بفکر هلاک این غریب بچاره است از سخنان چاپلوسان این سامع نیز میداند که این خیر خواهی  
 می کند و پیش حق مرتباً و بزرگ خواهد گشت حال آنکه غرض او همین می باشد که درین کس را با عجب افتاده  
 تباها گردد و بسوی بچو کسان اشارت است درین حدیث که بیشک الله تعالی این دین را از ان کسان م  
 خواهد داد و که اوشان را بهره نبود و این دین را حق تعالی از مرد بدکار بدو خواهد رسانید اول انسانی بر و است  
 انس رضی الله عنه و دوم را بخاری و مسلم بر و است ابو هریره آورده اند و بهر این حضرت عیسی علیه السلام در جزا  
 شیطان چه خوش امری ارشاد فرموده بود یعنی ابلیس هر گاه که رو بر من آنحضرت آمده عرض کرد که بفرمائید  
 لا اله الا الله آنحضرت ارشاد فرمودند که این کلمه درست است مگر از گفتن تو نخواهم گفت عرض حضرت مسیح علیه السلام  
 ازین آن بود که ابلیس مردود درین خیر نیز فتنی پنهان کرده خواهد بود و این گونه فریب های شیطان بسیار اند  
 که بسبب آن علما و عابدان و زاهدان و فقرا و اغنیاء و دیگر اقسام مردمان که صرف ظواهر را به میدانند و ترکت بعضی گناه  
 عظامه نمی شوند تباها و بربادی شوند در باب غرور و مغالطه چیزی از فریب شیطان در آخر این کتاب نخواهم نوشت



و اگر فرصت شد پس خاص کتابی نیز در همین باب خاص نوشته نامش تلبیس الملیس خواهیم نهاد چرا که فی زمانه  
 فریب آن در زمانه مخلوق خاصه در مذاهب اعتقادات بسیار افتاده اند حتی که خیر انانی صرف مانده است  
 و این از بهر همین است که مردمان فریب های شیطان را یقین می کنند پس بر بنده واجب است که قصد کند در دل  
 او آید در آن از توقف و تامل این امر معلوم کند که از جانب ملک است یا شیطان ؟ و در انجوب غور و تامل کند چرا  
 که این امر بدون نور تقوی و کثرت علم و بصیرت معلوم نمی تواند شد چنانکه حق تعالی ارشاد می فرماید ان الذین اتقوا  
 اذا سمعوا طعنه من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون غرض ازین آنست که اهل تقوی در هر چه وقت بسوی حق  
 علم رجوع می کنند و اشکال شان دور می شود و هر که تقوی نمی کند و از جهت متابعت خواستش نفسانی تریب  
 شیطانی یقین می شود و بسیار فریب می خورد و بجهل و فحش و بلاک می گردد و در حق هیچ کس حق تعالی می فرماید که ویدلم  
 من الله لکم لیکونوا یحسبون یعنی عملهای را که او شان حسنات تصور می کردند آنرا داخل سیئات اند و در علم  
 معاد باریک است از همه سخنها معلوم کردن فریب های نفس و شیطان است و این بر بنده فرض عین است  
 و مردمان ازین غافل مانده و چنان علوم مشغول می شوند که از آنها و سواس زیاد می شود و شیطان غالب  
 می آید و عداوت شیطان و طریقه مخوف طماندن از و فراموش گرداند و طریقه حفظ از کثرت و سواس این است  
 که ابواب خواطر مسدود کرده شوند و آن حواس خمسۀ ظاهری اند و باطن شهوات و علایق دنیاوی پس حواس  
 ظاهری بدین گونه بندی شوند که در حکای تاریک نشینند و طور کم کردن و سواس باطن آنست که داخل مال جدا  
 گردد و درین صورت صرف راههای تخیلات کشاده خواهند ماند آنچه که هر وقت در دل جاری می ماند بهر دفع  
 آنها بجز ذکر الله چاره نیست لیکن شیطان دل را اینجا نیز نمی گذارد و ذکر حق از و فراموش می ماند پس این صیورت  
 از و مجاهده کردن باید و انتهای این مجاهده بهر موت می شود چرا که تا وقتیکه انسان زنده می ماند شیطان تلاصی  
 نیست البته بعض اوقات چنان زبردست می شود که فرمان بردار شیطان نمی ماند و از مجاهده شر ازین سوبان  
 می افتند لیکن تا وقتیکه حق در بدن می ماند مجاهده او ضروری است چرا که ابواب شیطان تا عمر بدول انسان مفتوح  
 می ماند و بندنی شوند و آن غضب شهوت و طمع و حسد و غیره اند و هرگاه که در وازها کشاده باشد و دشمن هم غافل  
 نباشد پس بجز حفاظت و مجاهده کار بر نخواهد آمد کسی از حضرت خواجہ حسن بصری پرسید که ای ابو سعید شیطان چگونه

می کند یا نه فرمودند که اگر شیطان بختی پس مرا آسایش گشتی، خلاصه اینکه بنده مومن از او خلاصی و فرصتی فی البتة  
 دور او کم می تواند شد چنانچه در حدیث شریف آمده که ایمان از شیطان خود را چنان لاغری کند که از شما کسی شتر خود را  
 در سفر لاغری نماید این را احمد بروایت ابوهریره آورده است و در سند این باب ایضا ضعیف است و حضرت  
 ابن مسعود فرمود که شیطان مرد مومن لاغری شود و قیس ابن حجاج میفرماید که شیطان من از من گفت که من نزد  
 تو موافق شتر توان آمده بودم اکنون همچو طائر ام پرسیدم که این چگونه است گفت که شما از ذکر الله و لاغری کنید پس  
 ازین روایات معلوم شد که بر اهل تقوی بند شدن ابواب ظاهری شیطانی مشکل نیست که ایشان از طرق وضعی  
 بسوی معاصی انداخته می کنند و حفاظت محراب است که این بی بجای آید مگر آنکه طرق عامه شیطان اند  
 در آن اوشان را هم لغزش می گردد چرا که آنها را در معلوم نمی شود و حفاظت از آن کنند چنانچه باید بر باب فرمود  
 علمائی نوشته ام و زیاده تر مشکل این است که آن ابواب شیطانی که بر دل متوجع اند بسیار اند و در وازه جانب  
 ملکی صرف یکی است و این یک وازه در آن چه شنبه گزیده است حال بنده باعتبار آن در اینجا است که مساک  
 در شب تاریک در صحرا ایستاده است و در آن صحرا راه های بسیار دشوار گذار موجود اند پس آنکس را راسته درست  
 از دونه معلوم می تواند شد یا از بصیرت و عقل یا از روشنی آفتاب پس در معرفت این در وازه ها قلب متقی بجای  
 بصیرت و عقل است و علم کثیر کتاب الله و سنت مثل آفتاب که از جهت آن اوست البتة معلوم خواهد شد و در طرق  
 شیطانی بسیار اند و معلوم مطابق این آن وایت است که از عبد الله بن مسعود منقول است که روزی حضرت  
 صلی الله علیه و سلم بروی من خطی کشیدند و فرمودند که این اوست حق است پس است و چنانچه این خطوط بسیار  
 کشیدند و فرمودند که این راه های شیطان اند و هر راه شیطانی است که او بدان سوی طلبد باز این آیت خواند  
 هذا صراطی مستقیم فاتبعوه ولا تتبعوا السبل و سبل همان خطوط را نشان داد و فرمود پس کثرت راه های شیطان آنحضرت خود  
 واضح فرمود و امثالی را بار یک و را نیز نوشته ایم که شیطان از دو عالم و عبادان را فریب میدهد حال آنکه این مردمان  
 مالک شهوات خود بای باشند و گناه ظاهری هم نمی کنند اکنون باطنی ذکر می کنم که انسان خواهد خواهران راه  
 رفتن می گیرند این قصه در حدیث شریف موجود است که راهی بود در بنی اسرائیل شیطان در خیزی را گله و فقه کرد و در  
 قلوب اهل و عیال خست این خوراند و سخت که علاج این خست از در واهان را هیچ است آنها همه و خست از در واهان

۲

تجرب

این راه

سنت

است

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

درست

راهب اولاً از علاج انکار کرد آن بچارگان اصرار بسیار کرد تا در راهب مجبور گشته قبول کرد و دختر را بهر علاج نزد  
خویش نگاهداشت پس شیطان نزد راهب آمده و سوسه باز جانب دختر در دل و انداخت تا اینکه راهب از آن  
وسوسه باز ماندن نتوانست و مرکب فعل بد گشت و دختر را ملکه گردید بعد ازین شیطان در دل راهب انداخت که  
اکنون بسوای شما نخواهد شد و مردمان شما را به خواهند گفت لا جرم بهتر نیست که دختر را بکش و دفن کن اگر کسی  
خواهد پرسید پس بگو که دختر نزد راهب بچنین کرد و شیطان نزد اعراسی دختر رفت و در دل آنها و سوسه انداخت  
که راهب با دختر چنین چنان کرد و او را کشته و دفن ساخته است مردمان نزد راهب آمدند و تصدیق قصورت  
خیالی خود پایافته راهب را بر گرفتن قصاص گرفتار گردید پس شیطان پیش راهب آمد و گفت این جمله حرکات من اند  
اکنون اگر بگفته باشم دل نمی و بجان و دل تا بچ فرمان من بشوی ازین بلا و قصاص برهانم راهب پرسید چنانچه  
نجات یابم شیطان گفت مراد و سجده کن که خلاص خواهی شد راهب بچاره از خوف چنان سجده هم کرد پس  
شیطان گفت که من هیچ نمی توانم کرد پس از حال همچو کس حق تعالی خبری دهد کشتل شیطان اذ قال لا انسانی الا کفر  
فلما کفر قال انی برئ منک انی اخاف الله رب العالمین پس توان دید که شیطان چنان جلیل بازست راهب را  
چگونه در گناهان کبیره مبتلا گردانید و نشان آن صرف نیت و معلوم شد که راهب درباره علاج و سوسه شیطان را  
اتباع کرده و مسلم داشت و این امری بسیار آسان بود ابتدا همین معلوم می شود که علاج کردن امری عمده است پس  
ازین معلوم شد که شیطان اول و در اول چنین امری اندازد که آدمی بسبب سخت خیر او را نیکو داند و انجام  
کار کار از دست بدر میرود و از امری دیگر چنان پیدای شود که از خلاص مسیری نگردد و از اصاحت  
ابتدائی امور خدا محفوظ دارد و این حدیث راهب ابن ابی الدنیا در کتاب خود این مرد و پیه در تفسیر خود بروایت  
عبید بن رفاعه مرسل و حاکم موقوف بر علی مرتضی آورده اند و آنچه در حدیث شریف وارد است که من حاکم حاکمی  
یوشک ان یقع فیه درین هم بسوی این امر اشاره است گویم این حدیث را بخاری و مسلم بروایت نعمان بن بشیر  
روایت کرده اند و اصل در بیان اقسام خطرات باید دانست که اکثر متصوفه بر آنند که خطرات بر چهار قسم اند  
حقانی و ملکی و نفسی و شیطانی اما خاطر حقانی علی است که حق تعالی از لطیف غیب بر او اسطر در دل اهل حق  
و حضور اند و کما قال الله تعالی قل ان ربی یقدر باطلح علام الخیوب و اما خاطر ملکی آنست که بر خیرات

داستان شیطان  
چون گفت  
آدمی از کاشانه  
پس بچنان کافر  
شگفت بر کرد  
نیست که بگوید  
در هم از خدا  
برود و کار  
عالم را  
بگوید  
که در گدازد  
شیطان را  
عجب نیست  
که در آن نشود  
در سوسه  
بچنین  
نمودن  
بگوید که آدمی  
من را بگوید  
و دوست داشته  
و پوشیده است

و طاعات ترغیب کند و از معاصی و مکاره تیراند و بر ارتکاب مخالقات و تقاعد و تکامل از مواضات ملت  
 کند و اما خاطر نفسانی آنست که بر تقاضای خطوط عاجله و اطوار دعاوی باطله مقصور باشد و اما خاطر شیطانی آنست  
 که داعی بود بنهانی یا مکاره زیراکه شیطان در سبب احوال بحسبیت انگیزد و چون بیند که بین طریق اغوا و گمراه  
 کردن صورت نمی بندد در عین طاعت و پراگنده کردن قلب بجانب افراط که شرعاً مکروه است و موسسه کند چنانچه  
 متابعت بر عقیدت نماز و تطیيع لباس و صیام اسرار و استعمال آب وضو بنحیته که از حد علم تجاوز نشود و در غیرت  
 که بهر وضو شیطانی است که او را و همان گفته می شود و فرق میان خاطر حقانی و ملکی آنست که خاطر حق را هیچ خط  
 و گیکه معارض نشود و چه با ظهور سلطنت او و اجزای وجود منقاد و مستسلم شوند و خواطر دیگر مضحک و متلاشی گردند  
 چنانکه حسین بن منصور گفت در جواب آنکه از وی پرسیدند که برهان حق چیست گفت که وارو است که فردی آید  
 بر دلها که عاجز اند نفوس از تکذیب آن و با وجود خاطر ملکی معارضه خاطر نفسانی ممکن است و اما فرق میان خاطر  
 نفسانی و شیطانی آنست که خاطر نفسانی بنور ذکر منقطع نشود و بر تقاضای مطلوب محمود الحاح نماید تا بجا برسد اگرچه  
 سالها بران بگذرد الا وقتیکه توفیق الهی رفیق گردد و بهیچ آن مطالبات از نفس برنگذند و خاطر شیطانی بنور ذکر  
 منقطع نشود اگرچه ممکن است که بنوعی دیگر و آید و خواهد که بنده را غافل گرداند و اغوا کند چنانکه حدیث آمده است  
 که شیطان حاتم است بر دل سپردم هرگاه که او حق را یاد کند شیطان بگریخت و روگردانید و هرگاه که غافل شد  
 او را حق هجوم می آورد بر دل با و بخوان این و آن گوید مراد از شیطان اغواست بهرچه که صورت بندد و مطالبات  
 امری مخصوص بهیچکس از خاطر حقانی و ملکی و نفسانی منقطع نشود الا در حال فنا یا این معنی بیش از آنچه دست نه  
 دیگر باره چون از سر حد فاد عین شهود بارسم وجود رجوع افتد خواطر سه گانه معاودت نمایند و شیخ محمد الدین  
 بغدادی برین چهار قسم خواطر سه قسم دیگر افزوده خاطر روح خاطر قلب خاطر شیخ و بعضی بر این سه خاطر عقل افزوده اند  
 و بعضی خاطر یقین و حقیقت آنست که این خواطر پنجگانه مندرج اند تحت آن چهارگانه چه خاطر روح و قلب تحت  
 خاطر ملک اند و خاطر عقل اگر در روح و قلب بود از قبیل خاطر ملک باشد و اگر در نفس و شیطان بود از قبیل خاطر  
 شیطان و اما خاطر شیخ و آن معنی بود که از مدد و مهت شیخ بدل مرید صادق پیوندد و مشتعل کشف بعضی وصل شکله  
 که مرید در شکافت آن از ضمیر شیخ استمداد کند و فی الحال برود کشف و مبین گردد و تحت خاطر حقانی داخل بود

چه وجود شیخ بنشاید بانی است مفتوح بر عالم غیب که از هر لحظه او فیض حق بدل مرید میرسد و اما خاطر یقین آن  
 وارد نیست که از معارضات شکوک مجرب بود هم داخل است در تحت خاطر حقانی و اصل خاطر چهار گانه وجود الله  
 شیطانی و الله ملکی است چه حق سبحانه و تعالی که بنده را خلعت قرب حضرت خود خواهد پوشانید تخت و فودا ملک را  
 که جنود ارواح قلوب انداز برای تائید و نصرت و انزال فرایده تار و روح و قلب مؤید و منصور شوند و قوت گیرند و به بالی است  
 در فضای قرب طیران کنند و مستعد نزول حقانی خاطر شوند و چون خواهد که بنده را بتا زبانه امتحان و ابتلا مقید کند  
 جنود شیطانی را از برای مد و نفس ارسال کند تا قوت گیرند و به بهمت و نیب بگرز بکشی و مجتهد طبعی گرایند و از خواطر  
 نفسانی تولد کنند و تمیز خواطر چنانکه باید دست نهد الا کسی را که نخست آینه دل از رنگ هم او طبع بمصطفی کند  
 و آفتاب جلاد و تصورات حقانی خواطر کماهی در آن کشف گردد و هر که در زهد و تقوی بدین درجه نرسد و خواطر  
 که میان خواطر تمیز کن طریق آنست که اول خواطر را به این شرح بسنجد اگر از قبیل فرائض یا فضائل بود آن را امضا  
 کند و اگر محرم بود یا مکروه نفی کند و اگر از مسابحات بود هر طرف که بجا گفت نفس نزدیک باشد امضا کند چه  
 غالب آنست که نفس را میل بخیر می دود و بداند که مطالبات نفس و گونه اند بعضی حقوق و بعضی خطوط  
 حقوق ضرورات اند که قوام بدن و بقای حیات بدان مربوط و مشروط است و خطوط هر چه بر آن زیادت بود پس  
 باید که تمیز حقوق از خطوط لازم حال او بود تا حقوق را امضا کند و خطوط را نفی و از باب بیایات او قوت مضبوط  
 و حقوق لازم است و نتایج و از آن گناه اما منتهی امکان بود که طریق و بحث بکشاید و از مضیق ضرورات به فضا  
 مساهلت و مسامحت راه دهند و آنگاه او را رسد که خواطر خطوط را امضا کند باذن حق انتهی و بعضی مشایخ  
 خاطر روحانی را نیز اثبات کرده اند و علامت آن طمانیت است بی اعتراض درونی و فرق میان خاطر ملکی و روحی  
 دقیق باشد اما هر دو موجودات خوانند و خاطر روحانی داعی باشد بشهوات و بران مطالب است کند و جاذب دل  
 بتنعیم و آرایش دنیا و خاطر شیطانی مزین و آراسته مصیبت باشد و جاذب دل بجهت و حسد و غیر آن از مذمومات  
 و محرک دل گردد و بعالم سفلی و بر جمیع روندگان لازم است شناخت این خاطر چه شناخت آن موجب سعادت باشد  
 و نا شناخت آن موجب هلاکت چه که عبادت را اخلاص شرط است اخلاص حق بی شناخت خواطر مسلم نمیشود  
 و چون اعیان بر باطن مستقر شود اگر آن از قبیل حقانی یا روحانی بود بران عمل باید کرد و اخلاص بر آن باید کرد

و اگر آن اعیه نفسانی یا شیطانی باشد از آن دور باید بود که عمل آن باطل باشد و بعضی گفته اند آنچه در دل فرد آید از خواطر  
 محمودیه بی اثران عملی از بنده آن اوار و گویند آن از قبیل خواطر باشد بلکه از واردات باشد و اگر گاه از علم پس  
 واردات اعم بود از خواطر بلکه خاطر مختص است بنوعی از خطاب یا هر آنچه متضمن معنی خطاب است و واردات را  
 اختصاص بر آن نیست و تحقیق متفق اند بر آنکه سالک در بدایت کار هر چهار خطره نفسانی و شیطانی و ملکی و الهامی را نفی  
 باید کرد و بجهت آنکه مبتدی سلوک قوت معرفت و فرق هر یکی نداند اگر آنکه شیخی کامل و مکمل بر سر باشد که متوهمین تعلیم کنند پس  
 نزد این بعضی خطره الهامی نیز است و آن آنست که مردم را بیدار کند و بیایا گاه باندک این خطره شرست و این خطره خیر  
 و ازین هر دو باز آرد چه خطره خیر هم غیرت و حجاب است و بعضی فرموده اند که خطره شیخی قلبی و روحی هم است فاما تبع  
 این چهار اند و این چهار مذکور بالا اصل اند و حصول در فرق میان هر دو جنس خواطر و آنکه صوفیه از هاجس خاطر اول تعبیر  
 می کنند و آن خاطر ربانی و روحانی و فرج یعنی جنبیده است و او را سهل سبب اول می نامند و آن خاطر است پس  
 هر گاه در نفس متحقق شود و او را اراده گویند و اگر او را امری بدتر به سوم متردد گرداند و او را هم گویند و در چهارم عزم نامند و قوت  
 توجیه برادر خویش قصد گفته آید با شروع در فعل نیست نامیده شود و اگر خاطر فعلی بود الهام گفته شود یا علوم و مہمبیا یا ندیم  
 پس الهام عام باشد فالحمها بخیر یا تقوا یا و مہمبیا ولدنی خاص است با و لیا و علمنا ہ من لدنا و خواطر خطابی اند  
 کہ بردار می شود پس گاهی بالقادر حق می باشند و گاهی بالقای فرشته و وقتی احادیث نفس باشند و زمانی بالقادر  
 شیطان و ربانی را عنایت و لطف گویند و اگر بدو خدا نخواستند ملکی الهام و شیطانی را و سواس نفسانی را  
 خاطر و ربانی وارد می شود بر رحمت و عظمت و حکمت پس هر گاه بر حمت وارد شد نفسی در دل باقی خواهد ماند اگر عظمت  
 وارد گردد و مہمبیا در دل خواهد ماند اگر حکمت وارد شد در دل سکونی باقی خواهد ماند ملکی بر دل می آید خوشخبری و مہمبیا  
 و ترسانید و تنبیه کننده پس هر گاه بشر بود در دل سبطی باقی ماند و اگر ترسانید و طلب قبضی باقی ماند و اگر تنبیه کننده باشد  
 در دل علمی بگذرد و خطره نفسانی آنکه دعوت کند بسوی خطا و امید یا و خواہشها و اخلاق بد و شیطانی آنکه شوق باند  
 گناہان و ترساند از محتاجی و بفرمایند بکردن را و برانگیزد و بفرماید حضرت جنید رح فرموده است کہ میان ہر جنس نفسانی  
 و سواس شیطانی فرق این است کہ نفس ہر گاہ از توجہی طلبد و بران الحاح نماید پس ہمیشہ آن خواست عدو کہ در شوق  
 مصمم گردد بعد وقتی کہ آنکہ مراد و مقصود نفس حاصل گردد و اگر آنکہ مجاہدہ صادقہ ہمیشہ داری و مجاہدہ نفس را

از خطوط اوبالکلیه میرانی و در صفت های نفس ساکن سازی انگاه البتة سالک اوقات نفس استراحت یابد و در آن نفس  
 ربانی نیست و ضرورت مقصود خویش هر گونه که خواهد بود نیست بزوجه او و او را شیطان هرگاه او ترا بغیر شمع دعوت کند  
 و تو مخالفت آن کنی پس او بغیر شمع دیگر و سوسه ناک کند زیرا که مخالفات هر همه نزد شیطان برابر اند پس شیطان  
 دشمن نادان بود و نفس دشمن از آن روزی در همین تذکره حضرت جدنا و مرشدنا مولانا شاه حیدر علی قلندر قدس سره  
 ارشاد فرمودند که دشمنی بگیر صعب تر از این هر دو در انسان موجود است و آن طبیعت انسانی است که سالک در مساجد  
 و موافقات برده از راهی انما از و این کمتر کسی می شناسد الا انما این از آن هر دو سخت تر است و طبیعت را گویا  
 مزاج این هر دو نفس و شیطان توان آنست پس ازین نیز ظاهر سر و علانیته یابد و انتهی گویم که طاهر الباطن و صراط  
 در تصوف آن را گویند که او را حق تعالی از وساوس و هوا حس و تعلیق با غیر از نگاه داشته باشد و طاهر سر آنکه یک چشم  
 زدن هم از حق خافل نباشد و طاهر سر و علانیته آنکس است که او بفرا کردن حقوق حق و خلق بر همه قائم باشد هر وقت  
 او بر عایت هر دو جانب انتهی و هر خطره که از ملک باشد پس او امر کند سالک را بمعرفت مشوق داند او را بسوسه  
 فضائل و آراسته کند بهر او کسب نیکها و پرستگاری نماید و سالک بر محتاج الیه راسی و اندو گوید که نظره ملک است او  
 ولی است و از اجز او در دل می و او را غرضی نیست و تخصیص یک فعل نیز که دیگر و بداند که خواطر از او باندگی بستاند  
 خود را بدان حفاظت کند و بمعرفت آن نهایت خود را تسکین گرداند و از خواطر چارگاه خطره ربانی است او همیشه  
 بر صواب باشد و از وفراست بود مومن کامل او شکاف نشد و سالک صادق و در خطره ربانی سه تجلی وارد می شود  
 جلال جمال پس اگر تجلی جلال وارد شود نیست نابود گرداند و اگر تجلی جمال وارد گرد و ثابت و باقی دارد و اگر  
 تجلی کمال وارد شود و نیک گرداند و راه نماید و خواطر را چاره وارد اند پس خاطر ربانی بر روح آید و ملک عقل و نفسانی  
 بر دل و شیطان بر طبع و بدانکه خاطر اول دانا کاذب نبود و دوم همیشه غش نباشد و سوم همیشه صادق نبود و چهارم  
 همیشه ناصح نباشد و اکثر و در خاطر ربانی انگاه است که سالک از غلوت بر آید از غیبت فصل شود و حقیقت اندیشد آن  
 مفیدست فی راد حال کمال می بخشد و تقاضا اعتدال خارج عاوت بود در عالم غیب شهادت خاطر ملک و عطا  
 کننده دامن نمایند و نهی ساوند و نصیحت کننده می آید و نفسانی وارد می شود و غرور و غصه و عجلت نورانیت وقت  
 خوردن حرام و معاشرت بدان و مجالست اهل جمال کلام و شیطان وارد می شود و وقت میل بسوی طبع و گریختن

از قیود و شریعت بر بانی میرساند منازل مقربین او مگاشفت بود آن را مخصوص فرموده است حق تعالی جل و علین  
 و آخرین و ملکی بری انگیزد بر مقام اهل عین و شوق می دهم بهر منازل صالحین نفسانی رغبت می داند و حاصل و زبرد  
 می کنند در اجل و عورت می کند در رتب فرض میگرداند علت و سبب و تفسیری نماید احوال متقین او و فردی آورد بود  
 سوی اسفل السافلین شیطانی آماده می گرداند محتاجی و آراسته گرداند امانی را پس باید که وزن کند ای برادران جباران  
 شرح و بنیاد شود لیکن افعات که سالک در میان خواب بیداری ظاهر می شوند پس آن آنکه که سالک هرگاه  
 شرمع کرد در ریاضت نفس ظاهر می گردد او را عجز و ذلت و عالم ملک ملکوت فائده آن در سالک اینست  
 اگر او مطلع باشد بر احوال نفس از زیادت و نقصان و رفعت و جود و شوق بسوی منازل و مقال درجات علیا  
 و سفلی و حق و باطل و بدان می شناسد که کدام صفت بر او غالب است از صفات نفسانی و حیوانی و سبعی و قلبی  
 و روحی و ملکی و رحانی پس اگر بر سالک صفاتی از صفات مذمومه نفسانی غالب بود و بچو حرص و نخل و تعدد و کبر و خصمه  
 و شهوت و غیر آن پس ظاهر خواهد بود حیوانات و واقعات پس اگر صفت حرص بر او غالب است ظاهر خواهد بود  
 بصورت بوش و منور و اگر صفت خفا غالب است ظاهر خواهد شد صورت کزدم و مار و اگر صفت کبر غالب است  
 پس بصورت فحل و اگر صفت بهائم غالب است پس بصورت غنم و اگر شهوت غالب است پس بصورت شیاطین و  
 خر و اگر صفت سبعی غالب است پس بصورت درنده ها و اگر شیطانی غالب است پس بصورت شیاطین و  
 ابالیس و غیلان و اگر حیله و کفر غالب است تمثال شود بچو گوش و روباه پس اگر این اشیاء را بینداند که این صفات  
 بر او غالب اند و اگر نه های جاری و صافی بنید یا ستاره ها و ماه تاب و آسمان بینداند که این از صفات قلبیه  
 است و اگر انوار و صعود و عروج و طی ارض و رفتن بر آسمان و جود و کشف معانی و علوم لدنی و ادراکات  
 بلا واسطه حسن بینداند که این از مقامات روح اند و اگر مطالعات ملکوت و موافق افلاک و ستارها و عرش  
 و کرسی بنیداند که این از صفات ملکیه حاصل شدن صفات حمیده اند و اگر مشاهدات انوار غیب مگاشفت  
 صفات الهیه و الهیات و اشارات و وحی و تجلی صفات ربوبیت بینداند که این از مقامات تخلق باخلاق  
 رحمن است و باجماع هر صفتی که بر نفس غالب است سالک آنرا در صورتیکه مناسب می است نخواهد دید و بدان  
 اگر هرگاه سالک بقای رسد که او را نداند و از سلوک منقطع گردد پس او را ضرورت از شیخی هرگاه که سلوک او



وصفات نفس و قلب بود و هرگاه در مقامی روحانی رسید پس سالک اعمور از ان مقام مکن نبود و مگر تصرف در  
ولایت و بدانکه واقعات قلبیه و روحیه و ملکیه با ذوق می باشند و از انها نفس اوت و شرب و شوق می باشد  
نفس از خلق و لذت عالم شهادت و مستحیات عالم جسم می گردد و با مغیبات و عالم روحانی انس می گردد  
و هرگاه که نفس عالم اسرار و حقائق منکشف می گردد نفس با ملکیه منقطع می گردد و بسوی عالم غیب پس بعد از ان  
نفس مشاهده حاصل می گردد و آن چنان است که آئینه قلب هرگاه بسبب الاکماله الصافات می شود و او را  
صفاقت حاصل می شود و از و صد امیر و او را موافق صفاتی انوار غیب ظاهر می شوند پس می باشند و الا  
همچو برق و لوامع و لواح پس همچو چرخ پس همچو شعاع پس همچو شعله پس همچو ستاره پس همچو بحر و لاله پس همچو بحر  
پس همچو آفتاب پس همچو انوار مجروره و وصف این طول و طویل است پس بعد از انها تجلیات اندر و یک آنها کما شفا  
اندر پس وصول بسوی حقیقت معرفت انتهی که ذاتی جامع الاصول فائده باید دست که لواح و بطول و لوامع  
این هر سه الفاظ متقارب یعنی اندر اینها فرقی بسیار نیست این سه از صفات آن صاحب باریت اند که او شان  
را روشنی از آفتابهای معارف واضح نشده و این حالت دائمی نیست لیکن حق تعالی قلوب شان از این روشنی  
میدور و هر وقت که اقال الله تعالی و لهم رزقهم فیها بکرة و عشیا پس هرگاه که آسمانهای قلوب از ابرها  
حفظ و تارکی می آید بر او شان ظاهری گردد برای او شان لواح کشف می دهند و لوامع قرب می نمایند بطول و  
سعد پس لواح اولای می شوند بعد از ان لوامع بعد از ان طول پس لواح مبرزه بر مقامی باشند و در عزت و ال  
و لوامع ظاهر تر و ثابت تری باشند از لواح گاهی تا دو وقت می مانند و گاهی تا سه وقت لیکن آنها نیز منقطع می گردند  
پس اهل لوامع میان روح و نوح کشف و تراند و طول و دائم تراند از روی وقت و قوی تر از روی غلبه مبرزه تر  
تا یکی را و نفی کننده تر تهمت را پس این هر سه را گاهی بعد از ان اینها اثر می نمایند که از صاحب اینها بسیار  
می گردد و عیش می کنند در بکت آن تا وقت عود آنها و گاهی ذات و اثر هر دو اینها می رود و اینچنان معلوم می شود  
که گویا بودند انتهی اعلامه میبندی در فرائض می نویسد که هر صفت که در دنیا بر تو غالب است در رزق بصورتی مناسب  
آن خواهی بود و اگر غیر غالب است بصورت پلنگ اگر غضب بصورت گرگ و اگر شهوت عدم حمیت بصورت  
خوک و اگر حرص بصورت موش یوم لا تنفع مال لا بنون الا من اتى الله قلبه سلیم بحسب اناس لیس لهم لقیمة علی نایتم

صلوات  
فردا در صفت  
و ایشان را بود  
معدن ایشان  
آنها صفت نام  
صلوات در یک  
ناله در مال  
نزدان لکن  
نفس فانی  
بود که در پیش  
معدن لایع  
باید که در پیش  
و در آن وقت  
برین صفت بود  
در این صفت  
شد بعضی کسان  
از صورت که  
از آن کرده  
فرا داشتند  
از کسان بودند  
و فکری پس بود  
از در خود  
نفس را

و کثیر بعض الناس علی صوره یحسن عندهم القوه و الخنازیر فطیلت بالتقوی ثم بالتقو  
در شب بخوابی بینی النوم ان الموت لمدتی فی الانفس حين موتها ولی لم تمت فی  
علیها الموت یرسل الاخری الی اجل سببی ان فی ذلک لآیات لقوم یفکرون کما تثنون ثم  
تبعثون ساکر مرموم درین اثنا خواب اند بعضی میدانند که آنچه مشاهده می کنند خواب  
در وقت مردن که همه بیدار شوند بتغییر خواب خود رست و نفس تولدی است که علوم و اخلا  
آن لوح اند و بدن تو عبارت است بر بالای آن ارقام روزی که این عبا مرتفع شود دیگر  
عنتک خطا که فصرک الیوم حدیث شیخ محی الدین ابن عربی و فص موسوی می فرماید لعل  
الا و هو من اسی مصدق باجارت بالاحبار الالهیه و اعنی من یحضرین و لهذا یکره مود  
و بهشت و دوزخ در دنیا همه با است بخاری از این سعود رضی الله عنه روایت می کند که  
فرمود الجنة اقرب الی احدکم من شرک لعله و النار مثل ذلک آن مار که در قبر عاصی خوا  
لیکن او چندان شراب نخوت و بنگ غفلت خورده است که ادراک الهی کند روزی که بخار  
هر دو احساس خواهد کرد و ان جهنم محیطه بالکافرین و عمده عذاب آخرت محبت دنیا است  
صلت خالی است و آنکه پندار که این علت ندارد چون نیک نظر کن غلط کرده گاهی عاشر  
که محبت معشوق از دل او زایل شده و در وقت فراق خلالت آن ظاهر می گردد  
ای دل به واسطه نفس پرموده شو با آتش عشق باش و افسرده شو خواهی که چو  
چون غنچه در گریه خورده مشو و کالمان را هیچ علاقه با دنیا نیست میدانند که  
است در برضیه و کمال او شکستن برضیه است بیرون آمدن از انجا صفوی صوفی  
حالی او بر فغانست حواله گاهیم با من خاک نشین خیز و سوی میکشای تا در آن حلقه  
بازدوت فی شیء انا فاعله کتر دوی فی قبض روح عبیدی المؤمن بکرم الموت و اگره مساءت  
ای دل چه اسیر فکر پیوسته شوی تدبیر خطا کنی و آکوده شوی خواهی که دله  
باید که ز بهشت نیست آسوده شوی حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله عنه فرمود پیر و انما

و کثیر بعض الناس علی صوره یحسن عندهم القوه و الخنازیر فطیلت بالتقوی ثم بالتقو  
در شب بخوابی بینی النوم ان الموت لمدتی فی الانفس حين موتها ولی لم تمت فی  
علیها الموت یرسل الاخری الی اجل سببی ان فی ذلک لآیات لقوم یفکرون کما تثنون ثم  
تبعثون ساکر مرموم درین اثنا خواب اند بعضی میدانند که آنچه مشاهده می کنند خواب  
در وقت مردن که همه بیدار شوند بتغییر خواب خود رست و نفس تولدی است که علوم و اخلا  
آن لوح اند و بدن تو عبارت است بر بالای آن ارقام روزی که این عبا مرتفع شود دیگر  
عنتک خطا که فصرک الیوم حدیث شیخ محی الدین ابن عربی و فص موسوی می فرماید لعل  
الا و هو من اسی مصدق باجارت بالاحبار الالهیه و اعنی من یحضرین و لهذا یکره مود  
و بهشت و دوزخ در دنیا همه با است بخاری از این سعود رضی الله عنه روایت می کند که  
فرمود الجنة اقرب الی احدکم من شرک لعله و النار مثل ذلک آن مار که در قبر عاصی خوا  
لیکن او چندان شراب نخوت و بنگ غفلت خورده است که ادراک الهی کند روزی که بخار  
هر دو احساس خواهد کرد و ان جهنم محیطه بالکافرین و عمده عذاب آخرت محبت دنیا است  
صلت خالی است و آنکه پندار که این علت ندارد چون نیک نظر کن غلط کرده گاهی عاشر  
که محبت معشوق از دل او زایل شده و در وقت فراق خلالت آن ظاهر می گردد  
ای دل به واسطه نفس پرموده شو با آتش عشق باش و افسرده شو خواهی که چو  
چون غنچه در گریه خورده مشو و کالمان را هیچ علاقه با دنیا نیست میدانند که  
است در برضیه و کمال او شکستن برضیه است بیرون آمدن از انجا صفوی صوفی  
حالی او بر فغانست حواله گاهیم با من خاک نشین خیز و سوی میکشای تا در آن حلقه  
بازدوت فی شیء انا فاعله کتر دوی فی قبض روح عبیدی المؤمن بکرم الموت و اگره مساءت  
ای دل چه اسیر فکر پیوسته شوی تدبیر خطا کنی و آکوده شوی خواهی که دله  
باید که ز بهشت نیست آسوده شوی حضرت امیر المؤمنین علی رضی الله عنه فرمود پیر و انما

بموت بر من افتد و در وقت قصد این طعم فرمود قزنت رب الکعبه شعر آن نور که هست پس بگو که غیب  
 نوداد نور را در همه جا ظهور بیهوده یارب هرگز نه نیم دل دنیا سے دنی مارا که بود نقد حقیقت در حبیب  
 ایشان را و تصور گفته بکشید مرا ای معتبرین من بیشک قتل حیات من است و حیات من موت من است شعر  
 بعد از این که از آنکه گفتند آتش نجر من عمر بگو بود که بر من برگزیده نیست و هم تصور گفته که ناسوت من فنا  
 شد در لاهوت تو پس برکت آن حق ناسوت من که بر لاهوت است مغفرت کنی آنکس که طلب کرد قتل من شعر  
 فانه منها احباب چهره جان می شود غبار تنم خوش آن می ازین چهره پرده برکنم اتمی باید دست که دستم فرق  
 نوزدان سیان احوال پاینده طبعیه و شیطانیه هم ضرورت تا که سالک تیز کند آنها را عیانان پس صوفیه گویند که معی جماع  
 اسب فائده  
 بود که یاد و پی راسه حالات اند

ضاد در بحال است اولی اینکه انسان هرگاه صاحب صدق بود پس اگر چیزی بر او وارد شود روح او با او منتقل شود و بخارج  
 بیاورد و با او متحد گردد و طبیعت منصرف و مزاج متغیر گردد زیرا که جسم متقل با و حافظه او است با آنچه انداخته می شود و بسوی او  
 بر می گردد پس هرگاه بازگشت از نور ملک از مسرور شود و عرق آورد و پیشانی او سرخ گردد و روی او و ایستاده باشد گویا که از  
 بر بزم کردن بنده و ورشد و آن محاذ است و اولیا را در آن مشارب مختلفه اند

نزد بعضی حالت ثانیه آنکه هرگاه بر انسان شدت حالت بود و او از وجود حسی غائب بود پس هرگز نمیدان غیبت  
 را و در علمی حاصل شود و که آن علم را میباید هرگاه بسوی حس خود رجوع خواهد کرد و از تعبیر خواهد کرد و بر آنچه بنخشیده است  
 اندکی او را حق تعالی از عبادت پس آن حال آتی است و قضا فاقه ازین حال قلب از سرور ملو خواهد بود و اگر غائب  
 فاعلم باید پسترباز گشت و چیزی نیافت مگر اینکه گرفت از بویضیکه برو فائض شد و او فائده نامه نباشد لیکن از حس غائب  
 نذکر که پس این حال او است از مزاج بهر آنچه نگاه داشته است قلب بسبب ذکر یا تخیل که از نو بخاری صاعد شده است از  
 و فکر تجویف کبیر بسوی ماغ پس عقل محجب شد و روح حیوانی از سران ممنوع گشت و همانند او درین حال همچو صاحب صبح  
 از مد پیش این حال صحیح است و لیکن از مزاج طبعی است او را فائده از نو نباشد و نباشد که معیند شیعی یا سحابی یا بستانی  
 فاعلم یا خشکی یا تری را و آن همین بخار است

حالت سوم آنکه باشد در و غلورا و او آنست که او را که کنایه اهل مجلس خود را در سماع یاد خلوت پس این صیاد بود

و حدیث نفس است که شیطانی او را این سخن کرده است پس هر چه که بسوی او انداخته شود او خیالی کند که این علوم  
 اندک است این همه مومن اند پس اعتماد کرده شود بر کل آن چیز که مخاطب کرده شود او با و درین حالت اگر چه صحیح هم  
 افتد چنانکه فقها گفته اند که هر که نماز خواند در حالیکه کیفیت وضو و صلوٰه و قبله را نداند صحیح نباشد تا او اگر چه صحیح او را  
 کرده باشد پس چنانکه این مسئله اصل است پیش علمای مجتهدین است پیش صدوقیه پس اعتماد کرده شود بر آنچه خطاب  
 کرده باشد جاهل با و زیرا که او نیکو نداند فرق کردن میان حق و باطل پس چگونه اعتماد کرده خواهد شد بر عقل او پس  
 این حالت شیطانی است و نیست قوت شیطان که ترا از محض لغائب گوید و اندیش عالی بتواند از او توانا بود اگر  
 کنی و این بر دو وجه است یا ترا غائب کند مثل صاحب صبح لیکن اندازد بسوی تو چیزی را که او نمی یابد آن را  
 که از او گیرد چه که عقل نیست یا غائب نگردد و ترا نداند از بسوی تو تو قیاس نمی دهی و در باطن تغییر می از ترا  
 و تو هم و استماع بخیر می نوعی از متغیر در خطاب باشد پس اگر شناخت که او از تو ممکن شد درین مقام اندازد بسوی  
 او خطاب پس او را که کن بداند بر حسب آنچه انداخته می شود بسوی او پس خبر خواهد داد از آنچه کار او را خواهد یافت  
 و خبر داد و او که یافت و این او نفس خد و صحیح باشد و گاهی او را می گوید بواقع خطاب او که ای بنده من من بستم  
 بین بسوی من نه غیر من پس اگر خواهی بسوی من از خود شریک نمی گردانید پس من ناظر و منظور و من ساجد و سجود  
 و من فرار و گدازم و آنچه بدین خطاب اند و قناعت کند شیطان از و اینکه اعتماد کند که این امر از حق تعالی است  
 پس غالب شود بر او پس گردد محل او طول عمرش پس اگر دانست این جاهل باینکه خطابت حق منزل احساس نشود  
 و تو هم و خیال نباشد نه استعداد و نه با نظر و نه بخاطر یک در دل خطور کند و نه بقای حس قال هر آینه با و گردد  
 جاهل از جهل خود و اگر بانی که این از جهل است بنفس خویش و بغیر شیطان است بهر هر آینه تو که می بسوی حق نگاه  
 و پیش کنی این امور را بر مرشد خود که تناسل ترا حق را پس اگر او نمی کند ترا بسوی از عبارات پس آن شیطانی است  
 پس بسیار کن از ذکر و خواندن آیه الکرسی و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس الحمد و بسم الله و متغافل و  
 گذشتن طمع و نیا پس این هشت سلاح اند اگر حکم کند ترا و لیکن خبر ده ترا آنچه واقع است در کون از غریب خرق  
 عادات پس محتفل است که باشند این شیطانی یا غیر آن پس تمیز کن میان هر دو بر عزت اتفاق و فقره و اگر نداند  
 اشیا را اگر اندک اندک پس آن روح شیطان است فالصفا فخرها و تقویها و اگر می واحد همیشه یا پس تو قدر حال

نیز هستی پس بقبول کن از انکار آنچه ترا حاصل باشد در حال قنای کلی از نفس و حسن خویش و باقی نباشد از تمثیل  
 و حسن سوای مجرد فهم از تو برای آن چیز که از دست تیرا که ترش باشد برای حیرانی ست و سرکشت برای علم و سر تقابل برای  
 ادب و سر تقابل برای توحید و تقرب برای افتقار و ترس بر برای سوال و سر معرفت برای عجز و اسرار بسیار از انتهی  
 حاصل در بیان طریق نفی خواطر در کتاب مستطاب مطالب شنیدی ست که در رساله شیخ حیدر بن علی گوید نیز یک  
 مسلمانان عدولت گردین خلوتیان گوشه نشین خلوت بزرگترین کار با نفی خواطر و هوا جس است عام و خاص این مقصود  
 گرفتار اند که یک گانه بخطره حکایت کردن نفس از گذشته و آینده بادل طریق افسانه که چنین گفت و کرد و شنید نمی توان  
 گزار و داین از اینجا ست که همه را بی نظاره همان و بی گفتاوی اندیشه مصلح دنیاوی ممکن نیست نفس برین سالها  
 عادت و عجز گرفته ست خطی کامل حاصل کرده و دروغ ازین جنبش ثابت شده و بقوت حافظه یادمانده و هر ساعت  
 مردم را از ان یاد می دهاند چنانچه مردم بطاهر و نازند و باطن گفتگو و جستجوی راهی دنیاوی طریق نفی خطره و هوا جس این  
 ست که اگر خواهد خطره و هوا جس دفع شود باید که طعام و آب موافق شهوات و هوا جس نفس نخورد هرگاه که اشتها ی  
 سخت غلبه کند به نیت عبادت و طاعت و قیام نفس خرد و چون استقامت شود خطره و هوا جس دفع گردد و طریق دیگر  
 در نفی خطره شیخ حیدر بن علی فرمودند هر که ذکر و اوم با حضور دل گوید و فکر در آلا و لغز و صفات افعال حق کند خطره و هوا جس  
 بجای دفع شود دیگر اگر رفته راه دل خطره و رسید به خطره شرفی الحال سوی حق تعالی پناه بدو عجز کند و از عنایت استیلا  
 و هب بنیده اگر خطره خیر باشد در حال الفعل مقرون گردد انما النفس بحیله ترویر و تراخیه غیبه از دالطیر لایه و خطره طریق دیگر برای  
 نفی خطره و دفع هوا جس چهار رکعت نماز قلاقل به نیت دفع خطره و هوا جس بگذارد و در هر رکعتی چهار قل بخواند و بعد از  
 هفتاد و بار یا حی یا قیوم بر چنگ تفتیش بگوید در رساله شیخ علی بهاری می گوید نیت صلوة القلب ای دفع خطره  
 این است نیت ان اودی رکعت بوجهیک الکرم الباقی لا اله الا انت الباقی الله اکبر و قنات و رکعت و سجود  
 بتامل کند و هر چه خواند و سلام سوی قبله و اثر بسیار دارد دیگر هر بار که در نماز و غیر آن خطره و هوا جس غلبه  
 کند کلمه طیب بگوید و مستغفر شود و کاره گردد و بخت گریزد امید ست که باز خطره و هوا جس مزاحمت ننماید و اگر در دریا یا  
 خطره و هوا جس غرق شود در صراط العباد می گوید هر چه بکند خطره و هوا جس بگذارد یا نیک بگوید لا اله الا انت فی کس  
 بدین معنی که نمی خواهم الا خدا را تا دل از نقوش نیک بدخالی نباشد نقوش غیب از مشاهدات علوم من گذشتی

معانی و تقابلت تجلیات ربانی نشود و دیگر در تفسیر سوره خناس است که خناس استندیل است بر وزن موم  
 نشسته و خط و طوم در آن کرده دل آوی رامی کند از آن یکیدن هزار و سوسه و هوا جس پیدای آیند چون معونی بخند  
 از یکیدن باز ماند و سوسه دفع شود در رساله رموز الوهین می گوید بر جبهه قلوب هر زمان قهر و لطف نازل است  
 اگر سالک به وقت هر یک ازین پاس دارد که قهر نازل شد یا لطف خطره دفع شود قول شیخ خیرعلی است که متعبدان  
 صورت و سالکان مبتدی و علمای ظاهر از قاضی مفتی ازین امر اراد حاکمی و عنایت یزدانی بی بهره و محروم و بی خبر  
 و محرومانند و خطره و هوا جس استندیل و طریقی نفی آن ندانند و بدان نپردازند چون سراسر این معنی اولیای طاهره و المجتهدین  
 و لایحه السیاقه از آن نماند ایشان را میسر بود و باید داشت استی و فقیر از او اندوخته شدیم است که اگر خاطره دفع نشود  
 بدانند و بفهمند که از وسعت نیز علی گیر رسیده است که فکر بالای و بلغ دارد که برای سنج و اطراف قید است و بس  
 و طریقی دیگر نفی و سانس آنکه اگر خاطری تشویش دهد با حضار خیال صورت مرشد امید است که دفع شود و الا باید  
 که سه مرتبه نفس را بقوت نذر چنانکه از دماغ چیزی بر آید و الا دل را با زبان موافق گردانند و ذکر مشغول شود که دفع  
 و سانس این او دلی تمام است و اصل حضرت امام غزالی در جلد ثالث کتاب احیاء العلوم به بیان سیزدهم در باب اول  
 ذکر عجایب تلبی میفرماید که اول چیزی که بر دل آردی شود آن را خاطر و حدیث می گویند مثلاً صورت زنی در دل  
 آید هر که بر پشت او بود اگر خواب پس گردیده او را بنگرد و دوم هیجان و رغبت دیدن امری است یعنی شهودی که در طبیعت  
 موجود است متحرک باشد و این امر از خاطر اول پیدای شود آن امیل طبع گویند سوم آنکه اجازت قلب به تمیل آن  
 رغبت بود مثلاً در مثال مذکور اجازت دیدن صورت زن آن چرا که بعضی اوقات رغبت طبیعت می شود مگر  
 با عفت موانع دل اجازت نمی دهد مثلاً بسبب حیاء دیدن نمی تواند یا از دوازه دیدن خوف می کند بر طرفین  
 این موانع از قایل می باشد بهر حال او را اجازت عقل است نام این احتیاط است و این بعد از آن و امری شود  
 امر چهارم بچند کردن بر اراده و متوجه شدن است این با نیت و قصد و اراده می گویند مباد این اراده گاهی ضعیف  
 می باشد مگر با اعتبار خاطر اول که شش نفس آن قدری باشد که این اراده هم و موکدی گردد و بعد هم این اراده نهان  
 گاهی با عفت تمام است مگر بغیر فعل نمی شود و گاهی بدین نظر نمی کند که از وجهه خافل میگردد و بدان کار توجه نمی ماند  
 و گاهی با چنان مانی پیش می آید که در آن کار متعذر میگردد و با بجز دل با اعتبار عقل اعضا و اولاچا رحالت

می شود و اول حدیث نفس با زمیل طبع از اعتقاد بازمعوم اکنون حکم هر چهار باید شنید که بر حدیث نفس زمیل طبع  
 مواخذة نیست زیرا که انسان بر این اختیاری فی این امور از اختیار آدمی بیرون اند درین حدیث که عقی عن امتی  
 ما حدیث نفوسها یعنی از امت من آن گناه معاف کرده شده اند که در نفس خود گویند همین و مراد اند زیرا که حدیث  
 نفس همان را گویند که صرف در دل گذرد و عزم کردن او نبود و عزم و اراده را حدیث نفس نمی گویند بلکه حدیث نفس  
 این است چنانکه از عثمان بن طلحه روایت است که او شان از حضرت صلی الله علیه و سلم عرض کردند که یا حضرت  
 در دل من می آید که زوجه خود را طلاق دهم آنحضرت فرمود که چنان بکنید که از سنت من نکاح کردن است  
 او شان عرض کردند که دل من این چنین می خواهد که خصی شوم ارشاد فرمودند که چنین نکنید که خصی شدن امت من  
 همیشه روزه داشتن است عرض کردند که در دل من می آید که راهب شوم فرمودند که چنین نکنید که راهب شدن  
 و امت من همین جهاد و حج کردن است عرض داشتند که دل من می خواهد که خوردن گوشت بگذارم ارشاد فرمودند  
 که چنین نکنید که من آن را می پسندم که اگر می رسید بخورم و اگر از خدا نخواهم و مرا گوشت خوراند پس بر هر خطی که عزم  
 نمی شود آن در حدیث نفس داخل اند چنانکه خواطر این صحابی بودند از یثرب او شان از حضور اقدس نبوی درین  
 باب مشوره گرفتند که عزم از تکاب آن نبود و امر سوم یعنی اعتقاد پس بر دو قسم است یکی اختیاری دوم ضطراری حکم  
 هر دو نیز مختلف است بر اختیاری مواخذة می باشد و بر ضطراری فی امر چهارم یعنی قصد فعل برین مواخذة می شود  
 مگر هرگاه بعد این قصد کاری نکرد پس توان دید که آیا از خوف آسمی و ندامت نکرده یا از سببی دیگر و صورت اول حسنه  
 برای او نوشته خواهد شد زیرا که اراده شرگناه است از بازماندن و بر نفس مجاهده کردن نیکی است و نیز اراده کردن حسب  
 آفتضای طبع بر این دلالت نمی کند که از حق بالکلیه غافل است لیکن نفس از مجاهده برخلاف طبع بازداشتن این را  
 قوتی باید پس او هر قدر کوشش کند از جهت اراده فعل در متابعت شیطان نموده است زیاده از و در مخالفت طبع  
 و تشکار کردن ساخته بنا بر این سزاوار حسنه شده و اگر از انافی یا عذری از ان فعل بازمانده پس بران یکت می شود  
 خواهد شد زیرا که اراده کردن هم فعل اختیاری قلب است و این احکام مفصله که بنوشته ایم دلیل آنها آنکه هیچ الفاظ  
 در حدیث فصل نکور اند فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که فرشتگان می گویند که آسمی بنده تو اراده گناهی می کند  
 حال آنکه خدا اراده بنده زیاد از فرشتگان معلوم است پس بر فرشتگان حکم می فرماید که گران او اند اگر ترکب شود





حدیث نفس است و تفریق این اقسام هیچیک نمی کنند و نشان جن و هر غلطی اندوچه وجه است که بر اعمال ظلمی اخذ نشود  
 حال آنکه کبر و عجب بر او نفاق و حسد و غیره همه از اعمال قلب اند که اصل همین است که اسمائی که در اختیار بنده اند  
 نخواه افعال جسم باشند یا گوش یا دل بر همه مواخذه خواهد شد تا اینکه اگر چشم بی اختیار بر غیر محرم افتد بر آن هم مواخذه  
 نیست بآن اگر دوباره باز در نیت نخواهد دید بر آن مواخذه خواهد شد همچنین حال عواطف قلبی است پس اول مواخذه و قلب  
 باید چه که اصل همان است و حدیث شریف است که تقوی اینجا است و بسوی دل اشاره فرموده آنحضرت این لفظ را شنید  
 فرمودند و مسلم بر وایت ابوهریره موجود است و حق تعالی میفرماید که نیال الله و ما اولاد ما با و لکن نیال الله تقوی  
 مشکوم و حدیثی این گونه را شنیدم که الاثم جوار القلب گناه افکننده و خجالت در دلباست این هم فرموده است که است  
 اگر از دل اطمینان باشد این اطبرانی بر وایت ابی ثعلبه آورده است تا اینکه یای گوئیم که اگر از نفسی و جیب جنبری ا  
 گفت او مثل غلطی است تا هم او را ثواب خواهد بود یا کسی است که من با وضو ام و نماز خواندم و بعد از نماز خیال  
 شد که با وضو نمودم پس او را ثواب نماز اول خواهد شد لیکن با وجود نیت طهارت خود اگر نماز خواهد گذشت  
 مستحق عقاب خواهد شد گوید و عقوبت یاد آید که مرا وضو نمود یا کسی بر بستر زنی را یافت و نیت که من سکوت من است  
 و از جماع کرد پس گنهگار نخواهد شد گویند عورت اجنبی بود و اگر بالفرض او من سکوت او می شد مگر این کس را غیرین  
 خود و آنست صحبت می کرد گنهگاری شد پس بنای این جمله سالن دل است اعصار را درین غلی نیت وصل  
 در بیان اینکه هنگام ذکر و سوا س با الحلیه منقطع می شود و واضح یاد که آنرا نگه در آن احوال قلوب اند و صفات عجایب  
 او را می بیند درین سلیخ گروه اند و فرقه اول می گوید که از ذکر آبی و سوسه منقطع می شود زیرا که فرمود آنحضرت فاذا  
 ذکر الله نفس هرگاه ذکر خدای کند پس از دل فراتر میرود این ابن ابی الدنیا و ابن عدی بر وایت انس رضی الله عنه  
 آورده است یعنی خمس خاموشی اند که یا که شیطان خاموش می شد و قول فرقه است که اصل سوسه نمی دهد و مگر از آن  
 میرود و وجه این آنست که هرگاه دل از ذکر بپرند پس سوسه اثر کردن نخواهد یافت چنانکه کسی در فکری باشد پس  
 بعضی اوقات کلام نمی فهمد اگر چه آواز بر گوش او رسد و فرقه گویند که نه سوسه منقطع می شود تا تاثیر میرود مگر علیه فرو میشود  
 یعنی و سوا س می شود مگر بسیار ضعیف فرقه گفته که از آنکه توقف ذکر و سوسه معدوم می شود و در همین قله را می  
 از سوسه ذکر معدوم میشود و از پی پی و زود زود آمدن همچو تازی بستی می گردد و مثلاً شش چنین است که اگر او چنین

نقطه متفرق داده اگر بر و را و را برگردانند پس آن نقطه لشکر دائره معلوم خواهد شد چرا که باعث سرعت حرکت یکی  
از دیگر می شود و معلوم نمیشود ایشان دلیل قول خویش چنین می فرمایند که در حدیث شریف خلس کورست اما را با ذکر  
و سوسه می شود پس تطبیق آن بجز بیان مذکور هیچگونه نمی تواند شد و فرقی کمی گوید که و سوسه ذکر بر دل  
همیشه یکی بعد دیگری روان می ماند و منقطع نمی شوند چنانکه کسی در حالتی از چشم خود و چیز بیند چنین دل هم مقام  
و چیز می شود و حدیث شریف آمده است که هر بنده را چهار چشم می شوند و در سر که از آن کار دنیاوی می بیند و  
دو در دل که از آن امر دین می بیند (این ابو منصور دلی و رسد الفردوس و سن و ایت حضرت معاذ رضی الله عنه  
آورده است) مگر در آن بجائی لفظونه لفظ الاخره آمده است همچنین حدیث محاسبی است حمه السعیدیه نزد  
این جمله است درست مگر حصر اقسام و سواس نیست هر یک و سواس را که دیدیم چنان بیان نمود با اقسام  
آن می نویسیم وی گویم که و سواس بر سه قسم اند

قسم اول اینکه شیطان و سوسه متنبه کردن امر حق کند مثلاً بفهماند که لذت دنیا نباید گذاشت زندگی بسیار است  
خواهشات چندین ایام باز داشتن عذاب شدید است پس آن وقت اگر بنده حق او تعالی که ثواب عظیم عذاب  
او را خواهد کرد و نفس خواهد فهماند که از خواهش باز ماندن سخت است اما تاب آتش و زنج کردن سخت تر از این خواهد بود  
یکی همچنین تواند شد پس هر گونه که و سوسه و وعید را یاد کرده تجدید یقین خود خواهد کرد و شیطان خواهد گریخت چرا که این  
نمی تواند گفت که انجام گناه و زنج نیست چرا که اگر چنین خواهد گفت پس بنده از ایمان داشتن بر کتاب الله  
سخن او کی خواهد شنید هر کس و سواس منقطع خواهد شد همچنین اگر هر عجب و سوسه اندازد مثلاً در دل این سخن  
اندازد که امروز بچو تو در معرفت عبادت کسی نیست و رتبه تو نزد خدا بزرگ است و آن وقت بنده این یاد کند  
که معرفت حق اختیار و طلب اعضا که از و دانسته و یا کار کرده ام همه حق تعالی آفریده است پس عجب بر که  
توان کرد پس آن وقت نیز شیطان خواهد گریخت چرا که این نمی تواند گفت که این از جانب حق نیست و اگر  
گوید محبت ایمان شنوای آن کی خواهد شد غشای چشم و سواس بالکل منقطع می شود و آنکه عارف اند از اولیائی  
و عزت روشن ضمیرانند و زنان نمی ماند

قسم دوم اینکه شهوت را حرکت دهد و درین تفریق است که تحریک از جانب چنین چیزی شود که بنده را

یقینی معلوم شود که آن چیز مصیبت است یا صرف غلبه نظر شود پس در صورت یقینی دشمن شیطان از بهمان  
شهوت باز نخواهد ماند چنانچه هیچان نخواهد کرد که از تحریک شود و اگر امری منطون خواهد بود پس اکثر مؤثر خواهد ماند  
تا اینکه هر دفعه او ضرورت مجاهده خواهد بود پس سوسه موجود خواهد ماند که زیر بار آمده -

قسم سوم از اقسام سوسه خواطر اندواید کردن حال انشیاء غالبه پس نل هرگاه متوجه یاد آئی می شود پس آنکه  
فرای رود و بازمی آید و باز بهر اندک تاخیری فرامیرود پس فکر و سوسه هم این گونه می آیند این خیال می شود که  
سلسله هر دو یکی گشته است تا اینکه در همین معنی فراغت نیز می آیند و خواطر هم می مانند گویا مقام این چیز در دل و چنان  
منقطع شدن همچو سوسه بالکل بسیار مشکل است مگر حال نیست بنابراین فرمود حضرت صلی الله علیه و سلم که هر که  
در رکعت چنان گذارد که در نفس او امری دنیاوی نگذرد پس بخشیده شوند گناهان گذشته او پس اگر این امر محال  
می بود آنحضرت ذکر نمی فرمود البته این امر در بهمان می ماند که بروحبت آئی حاوی شود چرا که قلب الباطنی که مشغول  
تمام باشد بجز این چیزی بر دل نمی گذرد و همچو عاشق که اگر در فکر محبت مستغرق می باشد پس فکر محبوب امری دیگر در دل  
او گذشتن نمیدهد تا کسی که خیال دشمن می باشد پس بعضی اوقات در مقدار و رکعت یا زیاده چنان در فکر  
مستغرق می ماند که بجز سخن آن دشمن چیزی در دل نمی گذرد تا اینکه اگر درین عرصه کسی از پیش او بگذرد یا سخنی  
گفته رود و او را خبر نباشد آن چنانکه گویا این او را ندیده است و کلامش نشنیده پس هرگاه که در تفکرات دنیاوی  
حال برین منوال است پس اگر کسی را از خوف و ترس یا حرص جنت این متغراق نصیب شود چه بعیدی تواند بود  
آنکه به نظر حضرت البتة شاذ و نادر است پس هرگاه که این اقسام وسوس را اندیشند معلوم کرد که در مذاهب  
مذکوره بالا هر یک را وجهی است اما محاش مخصوص است خلاصه اینکه تنگاری از شیطان خطبه یا ساحتی بعید است  
البتة تمام عمر از نجات حاصل شدن بسیار بعید است بلکه محال چرا که اگر این امر ممکن الوجود بودی آنحضرت صلی الله  
علیه و سلم را قسمی از سوسه نشدی حال آنکه سوسه آنحضرت را نیز نشده چنانکه در حدیث شریف آمده است که  
آنحضرت در نماز بر نقوش لباس خویش نظر فرمود و سلام داده آن پارچه از تن بر کشید و فرمودند که شغل  
عن الصلوة باز داشت مرا از نماز و یک مرتبه قبل تحريم ذهب در دست مبارک آنحضرت انگشتری طلا بود و آنرا  
خطبه خوانی نظر و افتاد آنحضرت او را از دست بر آورده و بنیادخت و فرمود من یکبار این ای بنیم و یکبار

شمارا این انسانی برایت ابن عباس آورده است پس متحرک لذت گناه را انگشتی طلا یا نقش یا پیر  
 باعث وسوسه بود بهر این که حضرت آن ابتداخت ازین معلوم شد که وسوسه متاع دنیاوی و نقد همان وقت قطع  
 خواهد شد که او را علحده کرده دهند و تا وقتیکه یک و پیم هم در ملک نخواهد اند شیطان در نماز وسوسه آن خواهد کرد  
 که او را کجا پوشیده شود که نظر غیر بر او نیفتد و حفاظت چگونه شود و در کدام خرج صرف کرده آید و چگونه او را اطعام  
 کرده نام پیدا کرده آید همچنین صد ها وسوسه میکند پس هر که در دنیا آلوده نشده این طبع کند که مرا از شیطان بچا  
 حاصل شد شالش چنین بود که شهید بر بدن لیسیده پندارد که برین گس نخواهد نشست این محال است غرض که  
 وسوسه دنیاوی دروازه عظیم است راه او کی نیست بلکه بسیار از حکیمی گوید که شیطان اول از دنی آدم از جانب  
 معاصی می آید اگر او اطاعت شیطان نکرد پس بطور نصیحت پیش می آید که در بدعتی بیامیزد و اگر آن است قبول  
 نکرد پس راه حکم تنگی و شدت می کند تا که چیزی که حرام نباشد او را هم حرام کرده گیرد و اگر این هم پذیرفت پس در  
 وضو و نماز شبهه می اندازد که تقیین کسی نماز و اگر این هم نه پذیرفت پس اعمال نیک ابرو آسان می کند و هر گاه  
 او را مردمان صابر و عقیقت می بینند و بسوی او راغب می شوند پس در عجب انداخته تباه می سازد و درین رت  
 دقیقه فرونی گذارد زیرا که میدانند که اگر این مرتبه در قید نیامد پس در حجت خواهد رفت انتهی اصل در بیان فرق  
 میان الهام و تعلم و وضاحت امر حق میان صوفیه و علما و ظاهر در احیاء العلوم است که علمی که بدیهی نیست و در دل  
 گاه گاه می آید او در علم چند گونی شود و گاهی بر دل بدین گونه می آیند که گویا کسی بخیر در دل انداخت و گویا بطریق  
 تعلم و استلال حاصل می شوند پس علیکه بدون الکتاب دلیل حاصل می شوند آنهارا الهام می گویند آنچنانچه استلال  
 حاصل می شوند آنرا اعتبار و متبصار نامند پس علم اول و قسم انداول اینک بنده را این خبر نبود که علم مذکور از کجا و  
 چگونه حاصل شد آن را الهام و نفخ فی القلب می گویند این اولیا و صفیای رای باشد دوم اینک از رویه که آن علم حاصل  
 شود آن بنده را معلوم گردد یعنی فرشته که در دل می اندازد و او نظری آید آن او می گویند این خاصه انبیاست هر علم که  
 از الکتاب استلال می شود و آن علمای رای باشد حقیقت امر این است که در دل استعداد این امر است که در دل امور  
 امر حق او را معلوم گردد و دیگر همان پنج وجه که ذکریشان بالا رفت او را نفع می شوند پس گویا کاین امور در میان آئین  
 قلب لوح محفوظ و حجاب می باشد لوح محفوظ آنست که در او امور شدنی باقیاست منقوش اند و از لوح محفوظ حجاب

علوم بر قلب آنگونه جلوه گری شوند که عکس آئینه بر آئینه محاذی گیر معلوم میشوند و هر گونه حجاب میان او و آئینه که گاهی از دست کسی می افتد و گاهی خود بخود از هوا میسوزد و همچنین گاه نسیم الطاف پر دانی می زند و از پیش چشم قلب بگذرد و کسی می افتد پس بعضی اشیا نیکه در لوح محفوظ مسطور اند و در نظری آیند و این امر گاهی در خواب می شود که از وصال مستقیل معلوم میشود و رفع حجاب بالکلیه بزرگ است مگر باعث انکشاف نامی باشد و گاهی در بیداری میشود که بحد رفع حجاب پرده غیب بسیاری از امور عجیب معلوم برون منکشف می شوند مگر این انکشاف بعضی اوقات مثل برق بر دل می گذرد و بعضی اوقات نور در قیامی گذران می ماند و دوش نهایت قلیل است خلاصه اینکه در الهام و کتاب نه در نفس علم فرق است نه در محل و سبب بلکه فرق صورت و حال حجاب است که در اختیار بنده نیست همچنین در وی نیز صرف این قدر روشن است که در وی فرشته که در لویه علمی شود نظری آید و علمی که در قلوب حاصل می شود آن بذریعۀ فرشتگان حاصل می شود چنانکه حق تعالی فرموده اَلْاَنبِیاءُ کُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَنْ غَلَبَتْهُ امْرَاةٌ مِنْهُمْ فَاِنْ رَاَهُنَّ غُلَبْنَ مِنْهُمْ لَمْ يَكُنَّ مِنْهُمْ اَنْتُمْ بِلَا عِلْمٍ فَاِنْ رَاَهُنَّ غُلَبْنَ مِنْهُمْ لَمْ يَكُنَّ مِنْهُمْ اَنْتُمْ بِلَا عِلْمٍ

تا اینکه به قرأت قرآن و معانی تفسیر غیر هم ذهن خود را پریشان نکند بلکه درین کوشش که بحر حق از فکر در دل چیزی نماند  
و در خلوت نشسته همیشه بجزو قلب اندک گویند و خیال این همه پاک چندان در و کند که برین حالت رسد که  
اگر حرکت زبان موقوف کند تا هم همین معلوم شود که از زبان اندک بر می آید پس برین حالت بوده اثر آن لفظ  
از زبان بخون و از قلب مطلب آن ذکر کند حتی که از قلب صورت و طبیعت الفاظ خود در و صورت معنی آن لفظ تمام  
موجود مانند گویند که یا قلب لازم اند و درین گزینا این حد رسیدن و تمام آن اوستن بنده را اختیار مانند انجین که وسوسه  
غیر اند را دفع کند مانند لیکن شش رحمت الهی در اختیار نیست بلکه ازین فعل لیاقت جذب رحمت میشود پس  
همین بارانند که این درجه را رسیده منتظر فتوحات الهی مانند همچنانکه حق تعالی برانیا و اولیا امور حق مفتوح فرموده  
برین کس نیز منکشف فرماید درین صورت اگر اراده او راست خواهد بود و بهجت نیز درست خواهد بود و مطلب  
نیز خوب خواهد کرد و از جذب شهوات محفوظ خواهد ماند و امری از علائق دنیاوی در دل نخواهد آمد البته لوازم  
حق بر دل او خواهند درخشید و ابتدا اگر هیچ برقی خواهند گذشت و اندک قیام نخواهند کرد و باز دوباره هم چنان  
خواهند و بعضی اوقات دیر هم خواهند شد و اگر دوباره خواهند آمد پس گاهی قیام خواهند کرد و گاهی نه و صورت  
قیام هم گاهی زیاد و مدت خواهد بود و گاهی اندک بعضی اوقات انجین لوازم پی به پی خواهند بود و بعضی وقت صرف  
بر یک فن اختصار خواهند نمود و بطایین امور مذکوره بالاتفاوت متنازل اولیا انتهائی ندارند و همچنانکه تفاوت اخلاق  
شان انتهائی ندارد و هر که مال تقریر اهل تصرف این است که تصفیه و جلا از قلب از جانب بنده باید شد و باز بعد  
حصول لیاقت امیدوار رحمت باید اند و علما و ظاهر را در امکان این طریق و بر سبیل شاد و منزل مقصود رسیدن  
پس چگونه امکان نیست چه که حال اکثر انبیا و اولیا انجین می شود و گری گویند که این طریق نهایت شکل است و نتیجتاً این  
در پیرامان می شود و امتناع این شرط هم بسیار بعضی است چه که علائق تمام این درجه کم کردن گویند و لیکن است و اگر  
باشند پس باقی ماندن و از ان هم زیاد تر شکل است زیرا که از اندک سواست مانند قلب تشویش می شود و چنانچه  
آنحضرت فرمود که دل مومن سخت ترست و تغیر شدن از جوش زدن یک این را احمد و حاکم بر وایت مقداد بن  
الاسود آورده اند و این هم فرمود که قلب مومن میان و انگشت است از انگشت نامی حق این اسلم بر وایت عبد الله  
ابن عمر آورده علاوه بر این درین مجاهد گاهی مزاج پرموده می شود و عقل خطای گردد و بدین چهاره اگر احوال حقائق

علوم آموخته تهذیب نفس کرده نمی شود پس در دل حد که خیالات فاسد جمع می شوند که بدون رفع کردن آنها نفس  
 در آن مبتلا می ماند و اما عمر آن حل نمی شوند بسیار صوفیه که برین راه رفتند در خیالی بخت بخت سال پیچیده مانند اگر  
 از اول علم می آموختند التباس این گونه خیال بر او نشان نمودار گشاده می شدی ازین معلوم شد که اشتغال بطریق  
 تعلم عبرت و اقرب الی المقصود و علما این محبت پیش می کنند که مثال اهل تصوف چنین است که کسی تقیه نآموزد و  
 چنین گوید که آنحضرت آن آموخته بودند و از وحی و الهام بلا قید تقیه شدند پس بنمایانست و مواظبت کرده  
 همچنان خواهم شد پس سیکه چنین خیال کرد و بر جان خویش ظلم نمود و عمر ناخوش تلف ساخت بلکه او چنان است  
 که کشاکش کاری و کتاب بچاپ کند و متوقع شود که از جانی بخزند دستیا پیش گویند این امر ممکن است مگر نهایت بعید  
 است و درین باب قول علما این است که اول تحصیل علم باید کرد و معانی اقوال علمایایه فهمید بعد از آن منتظر امری  
 باید ماند که علمای دیگر را معلوم نشد آن امر معلوم شود پس شاید که بعد از این امر حاصل گردد و انتهی وصل در بیان  
 فرق هر دو مقام باید دانست که عجائب قلب از حواس مدبرگانی شوند چنانکه خود قلب از حیطه حواس خارج  
 است و چیزی که مدبرک الجواس نمی شود پس تا وقتیکه مثال و در شری محسوس بیان نکرده شود خوب تر در فهم نمی آید لاجرم  
 بهر کم فہمان و مثال آن بیان می کنم کی آنکه فرض کنید که حصی در زمین کنده است و در آن بهر آب شدن و طریقه  
 اندیا از اعلی راه با ساجته از جانی آب در آن حوض پر کرده شود و یا زمین چندان کافتی شود که خود بخود از اندوختن  
 آب بر آید آب این طریق دوم زیاده تر صاف هم خواهد شد و همیشه هم خواهد ماند و بعضی اوقات زیاده هم خواهد بود پس  
 قلب احض باید دانست و علم را آب حواس خمسہ امثل بکاری تصور باید کرد پس رسانیدن علم بسوی قلب اینگونه  
 همی تواند شد که بنده حواس خمسہ هر قدر مشاهدات شده و ندانم علم تشریح گردد تا اینکه قلب از علم خوب پر شود و صاف  
 این است که بکاری حواس ابیاعت عزالت بند کند و خود در کاوش قلب این گونه سعی کند که در خلوت نشسته  
 او کند و طیقات پرده باز و دور کرده شود تا اینکه خود از قشربها علم پیدا شوند مگر درین این اعتراض می شود  
 که هرگاه علم در دل موجود نیست پس اندر نقش خشمه چگونه خواهد آمد جوایش اینکار از اسرار قلبی این امری عجیب است  
 و در علم معامله او همین قدر ذکر می تواند شد که حقائق اشیا و روح مخفی مکتوب اند بلکه در لہاس فرشتگان مسطور همچنانکه  
 سحر را و لا بر کافه ساده نقشه عمارت می کشند بار سوافق آن عمارت می سازد و همچنین خالق ارض سما حال عالم از

اول تا آخر در لوح محفوظ نوشته است و مطابق آن می سازد پس شکل این عالم ظاهری در حسن خیال آدمی هم موجود است مثلاً بسوی آسمان زمین دیده اگر کسی چشم بند کند پس صورت این هر دو در خیال معلوم خواهد شد گویا بسوی جهان می بیند تا اینکه اگر بالفرض آسمان زمین باز و شوند و بینند صرف باقی مانند هم صورت آسمان زمین در خیال آنچنان خواهد یافت گویا که بسوی آوی بیند باز از خیال آخری بر قلب می افتد پس در آن خالق آن اشیای آید که در حسن خیال موجود می مانند پس هر چه در دل حاصل شده است آن مطابق صورت خیالی است صورت خیالی موافق وجود ظاهری است که از انسان بر قلب با هر دو علوه موجود است و این عالم ظاهری مطابق آن نقشه ایست که در لوح محفوظ است این میان این معلوم شد که عالم ظاهری را چهار وجود اند -

یکی در لوح محفوظ این وجود از وجود جسمانی او مقدم است -

دوم وجود حقیقی که درونی می شود -

سوم وجود خیالی که بعد وجود حقیقی در خیال موجود می شود -

چهارم وجود عقلی که از صورت خیالی و قلب صورت حاصل می شود و درین هر چهار وجود بعضی وجود جسمانی اند و بعضی روحانی و از وجود روحانی بعضی روحانیت زیاده است و در بعضی کم و در چنین امور حرکت آبی نظری افتد پس بدینکه که در چشم را چنان ساخته اند که با وجود صفر صورت جهان زمین و آسمان در آن پیدا میشود و بسط بساط این چیز را آن قدر است که از بیان بیرون است باز از ذریعیه چشم وجود این اشیاء و خیال میرسد و از آنجا در دل می رود و نگاه دل را معلوم میشود چه اگر آدمی تا وقتیکه چیزی با و نمیرسد او را خبر نمی شود پس اگر خداوند تعالی صورت عالم در دل آدمی نیساخته پس چیزی را می که از آدمی عالمی اند علم آنها گاهی نه آدمی سبحان الله در قلوب البصار چنان امور عجیب نهاده اند بعضی قلوب البصار را الله هم نموده تا اینکه اکثر دانا را مطلق خبر نفس خویش و عجائب آنها نیست اکنون بسوی اصل مطلب رجوع می کنم که در قلب آنچه حقیقت عالم می آید آن گاهی از حواس می آید و گاهی از لوح محفوظ آنچه در چشم صورت آفتاب گاهی از دیدن آدمی بسوی آن می آید و گاهی از بصر دیدن آب که در آن عکس آفتاب می افتد و این صورت عکس آفتاب مشابه صورت اصلی است همچنین هرگاه از پیش دل حجاب می شود پس اشیای لوح محفوظ نظر آدمی گیرند و علم آن با در آن می آید در صورت آنکه از استفاده مستغنی میشود و خیالش



چنین است که گویا زمین را اینقدر رکاوید که خود بخود از او آب برآمد و گاهی توجیه قلب بسوی آن خیالات می شود و گاه از محسوسات حاصل شده اند پس اورا این از مطالعه لوح محفوظات معنی شود و چنانکه آب هرگاه در عرض جمع میشود پس از زیر برقی تواند آمد یا هرگونه که ششخصه عکس آفتاب او آب بند پس اورا خود آفتاب نظر خواهد آمد حاصل اینکه قلب در دروازه اندکی بسوی عالم ملکوت و لوح محفوظ دیگری جانب حواس خمسہ مفتوح است که از عالم ظاهری اخذ اشیا می کنند و با هم این هر دو عالم نوعی مشابهت است پس از دروازه عالم ظاهر هرگونه که قلب بپذیرد به حواس علم میشود و آن معلوم است دروازه که بسوی عالم ملکوت است از وسط مطالعه لوح محفوظ می گذرند یقین آن هم میتواند باشد اگر این اباندریشی که در خواب حالات عجیب عجیب پیش می آید و دل الاحوال گذشته و آینده معلوم میشود و حالا که حواس را در آن پیچ و خل نمی باشد و این دروازه برای آنکس کشاوه میشود که در ذکر حق تعالی مستغرق مانده چنانکه فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که سبقت کردند مفردون مردمان عرض کردند یا رسول الله مفردون که امم اند از شما فرمودند که آنانکه باعث فخر حق پاک و صاف گردیده اند یا بحق یا ربان از دوشهای شان برداشته و در حق او شان سبک سیدند جمله اول را مسلم بروایت ابوهریره نقل کرده و ترمذی باختلاف الفاظ کل مضمون نقل کرده است و گفته که حسن مغرب است که ذاتی تخریج الایجاب از توصیف این مردمان این ارشاد حضرت ایزد جل شانزه فرمود که باز هر چه نمودر بسوی او شان کرده متوجه می شوم ترا معلوم است بسوی که چهره خود مقابل می کنم و کسی نمیداند که من آنهارا چه دوان میخواهم باز ارشاد فرمود که اول همین عطا میشود که در او امانی شان و شنی می اندازم که او شان از حال من خبر میدهند چنانکه من حال ایشان می گویم و مدخل آن خبر را دروازه باطنی است ازین بیان فرق علوم اولیا و انبیا و علوم علما و حکما ظاهر شد و آن اینست که علم انبیا و اولیا ادان دروازه است که بسوی عالم ملکوت کشاوه است و علم حکمت و غیره از ابواب حواس حاصل می شود و غرض که عجایب قلبی آمد و شد آنها در دو عالم غیب و شهادت در علم معاملات حصرنی توان شد صرف ازین مثال مدخل هر دو علم معلوم شد اکنون مثال دیگر برایین بیان کرده میشود که از فرق میان علم اولیا معلوم شود علم انبیا نیست که نفس علوم را حاصل می کنند و او را بسوی دل کشند و اولیا و صوفیه صرف در تجلیه قلب تصفیه آن می کوشند مثال این هر دو آنست که می گویند که اسکنان نقاشان خطا و چین افروخته و دیوار تقابل نقش کنند پردها در میان آن و تخت تا که از طرفین یکی را بر حال گیری اطلاق نشود

نقاشان خطانقوش غریبه و مختلفه می نگاشتند و استادان چنین تصفیه و تجلیه بکار می داشتند بعد از رفع حجاب و  
کشف نقاب آنچه نقاشان خطار البعق چنین و کون چنین حاصل شده بود زیبا تر از آن تصفیه استادان چنین می نمود  
ای دل نه طریق اهل صورت بگذر آئینه شو و زهر که دورت بگذر گر نور صفا سے عارفان بخوابی  
از هر چه ترا نیست ضرورت بگذر پس توجه اولیا هم همچو نقاشان چنین به تجلیه قلب و تطهیر و تصفیه مضمون  
می مانند تا اینکه در طلب امور حق درخشیدن می گیرند و توجه علمائے طاهر مثل نقاشان خطا بسوی اکتساب  
و نقوش علمی می باشد بهر صورت در علم قلب هر گونه که حاصل شود قلب فنا نمی گردد و نه علم او بموت میرود و نه  
و صفاتی قلب که در حق می آید چنانکه حضرت خواجہ حسن بصری فرمود که خاک محل ایمان را نمی خور و بلکه وسیله تضرع  
الی الهی می شود و نفس علم که در دل می آید و صفا و استعداد حصول آن علم این امور لابدی از سعادت ابدی بدون  
علم و معرفت کسی را بدست نمی تواند رسید و درین سعادت نیز بعضی مردمان شرف اند از بعضی هر گونه که بهر تو نگری  
ضرورت حال می شود پس اندک در این نیز غنی گفته می شود و آنکه نزدش خزائن باشند نیز غنی خوانده شود اما  
میان هر دو فرق می باشد همچنین میان معرفت و ایمان هم تفاوت درجات است که آن انتهای نیست معرفت  
نور است که از او اهل ایمان بسوی دیدار حق خواهند رفت که فرمود حق جل شانه نور هم بسعی بین ایدیم و بایانهم و  
در حدیث شریف وارد است که بعضی را نور همچو کوه عنایت خواهد شد و بعضی را کم از آنکه آخر از آنها کنشی آید بود  
که او را صرف بر سر و وزانگشتان تابش نوری عنایت خواهد شد و آن گاهی درخشیدن خواهد گرفت و گاهی  
فرو خواهد بود و در حالت درخشیدن قدم پیشتر خواهند گذاشت و در صورت فرو آمدن استاد خواهند ماند و نگذاشتن  
بر پل صراط نیز موافق نور خواهد بود کسی در مژه زدن عبور نخواهد کرد و بعضی همچو برق و بعضی مثل آبرو و بعضی همچو شهاب  
و بعضی مثل اسپ نیز رفتار و هر که که صرف بر زانگشتان تابش نور خواهد بود و ایمان خواهد رفت که اگر سستی  
را حفاظت خواهد کرد و دست دیگر خواهد آویخت و همچنین دست پایا را آتش نموده خلاص خواهد شد ازین بیان  
تفاوت ایمان مردمان معلوم می شود و این که در روایت آمده است که اگر ایمان حضرت صدیق اکبر با ایمان تمام جهان  
چون غیر این وزن کرده شود ایمان حضرت صدیق کران خواهد شد مثال این چنین است که کسی گوید که اگر نور آفتاب  
با نور جماله اشیا عالم مقابل کرده شود نور آفتاب غالب خواهد آمد پس از عوام بعضی را نور ایمان همچو زهرچراغ است

که در شایسته و انانیت نیست و شایسته انانیت است



ترمیزی بر وایت ابی الماسه نقل کرده است ازین واضح شد که تفاوت درجات اهل جنت مطابق معارف و قلوبشان  
 خواهد بود و بهرین و زیامت از در لغابن می گویند چرا که هر که از رحمت حق محروم خواهد ماند و نقصان عظیم خواهد  
 دید و هر کس که خود درجه های بلند خواهد دید پس بدین او بچنان خواهد بود که کسی مالک وی زمین است کسی مالک  
 ده و چه می آید اگر چه هر دو غنی اند لیکن در هر دو فرق آسمان زمین است پس هر که از درجات بزرگ و فضائل آخرت برسد  
 او را چه قدر نقصان بزرگ خواهد بود استی و صل و معنی سر یا آنکه سر پیش صوفیه لطیفه مودع است و در دل بچرخ  
 و آن محل شایده است چنانکه روح محل محبت و دل محل معرفت است و سر آنست که انسان را از خبر دارد و سر هر اجز  
 حق تعالی کسی دیگر ندارد و سر پیش صوفیه لطیف تر از روح است وی فرماید که هر آنکه از یاد کرده شده اند از رقی اغیار  
 از آثار و اطلاق کرده می شود و فقط سر بر چیزیکه حفظ باشد میان بد و خوب و احوال از اینجا گفته می شود که سینه  
 آزادمان گویای سر را ندور و مصالح الهی است نوشته که طائفه از متصوفه بر آن که سر لطیفه ایست از لطائف و حقایق  
 محل مشاهده بچنانکه روح لطیفه ایست محل محبت و دل لطیفه ایست محل معرفت طائفه بر آن که هر از جمله ایمان است  
 بلکه از جمله معانی است و مراد از حلال است مستور میان بنده و خدا که غیر بر این اطلاق نیفتد و گوی بنده و یا خدا را می  
 است سر السریست که آن افق خوانند چنانکه نفس کلام مجید است فان تجر بالقول فانه يعلم السر و اخفی سر آنست  
 که جز بنده و خدا بر این اطلاق ندارد و سر السریست که بنده نیز بر این اطلاق نیابد مگر عالم السر و انجلیات از طائفه اول که سر را  
 عین مخصوص نیستند و بعضی بر آن اند که سرفوق روح و قلب است و بعضی بر آنکه فوق قلب و تحت روح است و  
 نزد شیخ الاسلام آنست که سر عینی دیگر است جز قلب روح و گفته که سبب تصور آن جماعت که سر را فوق روح  
 دانستند آن بود که روح را بعد از خلاص کلی از رقی تعلقات قلبی و نفسی و صفی را ندیدند و یا فتنه گمان بردند که اگر  
 عینی دیگر است علاوه روح و بر ایشان پوشیده ماند که آن همین روح است متصف بوضعی غریب و سبب اشتباه  
 آن طائفه که سر را تحت روح و فوق قلب گفته آن بود که دل را در نهایت احوال که کلی از دل استرقاق نفس از او  
 گرد و از تعلقات هوا جس نفسانی و دوساوس شیطانی خلاص یا بدو صفی غریب یافتند که بر ایشان مستجب نمود  
 تصور کردند که عینی دیگر است و ای دل و ندانستند که آن خود همین دل است و صفی دیگر غریب است که بعضی  
 سر التفسیری دیگر گفته اند که معنی لطیف است مکنون و صمیم روح و عقل و التفسیر آن متعدد و زبان تعبیر آن

سر السریست که آن افق خوانند چنانکه نفس کلام مجید است فان تجر بالقول فانه يعلم السر و اخفی سر آنست

متعسرست و همچنانکه زبان ترجمان و معبر دل است عقل ترجمان روح و مفسر اوست هر معنی که روح را از غیب مکتشف  
شود و منظر آن مشاهده کند و خواهد که بطریق مکالمات و محاورات بادل در میان هند عقل که ترجمان اوست  
واسطه شود و تقدیر و تفسیر آن بادل کند و لیکن پیشتر معانی مدبر که روح آن بودند که عقل از تقریر آن بادل قاصر آید  
همچنانکه اکثر معانی دل آن بودند که زبان از تعبیر آن عاجز شود و پس آن معانی که در روح باقی ماند عقل تفسیر آن  
مسلم نشود و سر از روح بودند که بران اطلاع نیفتد و آن معانی که در دل باقی ماند و زبان از تعبیر آن قاصر آید بر  
دل بودند که مخاطب بران اطلاع نیابد و از اینجا است که طائفه از متابعان عقل چون فلاسفه و غیرهم از پیشتر مدبرگان  
ارواح انبیاء محروم ماند و آن را انکار کردند چه در جمیع مذکرات روح و تحت احاطه عقل نماند عقل اگر چه اشرف  
و اکرم مخلوقات است و در صدر آفرینش منصب تفوق و تصد در او در چنانکه در خبر است که حق تعالی اول عقل را  
آفرید بعد از آن او را فرمود که رو برو شو پس رو برو شد باز گفت پشت داده شو پس پشت داده شد باز گفت بنشین  
پس نشست باز گفت گویا شو پس گویا شد باز گفت خاموش شو پس خاموش شد پس فرمود که قسم عورت  
و جلال عظمت و کبریا و سلطنت و جبروت من که پیدا نکردم پیدا شد و دست تر بخود داد و توبه عالی تر نزد من  
از توبه شناخته می شوم و بتو تعریف کرده می شوم و بتواطاعت کرده می شوم و بتوبی گیرم و بتوبی دهم  
و بتو عقاب می کنم و بتو ثواب میدهم و بر تو عقاب و نه بزرگ کردم ترا چیزی فاضلتر از بصر لیکن مرتبه روح فوق  
مرتبه اوست چه اولیت و تصد را و در عالم خلقت است روح از عالم امر است از عالم خلق و نیز قیام او بر روح  
است قیام روح بدو مثال او یا روح همچنانست که مثال نور آفتاب با قرص آفتاب نور آفتاب اگر چه بیشتر  
است لیکن قیام او بقرص آفتاب است و همچنانکه نور آفتاب بصورت محسوسات در زمین ظاهر شود بواسطه  
نور عقل صور معلومات و مخلوقات در دل روشن گردد و اگر کسی گوید که میان این حدیث اول ماخلق الله العقل  
و این حدیث اول ماخلق الله فوری و این حدیث اول ماخلق الله قلم توفیق و تطبیق بر چه وجه صورت بند و گویم  
که این هر سه از یک معنی بیش نیست چه وجود حضرت سید کائنات در عالم شهادت نظر صورت روح اصنافی بود  
در عالم غیب عقل اول نور است خالص از روح اصنافی و قلم هم عبارت از عقل اول است که بواسطه انظار  
صورت کمالات الهی است رابط آن از محل جمع بمقام تفصیل و بیچ منافات نبود میان این سه حدیث

و هب بن منبگوید که در هفتاد و کتب منزله یافته ام که عقل جمیع مخلوق از بد و وجود دنیا تا انقطاع آن در جنب عقل  
نبوی پنجاه است که نسبت آنرا به جمیع رمال دنیا و اندام و صل در بیان عقل عقل در لغت بمعنی خرد و دانش تمیز  
میان نیکی بدی و خیر و شرست و قوتی است نفس را که بدان تمیز اشیا کند و اغراض مصلح باند و آفات آن وقت  
خفته کردن طفل است تا بوقت بلوغ قوت می گیرد و غیر این معانی که در کتب لغت مذکور اند و عقول جمیع آن مراد از عقل  
نزد حکما موجودی است که جسم بود و در آئینه در جسم و نه او را تعلقی باشد که چیزی از اجسام در تدبیر و تشکیل کذا فی شفا  
المیذی و غیاث است که عقل قوتی است نفس انسان را که بدان تمیز کند و قائل اشیا را و آن نفس ناطقه نیز گویند  
و مولانا دوست در شرح نصیاب نوشته است که عقل در اصل لغت مصدر است بمعنی بند و پابستن چون خرد  
و دانش مانع رفتن طبیعت می شود پس وی افعال و تمیزها خرد و دانش را عقل گویند و در اصطلاح حکما بمعنی سنگ  
یعنی یک فرشته از ده فرشته گان که نزد ایشان معین هستند عقول جمیع و عقل فعال فرشته دهم است و نزد حکما همه افراد  
عالم همون پیدا کرده است و جبرئیل برین عقل فعال است چنانچه در میبذی مسطور است و عقل اول فرشته اول که  
از فرشته دیگر پیدا شده و جوهر اول نیز آن را گویند و در برهان نوشته که عقل اول نور محمدی است و عقل کلی کتابیه از  
جبرئیل و از نور محمدی و گاهی کنایه از عرش عظیم باشد و حضرت امام غزالی در جلد اول احیاء العلوم در باب علم می نویسد  
که مردمان مختلف اند و تعریف عقل و حقیقت آن کفری کاغذ این امر کرده اند که این لفظ بر معانی مختلفه اطلاق  
کرده می شود و همین امر وجه اختلاف شان شده است و درین امر حق و ظاهر آنست که لفظ عقل مشترک است بر چهار  
معنی گفته می شود و چنانکه لفظ عین که بر چند معانی گفته می آید پس نباید که یک تعریف برای کل اقسام یافته شود  
بلکه حال هر یک قسم جدا گانه باید کرد اول مراد از عقل صفتی است که بسبب آن انسان از چهار پائیکان ممتاز است  
یعنی باعث آن انسان را مستعد و قبول علوم نظری و صناعات خفیه فکری می شود و این همان معنی اند که شارح  
ابن سید محاسبی مراد گرفته اند چنانچه او شان در تعریف عقل گفته اند که آن قوتی است که از انسان مستعد او را که  
علوم نظری می شود و گویند که آن نور است که در دل انداخته می شود و باعث آن آدمی قابل ادراک می شود و کسی که  
انکار این تعریف کرد عقل را صرف برداشتن علم بدیهی نخص داشته پس او انصاف نکرد زیرا که هر که از علوم غافل بود  
یا خفته باشد آن هر دو را عاقل نخواهند گفت با وجودیکه او را آن قوت علوم نمی شود مگر صرف بوجوب آن قوت

در آن وقت و را عالم می گویند و همچنین اشیای قوتی است که بسبب آن مرد و هر حرکات اختیاری و ارادی مستعد می گردد  
 و اشیای حسیله را که می کنند همچنین قوت عقلی نیز چیزی است که از بعضی حیوانات قابل علوم نظری می شوند و بعضی  
 اگر خدا انسان را در قوت طبیعی و ادراک اشیای محسوسه برابر گردان جائز باشد چنین گفته شود که میان هر دو فرقی  
 نیست جز اینکه حق تعالی حسب جریان عادت خویش در انسان علوم پیدای فرماید و در خرد چارپایگان فی پس  
 این هم جائز می تواند شد که در خرد جمادات و رباب حیات مساوات کرده شود و گفته اند که در هر دو جز این فرقی نیست  
 که حق تعالی از هر دو حسب جریان عادت خود حرکات خاصه پیدای فرماید چه اگر از هر دو فرض کرده شود پس  
 واجب خواهد بود که حرکتی که از او معلوم می شود و الله تعالی آن حرکت را در و تشریف کمی فیه پدید آوردن و قادر است  
 و هرگز که این گفتن واجب است که میان حرکات خرد و جماداتی است که تا در خرد قوتی خلاف که آن اشیای می گویند  
 همچنین ایشان از چارپایه در متنازع بودن گفته اند که انسان در ادراک علوم نظری قوتی دارد که آن عقل گویند و عقل  
 مثل آئینه است که از دیگر اشیای درین امر متنازع است که صور و رنگها را نقل می کند و محاسن این صور و رنگها در آن عقل  
 از جهت صفت خاص است که آن اجلا گویند همچنین چشم نیز ادراک صفات و مبیات علمیه است که از آنها او را  
 یاقوت دیدن شد و این قوت را بسوی علوم آن نسبت است که چشم را به نگاه است و قرآن و شریعت و توضیح  
 علوم بسوی این قوت آن علاقه ایست که نور آفتاب از نور نگاه است پس این قوت را همچنان فهمیدن باید  
 معنی دوم مراد از عقل آن علوم اند که در ذات طفل متمیزی باشند یعنی علم حواشی از اشیای جاریه و متخالفه اشیای محال  
 مثلاً علم این امر که در زیاده انداز یک بودن شخص در وقت و در جاکن نیست و این معنی آن اند که بعضی اهل کلام  
 و تعریف عقل مراد می گیرند چنانچه گفته اند که عقل بعضی بهی علوم است چنانکه علم حواشی از اشیای جاریه و محال چون  
 اشیای محال و این معنی هم فی نفسه درست است زیرا که این علوم موجود اند آنها را عقل گفتن نیز ظاهر است مگر  
 خرابی درین است که آن قوت مذکوره بالا را انکار کرده شود و گفته اند که بجز این علوم بهی عقل چیزی دیگر نیست معنی  
 سوم عقل آن علوم را گویند که بعائنه حالات و بود و تجارب آن حاصل شوند چه اگر کسی است که در تجارب مشاق و از  
 طریق اکت می شود و او را بموجب سن عقل می گویند و هر که به تجربه و غیره قوت نیست او را جاهل و غبی می نامند  
 می گویند و هر که علوم تجربیه نیز قسمی جدا است از علوم ذاتی عقل می گویند معنی چهارم عقل آن را گویند

که طاعت قوت طبیعی آن قدر شود که انجام امور را در اشتغال گیرد و بهر خواهشی که سر دست نخواهد آن لذت باشد و او را  
 از بهنج برکن و مملوب آورد آن گونه که هرگاه این قوت در آدمی آید پس آن عاقل گویند ازین اعتبار که او بر  
 امور اقامه و جرات می کند که فکر انجام یا مقتضای این نیست که بموجب خواهش سر دست مرکب گردد و بهین  
 قسم است از خواص انسان که انسان از دیگر حیوانات علیحد است حاصل اینکه معنی اول عقل بهنج و بنیاد و منبع به  
 است و دوم فرع اول و تریب از آن است و سوم فرع اول و دوم اند زیرا که از قوت طبیعی و علوم بدی علم تجارب  
 حاصل می شود و معنی چهارم که اکثری و علت غائی است پس در عقل اول رشتی است و در آخر ادکسب حاصل شود  
 و اول مراد است ازین قول نبوی که حق تعالی مخلوقی نزد خویش بزرگ تر از عقل نیافرید (این حکیم ترمذی  
 بروایت حسن از چند صحابه بسند ضعیف آورده و قسم چهارم مراد ازین حدیث که هرگاه آدمیان از خیرات جمال  
 صالحه تقرب حاصل کنند پس تو از عقل تقرب حاصل کن (ابو نعیم بسند ضعیف این روایت کرده) و بهین مراد  
 است ازین ارشاد که آنحضرت صلی الله علیه و سلم ابی الدرداء را فرمود که در عقل زیاده شو تا که از رب خود در قرب زیاده  
 شوی او شان عرض کردند که خدا باشند بر حق و یاد و پدر من از من اینچنین کی درست خواهد آمد آنحضرت فرمود  
 که از محارم آتی اجتناب کن و فرائض او ادا کن که عاقل گردی و از اعمال عمل نیک کن تا درین دنیا عظمت و کرامت  
 تو افزاید و ازین جهت تقرب یکم تر حاصل شود (این ابی الدرداء حکیم ترمذی روایت کرده) و از سعید بن مسیب  
 مروی است که حضرت عمر و ابی بن کعب ابو هریره حاضر حضرت اقدس شدند و عرض کردند که یا رسول الله از جمله  
 مردمان عالم تر کدام است آنحضرت فرمود که عاقل عرض کردند که از همه عابد تر کدام است فرمود که عاقل باز  
 عرض کردند که از جمله فاضله تر کدام است فرمود که عاقل او شان عرض کردند که عاقل همان است که مروت کامل  
 داشته باشد و در ظاهر فصیح بود و سخن درست و در منزلت بزرگ ارشاد فرمود که این همه بهر زندگی نیاندوزند  
 تحقیق آخرت بهتر است عاقل آنست که تنقی بود اگر چه در دنیا خسیس و ذلیل بود (این ابی الدرداء روایت  
 کرده) و در حدیثی دیگر ارشاد است که عاقل همان است که بر حق ایمان آورد تصدیق رسل او کند و طاعت  
 حق بجا آورد (این را ابی الدرداء روایت سعید بن مسیب مرسله روایت کرده) تحقیق چنین معلوم می شود که  
 لفظ عقل در اصل لذت و استعمال موضوع بهر همان قوت جمعی بود و بهر علوم استعمالش صورت ازین جهت شد که



علوم ثمرات آن قوت اند چنانکه تعریف شی از ثمره او کرده میدهند مثلاً می گویند که علم خوف خداست و عالم بهمان  
است که از حق ترسد زیرا که خوف خدا ثمره علم است همچنین لفظ عقل را اگر بپذیرد او اطلاق کنند این هم مجاز خواهد بود  
اما ما را مقصود بحث از لغت نیست بلکه مطلب اینست که این چهار اقسام عقل موجود اند و لفظ عقل بر همه اطلاق  
کرده می شود و از آن چهار بخش وجود و قسم اول در وجود یکی هم اختلاف نیست و صحیح اینست که این هم موجود و کلیه اصل بهم  
است این علوم همه در آن قوت شری در آمده اند لیکن ظاهر نگاه می شود که سببی چنان بود که او را موجود کند تا اینکه  
این علوم چنین نبیند که برای این قوت از بیرون می آمده باشند پس ضرورتی که در آن مخفی باشند و باز از هیچ ظاهر گرفته  
و شالش چنینست که همچو آب که از کنیدن چاه بیرون می آید هر جمع گردیده محسوس میگردد این نیست و اگر بیرون  
چیزی در آن انداخته شده باشد همچنین معنی و برادام و در گل گلاب بوی باشد و بنا بر این حق تعالی فرمود و او  
آخذ منک من بنی آدم من ظهورهم ذریعتهم و اشد هم علی أنفسهم الاست بر کلمه قالوا بلی درین آیت مراد از اقرار  
و حدانیت اقرار نفوس است و اقرار زبانی چه که از اقرار زبانی کسی مقررست کسی منکر همچنین حال است درین  
ارشاد خداوندی و لکن سألتم من خلقهم ليقولن الله یعنی اگر اعتبار آنها کرده شود پس بواطن نفس آنها مشاهد  
آنچه اند و فرمود فطره الله التي فطر الناس علیها یعنی سرشت آدمی بر همین امر شده است که بر حق و عدل ایمان آورد  
بلکه اشیا را بموجب ماهیت آن شناسد یعنی سرشت انسانی گویا متضمن این معرفتست زیرا که در آن لیاقت ادراک  
آن بسیار قریب است باز چونکه باعتبار سرشت ایمان و نفوس و طبیعت کرده شده است ازین چه مردمان بر دو قسم  
شدند یکی آنکه او گردان یعنی گشت و صرف سرشت خویش فراموش نمود آن کافرست و دیگری آنکه خیال خود را در او نهید  
و او را یاد آمد چنانکه کسی شاهد قرار داده می شود و از غفلت آن امر را فراموش می کند باز یاد می آید و ازین وجه  
حق تعالی یاد دمانید و اکثر جارا ارشاد فرمود لعلم یتذکرون ولیذکرا و لو الباب ذکر نعمته الله علیکم و یشانه الذی  
و انکم به و لقد یسرنا القرآن للذکر فکل من ذکر و اقام این قسم تذکر نهادن بعید نیست که تذکره و قسمست کی آنکه در دل  
صورت حاضر شود و بعد وجود بر و و او را یاد کند دوم آنکه آن صورت از سرشت در آدمی آمده باشد او را یاد کند  
و این حقیقت نزد آنکس که از نور عقل می بیند ظاهر اند و بر تقلید و سماع تکیه دارد و بر کشف و دیدن بر او البته این  
امور نقیض اند لهذا اوری می بیند در سوره آیات در خطابی افتد و در معانی تذکره اقرار نفوس و تلویل کلیف نوع بنوع

سوال کنی از ایشان  
کیا می دانند ایشان  
را البته گویند خدا را  
است اسلام  
و خدا را بیکبار  
درمان را بر این  
باشد که  
ایشان چه چیز  
شود تا این باشد  
دل عفت  
عبد و یاد کند  
نعت خدا را  
خودش را بپایان  
خدا را که حمد و  
است با شهادت  
او هر کینه گمان  
کرده ایم قرآن را  
باید بگزیند  
آیا می بیند  
است ۱۲

می کند و در احادیث آیات و خیال اختلافات بسیار معلوم می گردند و گاهی این پختن بر او غالب می آید که  
 آنها را چشم حقارت می بیند و در آن معتقدی معنی و لغو بودن می گرد و مثال همچو کس چنین است که کوری و خانه  
 رود و ظروفی که به ترتیب نهاده اند بران پایش نهد و گوید که این ظروف از راه چرخ اعلیٰ کرده نمی شوند  
 و بموقع خورشید چون نهاده نمی شوند پس از و گفته شود که ظروف همه بجای خود اندگر خل نظر است همین حال نظر  
 باطنی است که باعث نقصان آن در آیات و احادیث تبری دیده می شود و اختلاف فهمیده می آید حال آنکه آنها  
 اختلافی نیست اینهمه قصور عقل خود است بلکه نقصان نظر باطن نسبت نقصان چشم زیاد است زیرا که  
 نفس مثل سوار است و بدن مثل مرکب ظاهر است که نابینائی سوار نسبت کور شدن اسب زیاد تر مضرت  
 و بهر شایسته تصرف باطنی با بصارت ظاهری حق تعالی ارشاد فرمود ما کذب الفواد و ارای و فرمود و کذب  
 ثمری ابراهیم ملکوت السموات و الارض و ضد آنرا نابینائی فرمود ما تاملی الابصار و لکن تعی القلوب التي  
 فی الصدور و فرمود من کان فی ذره اعلمی فیه فی الآخرة اعلمی و اصل سبب او این امور که انبیا را ظاهر شده بودند  
 بعضی از آن چشم ظاهری بعضی از چشم باطن معلوم شده بودند مگر نام هر یک بدین هم فرمود و حال اینکه هر کس  
 چشم بصیرت نخواهد بود و از دین بجز بویست و مثلاً و دیگر هیچ نخواهد آمد مغزو حقیقت او را نخواهد رسید این بیان  
 و قبی آن الفاظ شد که بران لفظ عقل اطلاق کرده می شود و اصل در بیان کمی و زیادتی عقل در مردمان  
 و رباب زیادتی و کمی عقل نیز مردمان اختلاف کرده اند مگر آنرا که علم کم است از نقل تقریر آنها فائده جلیست ابراهیم  
 و مناسب اینکه هر امر که حق صیرج بود بیان کنیم پس حق صیرج درین امر این است که کمی و زیادتی درجه اقسام عقل  
 بجز قسم دوم می تواند شد یعنی علم بدیهی در امکان امور جائز و امتناع محالات چنان است که درین کمی و بیشی نیست  
 مثلاً هر که خواهد دانست که در او یک یا ده اند او اینهم خواهد دانست که بودن جسمی در دو جا محال است و یک  
 چیز قدیم و حادث هر دو نمی تواند شد همچنین دیگر امثله و آن امور بوده اند که همه آن بطور تحقیق بدون شک معلوم  
 اند مگر در قسم بانی کمی و بیشی می شود چنانکه در قسم چارم یعنی بودن زیادتی قوت بدان درجه که شهودات الازلیج  
 بر کند درین ظاهر است که مردمان متفاوت می باشند بلکه درین باب صرف در حالات یک شخص نیز کمی و بیشی  
 می شود و این تفاوت گاهی از تفاوت شهوت می شود چه که عاقل گاهی بر ترگ شهوات قادری باشد

و بعضی گویند که آن‌ها امری محال نیست مثلاً مرد جوان از ترک نمانا بزمی شود و هرگاه که عمر زنده می‌ماند عقلش  
 کامل میگردد و نگاه بر ترک آن قادی شود و شهوت از خود و افزونی ریاست و قوت افزون میگردد و ضعف  
 و کمی و بیشی این قسم گاهی ازین وجه می‌شود که ضرر شهوت از عقلی که معلوم می‌شود و در تفاوت می‌باشد ازین وجه  
 از بعضی اطعمه مضرة قاصری باشد و دیگری آنکه عقل بر طبع می‌باشد ازین می‌باشد که بر سبزه دگوارا  
 فی الجملة اعتقاد می‌باشد که درین طعام ضررست مگر طبعی که علم کامل است ازین به خوف و نیز زیاده می‌باشد  
 پس درین صورت خوف در کندیدن شهوت سرسنگ عقل می‌گردد همچنین نسبت جابل عالم زیاده بر ترک  
 گناهان قدرت میدارد چرا که عالم ضرر معاصی را میداند و غرض با از عالم عالم حقیقی است جابل لسان نیست پس  
 اگر تفاوت از جهت شهوت است نگاه به تفاوت عقل جمیع نخواهد کرد و اگر از جهت علم نخواهد بود پس با هیچ قسم  
 علم را نیز عقل گفته ایم ازین جهت که این طاقت علم قوت طبعی از زیاده می‌کند پس گویا تفاوت این علم بعینه تفاوت  
 عقل شده و گاهی این تفاوت صرف از جهت بودن تفاوت و قوت عقل می‌شود مثلاً هرگاه که آن قوت قوی‌تر  
 پس ظاهرست که قلع و قمع شهوات نیز بسیار خواهد کرد قسم سوم که علم تجارب است در آن هم مردمان کم و بیش  
 می‌باشند بعضی فی الفور سخن می‌رسند و رای آنها اکثر ترجیح می‌باشد و بعضی چنین نمی‌باشند پس درین قسم انکار  
 تفاوت نمی‌تواند شد چرا که ظاهرست که تفاوت یا باعث اختلاف طبیعت خواهد بود یا از وجه تفاوت طبیعت  
 و قسم اول که اصل است یعنی قوت طبعی پس در تفاوت بودن آن انکار را راه نیست چرا که حال او مثل نوری است  
 که بر نفس می‌درخشد و طالع و ابتدائی تابش او هنگام من تیزی شود باز پیوسته افزون می‌ماند تا اینکه آهسته  
 آهسته قریب چهل سال عمر کامل می‌گردد و مثالش چنین است که روشنی بچ که در ابتدا چشم می‌باشد  
 که معلوم کردنش مشکل می‌افتد باز بتدریج افزون می‌گردد تا اینکه هنگام طلوع آفتاب کامل می‌گردد و فرق کمی  
 و بیشی در نور بصیرت همچو نور چشم است که در اعور و تیر بینائی فرق معلوم می‌شود بلکه عادت اسد مخلوق می‌باشد  
 جابلست که با جد بتدریج می‌شود تا اینکه قوت شهوت طفل هنگام بالغ شدن یکبارگی ظاهر نمی‌شود بلکه آنکه  
 ظاهری شود همچنین در جمیع قوی و صفات را حال توان نیست پس یک درین قوت طبعی متناهی و بیشی است  
 او گویا از راه عقل خارج است و هر کس این را اندک نقل مختصر نیست پس بود که تسبیح یا و یقیناً رای باشد پس

انکس خود از دیهائی کمتر است انکار کی و پیشی درین صورت چگونه می تواند شد اگر درین تفاوت نبود پس  
 در فهم علوم مردمان چر است تفاوت شده اند و چنین چر شده اند کسی گفته و من بود که در بسیار نهانیدن بفهمد کسی  
 نیز همین بود که در ادبی امر و اشاره ایها کسی چنان کامل بود که خود از نفس احتیاج امور جوش زنند و بخت تعلیم  
 نرسد که قال الله تعالی یکا دزیتها فیضی و لو لم تسس نه نور علی نور و این کاملین انبیا علیهم السلام اند که حضرت  
 شان را سخنان باریک و در دل بلا تعلیم و ساعت از غیر می یابند این از الهام تعبیری کنند و پیچوا را آنحضرت  
 و ارشاد خویش بیان فرمود که روح القدس در دل من انداخت که هر که را خواهد دوست بسازد یا دشمن سازد  
 شدن خواهد شد و هر قدر که خواهد زنده ماند شمام در حق اید و عملی که خواهد بکنید جزایش شمار خواهد بود و این را  
 طبرانی بر روایت علی بنسند ضعیف و شیرازی در القاب بر روایت سهل بن سعد آورده اند و همچنین خبر دادن ملائکه  
 مرانیا علیهم السلام را از وحی علیهم السلام است زیرا که در وحی صد از گوش شنیدن و در شسته را از چشم دیدن می شود  
 و در الهام این نیست بنا بر این آنحضرت فرمود که در دلم انداخت و از الفاظ ارشاد فرمود و در جات می بسیار اند  
 و در آن خوض کردن مناسب علم معامله نیست بلکه متعلق به علم شکافته است و این گمان نکنید که معلوم کردن در جات  
 وحی مقتضی است به وحی می شود زیرا که در استن چیز پیچیزی دیگر است و یا حق آن چیزی دیگر مثلا هیچ بعید نیست که  
 طبعی افت و ریاضت صحت بیمار باشد و عالم بکار در جات حد است باشد حال آنکه در طبعی بود و صحت و در  
 عالم وجود و عدالت نیست همچنین کسی که نبوت و ولایت او انداخته و نیست که او نبی و ولی گردید و هر که تقوی و ویر  
 راستا پس او تقی گردید و در میان چنین کس می باشد که خود از نفس خویش متنبه شده بفهمند و بعضی در تنبیه  
 و تعلیم نه فهمند و بعضی انبیه تعلیم هم کار گزینا شد مثال این نین است که اقسام او ساندیکی آنکه در و اب جمع می شود  
 و زودی گیر و چشمه زو جاری شدن می گیر و قسم ووم آنکه در آن حاجت چاه کندیدن می شود و آب و ن کندیدن  
 برقی آید قسم سوم آنکه در آن آید کندیدن هم برقی آید شک می ماند و در این اقسام آنکه جوهر زمین صفات عجلش  
 منسلک می باشد بقیع حال نفس و زنده و در این قوه عقل سه و دلیل نقلی یکی پیشی عقل آن روایت است  
 که از عقل و عین است و من سلک است که او شان را آنحضرت دریافت کرد و آنحضرت حدیثی طویل فرمود و در  
 آن حدیث فرمود که من سلک است که او شان را آنحضرت دریافت کرد و آنحضرت حدیثی طویل فرمود و در

ارشاد فرمود که بان عقل از عرش افروز است عرض کردند که مقدارش چه قدر است حکم شد که علم شماران همیاط خوانند  
 شمار علم شمارهاست عرض کردند بنی حق تعالی فرمود که عقل اهرم موافق شمار یک مختلف پیدا کرده ام بعضی  
 کسان یک را عقل عظمی و بعضی را ادویسه کسی اچار کسی چنان است که او را مقدار یک فرق یعنی قریب  
 هشت آثار عنایت شده کسی یک و سق یعنی برابر با شتر کسی از ایدازین هم محبت شده اکنون اگر چنین گوید  
 که هرگاه حال عقل نیست پس صوفیه عقل و معقول اچارایی گویند پس وجه آن اینست که مردمان لفظ عقل  
 و معقول را بر معنی اصلی گذاشته بهر جای که در مناظره فتنل کرده اند که آن را فن کلام می گویند که  
 اکنون معقول همین مانده است که خشکیدن طوط ثانی را الزام دادن تواند پس از صوفیه  
 نتوانست شد که از مردمان آفریده اندی که شما این علم را از غلطی معقول قرار داده اید زیرا که این امر در دلها می رود  
 قرار گرفته است و بر زبان ابرج پس از غلط گفتن صوفیه از دلها می شان کی محوی تو نیست شد زیرا که او شان نیست  
 آن عقل و معقول کردند که آن امر و آن عقل و معقول می گویند ورنه نور بصیرت باطنی که از حق تعالی شناخته می شود  
 و تصدیق رسولش کرده می شود از مذمت و بگویند متصور می تواند شد تعریف آن خود حق تعالی فرموده است  
 اگر مذمت او کرده شود پس تعریف کدام چیز خواهد بود چرا که اگر شرح قابل تعریف است پس علم درستی آن را کدام  
 چیز است اگر جان عقل بدست که بران اعتبار نیست پس شریعت نیز معاذ الله بد قرار خواهد یافت اگر کسی گوید که  
 علم صحت شریعت از چشم یقین نورایان معلوم می شود بر این قول خاطناید کرد زیرا که غرض ما هر چه از عقل است  
 همان از عین یقین و نورایان است یعنی آن صفت باطنی که از و انسان از چهار پانگهان ممتاز باشد تا اینکه عیاش  
 آن حقائق امور معلوم می کند و اکثر هیچ خطا از جهالت آنکسان می افتد که آنها حقائق را از الفاظ می طلبند اینقدر  
 و بر بیان عقل کافی معلوم می شود و الله علم قائم توان انکاشت که نیز حضرت امام غزالی در احیای العلوم می یابند  
 که مدلول این هر چهار الفاظ قلب و نفس و روح و عقل جدا جدا موجود اند یعنی قلب جسمانی و روح جسمانی و نفس شهوانی  
 و علوم و محی پنجم یعنی لطیفه بد که انسانی آن درین چهار الفاظ مشترک است درین صورت الفاظ چهار است مذ  
 و معنی پنجم و دود و معنی هر لفظ شدند و چون که بر اکثر علما اختلاف و اشتراک این الفاظ مشتبه گردیده است ازین سبب  
 ایشان در خاطر می نویسند که این خاطر قلب است این خاطر نفس این خاطر روح مگر ناظر از درین چیز با اختلاف

معانی هیچ معلوم نمی شود بفرض رفع این قباحت شرح این الفاظ او لا کرده دادیم و در قرآن مجید یا حشر  
 شش هفت هر جا که لفظ قلب واقع است پس ادا و چیزی در انسان است که می نمود و حقیقت اشیا را معلوم کند  
 و آن را که تیره بران قلب اطلاق می کنند که در سینه انسانی است چه که در آن لطیفه جسم قلب علامه حاصل است  
 اگر چه از تمامه جسم متعلق است و از جای اعضا کاری گیر و لیکن تعلق از دیگر اعضا بواسطه قلب است پس تعلق  
 لطیفه مذکوره اول از قلب جسمانی است گویا که قلب جسمانی محل دار سلطنت و مرکب است از این جهت  
 حضرت سهل تستری در قلب جسمانی را از عرش و سینه را از کرسی تشبیه داده اند و فرموده که قلب عرش  
 است و صدر کرسی و ازین بیان کسی این نداند که غرض نشان این است که قلب عرش خلاست و صدر کرسی او  
 زیرا که این امر محال است بلکه مراد نشان اینست که قلب جسمانی و صدر از لطیفه قلبی و دار سلطنت و تخیل و اندک اول  
 تصرف و از همین به آغاز می شود و غرض که قلب جسمانی و صدر از لطیفه قلبی همان نسبت است که عرش کرسی  
 راست با این دو پاک به تشبیه هم صرف از لطیفه و وجه درست می نشیند و چون که غرض از این تعلق نیست لاجرم  
 او را فرموده است می گفتم وصل در میان روح پاک که پای سعادت روح نهایت رفیع است و در و او را که او بکار  
 متبوع پیغمبری است که بر قاف عرش همین از او وید ام عبارت رسیدن نتواند از باب مکاشفات مصحاب  
 قلوب که از قیام هوا و اطاعت نفس از گذشته اند گذشته آن غیر نموده اند و از آن جز بیان اشارت عبارت  
 نگرفته اند که اگر بکفیه اشاره علامی کلام را در ما هست که نیست روح اختلاف است امام را غلبه از اهل سنت و جمهر  
 از قدام معتزله و جمعی از شیعه امامیه بآن رفته اند که روح جوهری است مجرد از ماده و عالم است نفس خویش را با آنچه  
 خارج از وی است از موجودات متعلق است بدین ماده بخوی که داخل در بدن باشد و علول در وی که او باشد بلکه  
 بدروی است و تصرف در وی مثل خادم اسپ که بدروی است نه داخل در وی موت عبارت است از رفع این تعلق  
 یعنی نیست شدن پیوسته و تصرف او از اینجا است که اگر انسان در حیات خود در خاک گرم نشین بدن می متعفن میگردد  
 و طوایف بدنی او بی یزد و اجزای این و از هم نمی باشند و بعد مردن حالات مگورده و در وی ظهور می نماید قاضی قاطع  
 و نظام مختزل بآن رفته که روح جسمی است لطیفه ساری در بدن مثل سریان آب در گل و آتش در داخل و در غی که  
 و قابل تغییر و تبدل اصلا نیست بفرض اگر دست تشخص قطع کنند جز و روحانی که در آن دست است متعلق غیبه

بلکه مقبوض و منجذب خواهد شد و جزوی که متصل آن دست قطع بود چنانکه شعل آفتاب که از قطع منقطع نمی گردد  
 اما از مکان بکمان و گیر منجذب می تواند شد و از تشکیل جمعی از مختزله جمعی از اشاعره بآن فته اند که روح هر شخص  
 عبارت از همان جدوی است باعراضی که قائم اند بوی مثل سمع و بصر و حواس و حرکت باقی صفات و جمعی عظیم را باین  
 بآن رفته اند که جسم هر انسان مرکب است از جزوی چند که بعضی از آن اجزا سخت اند بمرتبه که از بریدن بریده نمی شوند  
 و از شکستن شکسته نمی گردند و تغییر و تبدل و زیادت و نقصان و زوال و انحلال و ابدیها راه نیست روح عبارت از  
 وجود این اجزا است و بعضی دیگر از این اجزا از ممتد قابل بریدن و کاستن و افزودن و این اجزا را اجزای عارضه  
 می نامند و قسم اول اجزای اصلیه زیرا که آنها مقدم اند و اینها عارض آنها و کلام امام رازی در این صریح است که  
 این مذاهب مختار محققین تشکیل است اما کتاب خدا و حدیث حضرت محمد مصطفی تا فی این و ذمه است خیرست قال الله  
 ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون واليضام خلقنا النطفة علقه فخلقنا العلقه  
 مضغه فخلقنا المضغه عظاما فخلقنا العظام لحما ثم انشأناه خلقا آخر فخبرناك انه احسن الخالقين قال رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم اذا حمل المیت علی نعشه ترقرق روحه فوق النعش و یقول یا ایلنی یا ولدی یا تلعبین کلم الذی کلام  
 لبسته یعنی فرموده حضرت و تنبیه بآیه کرده شود مرده بر چارپائی آواز میکنند و می گوید پس پسر منده های خوش که ای  
 ایل من و ای فرزندان من هر گویا بازی نکن بشما دنیا و آنچه مشغول سازد چنانکه بازی کرد با آنچه مشغول ساخت مرا  
 و ذین مستقیم و طبع سلیم پیدا می کند پس این هر سه احوال دال اند بر آنکه روح انسانی غیر حسیه و غیر اجزای است  
 امام از جمعی دیگر متفق با وی گفته که روح عرضی است از اعراض بدنی و وصفی است از اوصاف آن لکن تعین آن کرده اند  
 که ویرا چه نام است و مجلس کدام است و این آوندی گوید که جمعی بآن فته اند که روح جزوی است لا یختری و قلب و محقق  
 کاشی در اصطلاح گفته که روح در اصطلاح قوم لطیفه مجردة انسانیة است در اصطلاح حکما بخاری لطیف است متولد در قلب  
 قابل قوت حیات و حرکت این در اصطلاح شان نفس گویند و متوسط میان هر دو که یک کلیات و جزئیات است  
 است نیز و حکمایان قلب روح فرقی نیست او شان این هر دو نفس نام نهاده اند حضرت امام غزالی و حلیا و اهل  
 فرموده که نظر روح بر روحی گفته میشود و آنکه روح جسمی لطیف است که منبع آن خلق قلب جسمانی است از اینجا بدیهه شایسته است  
 اعضا سازی است و بر بدن و اوان حیات و حواس خمس با اعضا چنانست که پیرا حتی و خانه نهاده شود و از دور

چهار طرف مکان نشینی رسد در مکان هر جا که این روشنی رود آنجا روشن گردد پس روح بمنزله چراغ است میخانه  
 نور و حرکت روح و باطن سرایان او در بدن آنجا است که مثلاً چراغ را در اطراف خانه بگردانند این معنی روح اندر  
 اصطلاح اطباء یعنی روح بخاری لطیف است که از حرارت قلب نفع می یابد پس مقصود من ذکر کردن این معنی نیست  
 غرض اطباء البته از این متعلق است که او نشان علاج ابدان می کنند و طبیبان دین که معالجات قلب این می شوند که  
 او را تا بجوار رب العالمین برسانند او نشان از این روح اندکی هم بحث نکنند بلکه غرض نشان از معنی دیگر است معنی  
 دوم این آنکه روح لطیفه مد که انسانی است و اینهمه معنی آنکه شرح آن در معنی دومی قلب کرده ایم همین معنی مد است  
 از این آیه شریفه قل الروح من امر ربي و این شئی عجیب ربانی است که در ادراک کتب حقیقتش اکثر افهام عقول عاجز  
 اند انتی و معنی دوم قلب انچه من فرموده آنکه او لطیفه روحانی ربانی است که او را از قلب جسمانی تعلقی است و  
 سیم لطیفه حقیقت انسانی گفته می شود و در کمال عالم و مخاطب و معاتب همین است از این پذیرفتن است علامه که این  
 لطیفه را با قلب جسمانی است و ادراک آن عقول اکثر مردمان حیران اند زیرا که تعلق او از قلب جسمانی آنجا است که  
 اعراض را با اجسام است یا صفات یا موصوفات یا تعلق کار گیر از ادراک خویش یا تعلق کمال از مکان و چون آنجا بر این  
 نمی گنیم پس این او و وجه تداول اینکه این امر از اسرار غیبی است و ما در این کتاب صرف بیان علوم معانی مقصود است  
 دوم اینکه تحقیق بر فاش شدن راز روح است و این آن راز است که در آن آنحضرت صلی الله علیه و سلم چیزی را شاد  
 نفرموده پس می گیری را نیز طلب کشادن دین باب نباید انتی و با جمله روح جوهری است مجرد قائم بذات خود و خصوصی  
 از اعراض و جسمیت از اجسام و تشکلات از اجسام تشکلات است و در مکان نه مقید و قید است زبان مفصل بدن عالم  
 و مفصل از آن نه داخل بدن نه خارج از آن بلکه ذاتی است موصوف باوصاف ربوبیت و اقرب اشیا است به قائم قوت  
 ازینجا است که حق سبحانه تعالی رسول خویش را امر بکشف ذات اظهار صفات وی بر مردم اهل کدوین  
 لطیفه روحانی و متعلقها مختلفه و معروض جو ارض متعده میگردد و بحسب هر صفت دیگر بر وی اطلاقی می یاب پس اگر  
 آنها که در صفات مذمومه و شهوات مرده نماید آنرا نفس الماره یا سوء خوانند و خری شیطان نامند قال الله تعالی  
 ان النفس الماره بالسوء بدتری که نفس سرکشیه بسیار گفته اند است انسان با افعال شلیعه موصوف می شود با افعال نیکه  
 و اگر بر شاعت افعال رذالت اخلاق ملامت بحال خودی نماید و طریق تو به پیش می گیر و برادرین مرتبه نفس الماره میگردد



قال الله تعالى لا اله الا الله قسم النفس الملوثة قسم من خورم نفسی که بسیار ملوث است کننده است صاحب خود را از کردار ناهنجار اگر آید  
 گیرد و انتقال داند و نواهی بسیار با رباب بخوی که ویران قلن و مضطرب در عبادت و اطاعت نماند و حضور تمام جمیع بالکلام  
 سر انجام حال فرخنده مال می گردود و درین مقام نفس مطمئنه نامند قال الله تعالى استبشطنه من ریحی الی البکریه  
 بر خفته است نفس مطمئنه که سکون اطمینان و طاعت و عبادت ما گرفته و از غیر مگر بسته رجوع مکن بسوی پروردگار خویش و ان حالتی  
 که از اضنی هستی بر او ام و احکام می و از اضنی کرده شده یعنی او تعالی را اضنی است بر افعال احوال تو و نزد ایشان غیر از روح انسان  
 که بالا مرقوم شد و روح دیگری است که آن روح حیوانی خوانند و آن در جمیع اجزای بدن ساری است و حس و حرکت هر جزو  
 بنی بشعل وی است چنانچه آفتاب بر آسمان چارم است و شعل وی محیط روی زمین است چنانچه شعل آفتاب از  
 قطع منقطع نمیکرد و همچنان نور روح حیوانی قطع عضو مطلق نمی شود و روح انسانی را ربط محبت و تعلق عشق این  
 روح حیوانی است و روح حیوانی را ارتباط بحس است اما که حسن اعتدال و صحت مزاج جسمانی باقی است و بعد از فساد  
 مزاج و رفع کمال اعتدال روح حیوانی از جسم می گریزد و جسم صورت جماد پیدای کند و موت عبارت از این  
 حالت است و تحقیق آنست که شکل روح حیوانی وزنگ او و قامت او مشابیه جسم است بخو که اگر در مکان جسم  
 زید روح حیوانی وی برآمده نشیند و جسم معدوم گردد و بنشیند و معلوم نشود که جسم زید معدوم است روح حیوانی و  
 بجای می نشسته و علی هذا القیاس روح حیوانی عمر و بکبر است و سایر حیوانات و علی هذا القیاس ارواح نبات  
 و جمادات نیز که نباتات و جمادات اند و حکما از اشرافین صوفیه روحی است که آن روح عالم است خود را و خالق خود را  
 و سایر مخلوقات را و آیه کریمه ان من شی الا لیسج سجده و لکن لا یفقهون سجده و بسیاری از آیات احادیث میگوید  
 این قولست یعنی بودن هر موجودی از موجودات بجاننی که تسبیح می کند آفریدگار و پروردگار خود را لیکن شما می مردم  
 و نمی یابید تسبیح ایشان را و این طائفه را بالاتر از تحقیق حکما و تمکین تحقیقی دیگر است و تحریر آن موقوف بر توفیق فکر است  
 بنا بر آن حرکت قلم از قلم آن کوتاه نموده اند و علم و علمه حکم حضرت جنید فرمود که روح چیز نیست که برگزیده و راحی تعالی عالم  
 خویش یعنی علم حقیقت می مخصوص بخویش گردانید و از مخلوقات کسی را بر او مطلع نگردانیده و ممکن است بیان او از  
 اکثر موجودات خلاصه نیکه روح مشوب با و تعالی است کما فی قوله و نفخت قیمة من و حی و بازمی فراید قل الروح من  
 امر ربی از ارشاد و لفظ کن اثری که در اسوی پدید آید همان روح است بر توه اثر این آن اثر است که هرگاه بزرگی از خودی

به کردن فعلی ارشاد فرماید و رو بروی خود نشاند و حکم کند که فی در محکوم پدید می آید که ازان او بر کردن فعل معذرت  
 و مجبور می افتد و این اثر همان ارشاد امری است چون ارشاد کننده قدیم است اثر ارشادش نیز دیر با ضروری  
 است که باشد پس این پر تو غیر آن پر تو چگونه می تواند شد پس هر که این را شناخت اصل کار را رسیده و الحق را  
 تم می یابد نیست از اینجا است ارشاد حضرت جنید که جائز نیست بیان کردن حقیقت روح از اکثر موجودات  
 پس لفظ اکثر فرمودند کل ازین معلوم شد که بعضی فهمیده باشند همچنین استفاده کرده ام از ارشاد حضرت  
 جد امجد مولانا و مرشدنا حضرت شاه حیدر علی قلندر قدس سره لا طهر و الله اعلم بحقیقه الحال حضرت ابو عبد الله  
 انساج می فرماید که روح جسمی لطیف است که قیام کرده است در جسم کثیف و مجهول و علما گویند که امری باطنی است  
 که بسبب آن جسم زنده است بعضی گفته که روح هوای نرم و لطیف و بویاست که بسبب آن ذی روح را حیات  
 حاصل است ابو بکر خطیبی گفته که روح داخل در امر کن نیست یعنی هر گونه که تمامه عالم از لفظ کن پیدا شد اینجا آن  
 روح نیست بلکه او صفتی خاص الهی است چنانکه احوای صفت محیی است و خلق صفت خالق است و بعضی  
 محققین فرموده که روح چیزی باطنی است در جسم و مخلوق است همچو جسم بعضی فرموده که جسم عنصری خود را ترک  
 کرده در عالم مثال سیر می کند و همین را انخلاع و انشراح و موت اختیاری گویند و خلاصه کلام حضرت بحر العلوم در  
 شرح شفا شریف در حقیقت روح اینکه روح حیوانی جسمی لطیف است برزخ میان عالم مجرد و ماده و ساری است  
 در تمامه بدن انسانی بدین گونه که هر جزو او منطبق است از هر جزو بدن اما سرایش مجهول الکنه است و اگر چه جسم  
 است لیکن آن گونه الطیف است که شمار آن در موجودات است و از صور مثالیه هم زیاده تر لطیف است ابدی است  
 و روح انسانی لطیفه الهیه و تعین خاص است و بی ماده بصورت روح حیوانی است و علاوه این روح حیوانی است  
 که حکما آن را گویند که از انچه لطیفه غذائی پیدا است و روح انسانی لطیفه الهیه و تعین خاص است بی ماده بصورت  
 روح حیوانی یا روح حیوانی مرکب است پس روح انسانی را با روح حیوانی همان نسبت است که متعینات را  
 با ذات مطلق است و روح انسانی اگر چه در عالم اطلاق عالم است با شیا و از لذت عالم سیر است لیکن هرگاه تعین  
 و تصور شود روح حیوانی گردد در آن صورت از علوم ساده از الم و لذت متصف گردد و بدین عقل او را علوم حاصل  
 می شوند چه که در وقت ادراک تعین علوم حاصل است و بهنگام موت این روح از جسم برآمده جسم برزخی قبول می کند و بهنگام

برخی مسؤل در قریب شود و روح انسانی در حالت اطلاق قدیم است مگر روح حیوانی قدیم نیست در هر شخص  
 خواه کامل بود یا ناقص اما کلاً آنچه که حقیقت روح خویش میدانند لا یرم گفته می شود که ارواح اولیا و اسد قدیم ناقص  
 چه که از حقیقت ارواح خویش نمی دانند از ارواح شان جاد شده می شود حضرت امام غزالی می فرماید که جسم انسانی بزرگ  
 قانوس است و قلب انسانی مثل فتیله و روح حیوانی مثل آتش و روح انسانی مثل نور فرق این قدر است که روشنی  
 شمع تابع آتش می شود مگر روح انسانی تابع روح حیوانی نیست بلکه روح انسانی اصل است و روح حیوانی تابع آن  
 پس چنان باینجه که شمع از انوار غیبی روشن است پس ازین مثال این قیقه مستنبط می شود که همچنانکه حق تعالی  
 و بعضی شیای خاصه نهاده است که عکس اشیاى مقابل هرگاه در آن می افتد صورت پذیر میگیرد و در بعضی آن قوت  
 عکس می پذیرد عکس ساخته می شود و همچنان در روح حیوانی این خاصه عطا فرموده شده است که بر تو انوار غیبی  
 بران می افتد و او از آن روشن میگرد و در صورتی جدید در آن پیدای می گردد پس آن بر تو نورانی می آید آن قدر جزو  
 روح حیوانی که بران او منطبق است روح انسانی است و بعد قیام آن صورت چونکه روح حیوانی بخاری از اظفار لطیف  
 روزمره پیدای شود و اجسم یا بطور مرکب اوی ماند که جسم هم قنای پذیرد لیکن از آنجا که انوار غیبی ابدی اند چه که مطلع  
 شان روح کل یا روح عظیم با حقیقت محمدی است که جزو پر تو نور قدیم است و حکم کن محمد اعلمه قائم است لا یرم پر تو  
 آن هم ابدی باشد از روح انسانی نیز ابدی است زیرا که او از نسبت با مطلع خود همیشه قائم می ماند چنانکه پر تو آفتاب  
 از آفتاب و چنانکه از انهدام خانه پر تو آفتاب بدستور قائم می ماند همچنان از قنای جسم و روح حیوانی قنای روح  
 انسانی نکلن نیست و دوم تعلق روح انسانی از عالم دنیای ماند زیرا که در آن جزوی از روح حیوانی شامل است لهذا  
 بعد قنای جسم در عالم برنج که میان عالم ارواح و عالم اجسام است روح انسانی قائم می ماند و این روح انسانی در عین  
 خلقت معلمی باشد مگر استعداد تحصیل علوم در آن می باشد پس اگر ریاضت کرده علم استدلال حاصل کرد پس ناقص ماند  
 و اگر ریاضت تصفیه چنان حاصل کرد که عالم علم شود می شد پس کامل گشت لیکن مراتب شهود و کمال متفاوت  
 اند لهذا در درجات اهل البیت تفاوت آمد بعضی براتب اعلی و بعضی با وسط و بعضی براتب ادنی و علی القیاس در جلال  
 متفاوت آمدند و تفسیر عالم التدریج است که بعضی گویند که روح خون است آینه می بیند که جاندار هرگاه می میرد جز  
 خون از فوت نمی شود و قومی گفته که روح نفس حیوان است پس ایل آنکه حیوان می میرد و احتیاس نفس قومی گفته

که عرض است و قومی گفته که جسمی لطیف است بعضی گویند که روح معنی است که در نور و طیب و علو و علم و بقا مجتمع اند  
 نمی بینی که هرگاه او موجود بود انسان و صوفی و جمیع این اوصاف بود و هرگاه این معنی بدو و همه بر او اولی الا قایل  
 است که بسیار عظم روح البسوی حتی و این قول اول سنت است و عباد الله بن بریده فرمود که حق تعالی خبردار نفوذ  
 هر روح ملک مقرب نیستی هر سل انشی و در تفسیر روحانی است که هیئت روح امر وجودی است که حاصل شد از امر رب بلا واسطه  
 ماده پس نبود او را شکلی و تقداری و نه دخول بدن و نه خروج از دو اتصال و نه انفصال از دو این امی فهم آنکه در  
 علم خالق تبحر است و در تفسیر مدارک است که به گویند که پرسندگان چون از حضرت صلی الله علیه و سلم سوال از حقیقت روحی  
 کردند که در جان است پس خبر داد حق تعالی که او از امر آبی است که او را جز او کسی نداند و از بریده مروی است که او اولی از  
 او را که هیئت روح عاجز از بعد اتفاق عمر باطله بر خوض کردن در آن حکمت درین عاجز کردن عقل است از ادراک  
 چیزی که بهیچ او مخلوق و مجاور است که تا دلالت کند برین که عقل به هرگاه حال نیست که از ادراک بهیچ خودی عاجز است  
 پس از ادراک خالق خویش لامحاله عاجز تر خواهد بود و بر این ذکر کرده شد آنچه در حقیقت روح گفته اند که آن جسم لطیف  
 هوایی است و در هر جزو از حیوان و بعضی گویند آن خلقه عظیم است و حیاتی بزرگ از فرشته و از ابن عباس مرویست که مراد  
 از روح درین آیه کریمه و یسئلونک عن الروح جبریل علیه السلام آمده دلیل او نزول بالروح الامین علی قلبک است  
 انشی و بعضی گویند که عالم ارواح مخلوق است بی ماده و مدت و عالم اجسام مخلوق است بماده و مدت ازین مجید و در قرآن مجید  
 آمده است که و یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی سوال نخواهند کرد و ترا از کیفیت روح که بدن انسان این  
 زنده است بگوای محمد که روح از امر پروردگار من است یعنی از بسدعات او که با مرکن پیدا شده بی ماده و از انجمله است که  
 مخصوص است بعلم خدا و غیر حق کسی بدو دانست انشی و بعضی گویند که روح امر است و امر او کلام است و کلام  
 مخلوق نیست صحیح نیست که روح معنی است در بدن و مخلوق بهیچ بدن و بد آنکه در اصطلاح این طائفه عالم ارواح  
 مخلوق است بی ماده و مدت و عالم اجسام مخلوق است بماده و مدت پس معنی قول قل الروح من امر ربی این است که  
 روح در عالم امر است که موجود شده است از امر حق بی ماده و مدت روزی حضرت جدی و مرشدی مولانا شاه حیدر علی  
 قلندرقیس سر لاهور تذکره خالق که با بعضی مخلصین میباشند از شاد فرمودند که بدون سخنان طول و طویل  
 نه اسب کثیره در روح فشا اینهمه اگر بغیر رویده شود بهین می نماید که از فکر صائب بتوفیق مصوب حقیقی کار گرفته شد

۹

فرد

آوردن

روح

الامین

چنین

چنین

چنین

چنین

چنین

چنین

در ظاهر غیر مناظر خود میداند که آنچه از قرآن مجید فهمیده می شود همان اصل حقیقت روح است یعنی روح انزاه  
 مجرد حق جل شانته است و حسب مخلوقات بلا حلول طبعی و سریانی و واقع شدن اینچنین خیال باید کرد که چون  
 حق تعالی محض کبریا هم خویش موجودات را از مرتبه صور علییه بمرتبه تعین و تشخص آورده بدینسان  
 متوجه گشت بر سبیل استعلا حقیقی خویش بفرموده که کن یعنی بشوید ازین فرمودن و توجه ساختن اثری  
 و هر یک پدید آید گشت و همان سرای نمود و حیات و وجود همه گشت و کیفیت این اثر را آنکه بطالبان توجه  
 می دهد یا بتوجه خویش چیزی ساکنه را متحرک می سازد و نیکوی فهم و تعلق روح با بدن چون تعلق  
 عاشق است با معشوق و آنچه ارشاد می شود که ما او یتیم من العلم الاقلید یعنی نداده شدید شما را از  
 علم کمتر از آن علم علمی است که حاصل کرده می شود و متوسط عقل زیرا که اکتساب عقل و معارف نظریه  
 را از ضروریاتی است که مستفاد است از احساس جزئیات و بهر این گفته اند که هر که جسم گم کرد علم گم کرد و  
 اکثر اشیا را ادراک نمی تواند کرد و چیزی را از احوال آن نمی شناسد و این است مراد از آن ذات شی را  
 و این بدان اشاره است که معرفت ذات روح ممکن نیست مگر بجاوض که میسر روح باشند از تلبس روح  
 پس علم تمامه روح بلا گشتن روح حاصل نمی توان کرد و به روح معانی روح ازین عقل جزوی که آلوده  
 تعلقات و خیالات ما و من است نتوان رسید الا ما شاء الله تعالی انتهى اصل این است که معرفت روح  
 بنظر عقلی و ترتیب مقدمات فکری نمی تواند شد زیرا که نظر عقلی و ترتیب مقدمات فکری سالک احتیاج  
 می کند بسوئے استعلا قوای بنیه حایره از ادراک انوار مجرد که شناخت آن بغير کشف روحانی  
 یا عنایت الهی نباشد و این حاصل نمی شود مگر بتقطع نظر از حواس ظاهره و ترک عمل بقوای باطنه و  
 تجربه قلب از شوائب بنیه و توجه سوئے قلب همیشه به فکر در امور مجرد روحانیه و باین طریق منکشف  
 می گردد و سالک را حقیقت روح و ازو حاصل می شود برای او معرفت نفس و ظاهر شود او را ماهیت ذات او  
 آن ذات که آن نورانیه محضه و صفائی صفره است زیرا که روح انسانی امری است از امور  
 آگهی پس بهر این منبر مود حق تعالی قل الروح من امر ربی استغفره در مطالب  
 مطالب رشیدی است که اما روح انسانی پس حکماست محققین و علمای مسلمین

دانسته و دریافته و از کتب الهیه فهمیده اند که آن مجرور است از بدن و متعلق بدان توجه تدبیر و تصرف در بدن می کنند  
عالم غیب است و شهادت نه معقول نه محسوس نه داخل بدن و نه خارج و متصل ببدن و مفصل و نسبت آن  
ببدن چون نسبت حق است با عالم و آن را بزبان حکما نفس ناطقه بشریه گویند و او متوجه تدبیر بدنی باشد چون  
او از تدبیر بدن و تعلق آن مفارقت کرد ارواح و قوی و اعضا همه بیکار گردند و آن را موت گویند یعنی موت بدن  
و کما بعد نه موت آن نفس ناطقه که آن را موت نیست باشد که بعد مفارقت بدن عنصری ببدن مثالی محل رنج  
و راحت و نعمت باشد و الله اعلم بالصواب و همین روح مجرد که آن را نفس ناطقه بشریه نیز گویند باعث تفرقه در میان  
انسان و سایر حیوانات است و همین نفس ناطقه است که مأمور و منتهی و معاتب و مخاطب باشد و همین است که کسب  
کمالات کند و از مرتبه ماده بلوامة و از لوازم بلوامة از مله مطبئه میسرند و همین است که از نام نفس بام قلب بنام روح  
و سر و قفسی و اخفی و ترقی نماید و همین است که منظره را اگر دو دو بمولد مقصود من الخلق انتهی در رساله مراتب الروح آورده  
است که آدمی راسته روح است -

یکی نباتی که موجب نمو است -

دوم حیوانی که بسبب آن حس و حرکت است درین دو روح با نبات و حیوان شریک است اما روح  
ثالث که نفس ناطقه است این روح اضافی است که حق سبحانه تعالی بخود اضافت کرده فرمود و نفخت فیهم من  
روحی درین روح با او شیرکی نیست و علو و جبر آدمی است و عجب آن غرائب ازین واقع است و روح حیوانی نباتی  
را که از جسم متولد شده اند بعد از فساد جان و وجودی نیست روح ثالث اضافی تا که بدن عنصری فاسد نشود و تدبیر بدن  
و تصرف آن کند بعد فساد بدن خود باقی ابدی است علاقه او بحییم و ایمی نسبت دخول و خروج و اتصال و انفصال  
است چنانچه معیت حق با اشیا الهی ماصلی علیه و سلم فرمود (من عرف نفسه فقد عرف ربه) ازین نفس روح  
مراست و شیخ اکبر فرمود که اهل تحقیق در بیان کیفیت روح دو فرق اند یکی بر آن است که روح در اصل یکی است که آن را  
روح کل گویند و این روح صادر اول است از ذات واجب بطریق ابداع بنا بر اختلاف اعتبارات اسامی مختلفه  
دارد و گاهی حقیقت محدثش صلی علیه و سلم خوانند و گاهی عقل کل و قلم و غیر آن و صد و رار و روح از این پنجین است  
که هرگاه جسم انسانی تسویه یافت بر قوی اذان برین جسم پیدای شود چنانچه جسم قلی بمقابل آفتاب روشن گردد

باز وقت موت جمل خود را بر حق می شود که روح کل است و این را روح جزئی بعد از انتقال بدان جمل خود را بر حق  
 می شود و صلا امتیاز باقی نمی ماند چنانچه آب نهر باعتبار ظروف متعدد و شعلع آفتاب باعتبار اماکن این تجزیه  
 تبخیر اعتبار است و الا روح کل چه بر سبب است تجزیه تبخیر ادران را نیست و گروه دیگر گویند که با بدن منحصر  
 در اجسام عنصری یافتیم بلکه این روح را و بدن است عنصری و مثالی اگر چه عنصری فانی شود اما مثالی فاسد نمی شود  
 مادری نثار است باین تعلق دارد بعد از فساد این بدن بدن مثال متعلق می شود اما انشای الله تعالی بنویس  
 همه را معلوم است چنانچه در خواب که بدن عنصری معطل می شود بآن بدن دیگر خود درین وقت تدبیر هر دو بدن میکند  
 و اگر تدبیر بدن عنصری ترک کند بدن فاسد شود و موت عبارت از این است و کمال اولیا و حکما را حالتی است که  
 انشراح و اختلاج گویند که روح انسان تازه روز بکر زیاده ترک تدبیر بدن کرده و حال مثال سیر می کنند این را  
 موت اختیاری گویند و این ریاضت حاصل می شود بر این طائفه موت آسان می شود و موت قبل از آن موت  
 عبارت از این معنی است و جمعی از افاضان بر آنند که آدمی مثل حیوانات روح حیوانی دارد و بعد فساد و ترکیب فاسد  
 شود بواسطه تصور علم خود را در جسم عنصری منحصر دارند (اولی که لا انعام بل هم شل سلیلا) سعادت مندانی که  
 خود را شناخته اند دانسته اند که خرابی بدن موجب ظهور کمالات روح است لاجرم در ریاضت کوشیده اند و باطلان  
 هم قاصده خود را در پرورش بدن فانی در اند کرده اند سیاهات هیئات دیگر بواسطه ترکیب روح با بدن بعضی امور  
 که روح را قبل از آن نبود حاصل شده نفس و قلب و سر و روح و خفی و لطیفه خفیه هر کدام را استوار ساخته است و اکابر  
 اولیا سلوک طریق را بسیر اطوار سببه تعبیر کرده اند یعنی اول طهارت بدن باید که ظاهر شریعت بدان ناطق است  
 و بعد ترکیب نفس بجای الفت هوا می او بعد تصفیه دل از اخلاق و سیم چون حسد و همد و حرص مال و جاه و غیره  
 و بعد تخلیه سیر از یاد غیر حق و تجلیه روح یعنی مشاهد حق بعد از معرفت آگاه می شود و لطیفه خفیه حقیقت یعنی  
 اینها قلوبا فتم وجه الله شکفت شود و سالک منتهی می شود و این لطیفه را با ذات آن نیست که شعلع را  
 یا آفتاب و سیرانی است و اینچنانچه است و سیر فی الله را نهایت نیست انتی از جمیع الفواید قبول بدانکه شریف تر موجود  
 و نزدیک تر مشهودی بحضرت حق روح عظیم است که حق تعالی او را بخود اختصاصت کرده است لفظ من روحی بن  
 روح آدم کبر و خلیفه اول و ترجان الهی و شعلع و چهره قلم ایما و حیثیت ارواح همه عبارت از او صان است

صله

کن کسان

نشد

باید

نشد

بلکه

امثال

عند

کنند

۱۲۰۱

صله

و غیر

بالا

گذشت

۱۲

واول صیدی که در شبکه وجود افتاد ذات او بود مشیت قدیمه او را بخلاق نمود در عالم خلق نصب کرد و مقالی  
 خزان آن سر را وجود بدو تفویض نمود و او را بتصرف در آن مآذون گردانید و از بحر الحیوة نهی غظیم بروی کشت و پاشید  
 از و استمداد فیض حیات می کند و بر اجزای کون فاضلت می نماید و صور کمالات الهی را از مرقع اعتنی ذات مقدس  
 بجل تفرد که عالم خلق است میرساند و از عین اجمال و اعیان تفصیل جلوه میدهد و کرامت الهی او را در نظر بخشیدگی  
 برای مشاهدۀ جلال قدرت ازلی دوم از برای ملاحظه جمال حکمت یزلی عبارت از نظر اول عقل فطری تقبیل آمد و نتیجۀ او  
 محبت الهی عبارت از نظر دوم عقل خلقی می بود نتیجۀ آن نفس کلی چنانچه در خبرست ذات اقدس قبل تمام حال او بر فاد و بر  
 بر نفسی که روح ضائی از عین جمیع استمداد و کف نفس کلی آن اقبال گردید و در تفصیل آن شعور و میان روح اضافی و نفس کلی  
 بسبب فعل و انفعال قوت و ضعف نسبت فکرت و اوثق پیدا کرد و رسم عاشق و مخلص ثابت شد و به ایضا استخراج و برون  
 از دواج ایشان متولدات الکران موجود گشتند و بدست قابل تقدیر ایشیمه رغیب بعالم ظهور آمد پس جمیع مخلوقات  
 نفس و روح آمد و نفس نتیجۀ روح و روح نتیجۀ امر حق سبحان روح را بخودی خود آفرید بی هیچ سبب که لفظ امر اشارت  
 بدانست و جمله مخلوقات را بواسطه روح آفرید که خلق عبارت از انست الاله الخلق و الامر بارک اسد رب العالمین  
 و چون لا بدست مرغیغه را که بتجمیع اوصاف مختلف بفضل الهی مکرم انسانی روح را در خلقت ایجاد و خلعت جمیع  
 اسما و صفات جمالی و جلالی خود در پوشانید و در سند آفرینش مکرم و موثر گردانید و چون دائره تکوین بلفظ انست  
 رسید و بر نقطه ابتدا منطبق گشت صورت روح در آئینه وجود آدم خاکی منعکس شد و جمله اسما و صفات الهی در او  
 متجلی گشت پس خطاب الهی جاعل فی الارض خلیفه در رسید و آفریده خلقت آدم علیه السلام در بالا علی امتش  
 و بر نشو و خلافت او این توفیق آمد که ان الله خلق آدم علی صورته و بر او اکرامت او این کرامت ظاهر شد که علم آدم  
 الاسما کلها و از نه شیخ و اعنه تقدیر در قبضه تصرف او نهادند و ملائکه را بسجده و فرمودند چه ملائکه را آن کمال و  
 جمیعت نبود که او را اذن همت که بعضی از ایشان منظر صفات جمال اندویش و ایشان ملائکه لطیف و رحمت  
 اند و بعضی منظر صفات جلال و پس و ایشان ملائکه قهرو عذاب اند و آدم را جامع صفت جمال و جلال و محل  
 لطیف و قهرو رحمت و غضب گردانید و عبارت از ان این آمد که خلقتم بیدی لا جرم حق را بجمیع اسما و صفات  
 و ملائکه حق را نشان دادند الا بدان اسم که منظر آن نبود و لا علم لنا الا ما علمتنا اشارت بدانست و همچنانکه وجود آدم



در عالم شهادت مظهر صورت روح آمد در عالم غیب وجود و در عالم شهادت مظهر صورت نفس است و در عالم غیب  
 و تولد او از آدم که خلق منها از جهات مثال تولد نفس از روح است و تاثیر از روح نفس و نسبت ذکورت و  
 انوشت ایشان بصورت آدم و منتقل گشت در مثال صدور ایشان از روح و نفس ذرات و ذرات که در عالم آدم  
 و دیت بود و بواسطه از روح آدم و حوله وجود آمد پس وجود آدم و حوله وجود روح نفس آمد و در هر شخص  
 انسانی از نسخه وجود آدم و حوله نسخه دیگر منتقل شد و وجود از روح و نفس جزوی و نفس جزوی و تولد قلب از هر دو  
 تولد صورت ذکورتی آدم از صورت روح کلی مستفاد آمد و لیکن متمیز بصفت نفس و تولد صورت انات از صورت  
 نفس کلی پیدا آمد با متمیز بصفت روح و بدین جهت هیچ نبی بر صورت انات مبعوث نگشت چه نبوت بسبب تصرف  
 در نفس نبی آدم و تاثیر در عالم خلق نسبت بذکورت دارد و نیز بواسطه ظهور سرانجام روح است روح مقید صورت  
 ذکورت است و انما علم و صل باید دانست که روح بر چند قسم است یکی حیوانی و آن بخاری لطیف است که از  
 آمیزش اخلاط لطیفه بطوری خاص در دل پیدا شده است و بسبب آن دل را قوت تغذیه یعنی غذا دادن  
 و پرورش اعضا کردن و افزودن و بالیدن است و قوت تولید اخلاط و اعضا و قوی حاصل می شد باز هرگاه  
 که همان بخار لطیف در دماغ میرسد کیفیت جدیدی پذیرد و مقیض حس و حرکت می گردد و بسبب او قوت نفسانی  
 قائم می شود و قوت شنوائی و گویائی و بینائی و غیره حاصل می شود و نزد حکما نفس ناطقه همونست و نام او روح  
 نفسانی است بعده همان بخار لطیف هرگاه در جگر میرود نام او روح طبعی می شود و قوت طبعی او چه او قائم می شود  
 و این هر سه ارواح با جسم فنا پذیر اند علاوه آن قسم چهارم روح انسانی است که آن را حضرت امام غزالی در احیاء  
 الیکیمیای سعادت فرموده که از قسم چهارم فرشتگان است و محدث و حضرت الهیه است و در عالم شهادت که دیناست  
 مسافران بهر کس تجارت حصول معرفت الهی دارد دست او و بادشاه تمام جسم است و صفت او مشاهد به جمال  
 حضرت حق و معرفت اوست و بدون محکمت و مخاطب ثواب و عقاب و شقاوت و سعادت است و او جسم است  
 در امور مذکور بالا و اگر چه ازلی نیست یعنی مخلوق و حادث است مگر ابسی ضرورت یعنی قائم خواهد ماند و از فنا  
 جسم او را فنا نیست همچنانکه از مردن اسب سوار نمیرود و او جسم است و نه عرض و حضرت مولانا آدم روح انسانی  
 را در مثال ارشاد فرموده اند اول اینکه انوار غیبیه را که از روح کل صادر شده اند مثل دریا تصور بایک رود و انوار و شری

روح انسانی را مثل موج دریا اگر بسوی دریا نظر کرده شود پس جلوه می اندازد و حقیقت همه یک اند و اگر  
 با موج نگرسته شود پس متعدد و متکثر علی و علی و نظر آید همچنین اولیا را در حدیث بطاهر علی علیه السلام و بکبریا  
 اندام حقیقت یک اند و مایه مطلع اند از غیبی یعنی روح کل را سبب همه آفتاب چنان باید دانست هر یک  
 افراد روح انسانی را که در اجسام افراد بشری جاگزین است مثل و شنی آفتابی که از روزن در هر خانه می بینیم اگر آفتاب  
 دیده شود آن یک است و اگر و شنی هر خانه دیده شود پس هر یک و شنی علی معلوم می شود و همچنین ارواح  
 اولیا اگر چه بطاهر علی متعدد و متکثر اند لیکن وقت نظر حقیقت همه متحد است عارف از ان خوب میداند و این  
 اتحاد و تفرقه را مشهود است اما غیر عارف و محجوب و رشاک و فتنه است و فهم حقیقت روح انسانی هیچ نمی آید  
 تفرقه در روح حیوانی بود نفس واحد روح انسانی بود روح انسانی کف نفس احد است  
 روح حیوانی متعالی است در تمامات جامع الاصول است که روح انسانی یک لطیفه عالمه بلکه  
 انسان است که مرکب از روح حیوانی است ناول از عالم عقل از ادراک کنش عاجز اند و این روح گاهی  
 مجرد بود و گاهی متعلقه و بدن و روح حیوانی جسمی لطیف است که مشتمل در تجوید قلب جسمانی است بواسطه  
 رگهای ضواری بسوی سایر اجزای بدن منتهی شود و روح عظیم همان روح انسانی است مظهرات الهیه  
 من حیث یو بیت آن و بنا بر این کسی که زنده گردوی نمی تواند گذشت و طالبی بوصلش نمی تواند رسید نمی آید که او را  
 سوا حق و آن عقل اول حقیقت محمدی است و نفس احد و حقیقت اسمائیه و او اول موجودیت پیدا  
 کرد و او را حق تعالی بر صورت خود و او خلیفه اکبر است و او جوهر نورانی است و باعتبار جوهر تیه نام او نفس است باعتبار  
 نورانیت عقل اول همچنانکه او را در عالم کثیر مظاهر اند و اسما از عقل اول و ظلم اعلی و نور و نفس کلیه و لوح محفوظ  
 غیر آن و او را در عالم صغیر انسانی مظاهر اند و اسما بحسب تطورات او و مراتب او و اصطلاح اهل اسلام غیر هم این  
 سر و خفی و اخفی و روح و قلب و کلمه و روع و نواد و صدر و عقل و نفس است انتهی شیخ شهاب الدین مقتول  
 در حکمت الاشراق می فرماید که نور اسفید یعنی روح انسانی چون در غایت لطافت و نورانیت بود تصرف  
 در جسم که در غایت کثافت و ظلمانیت است نمی کرد زیرا که تعلق و ارتباط میان و شنی بی تناسب است اتی حال  
 است بنا بر آن حکیم علام جوهری لطیف را که سبب روح حیوانی است ایجاد کرد و آن روح حیوانی چون هم

هم نسبت به طیف است و نسبت به روح انسانی کثیف بنا بر آن وی را با هر دو طرف نسبت است که از راه مناسبت  
 لطافت اخذ فیض از روح انسانی میکند و از جهت مناسبت کثافت آن فیض را بجسم می بخشد و آن روح حیوانی  
 بخارست گرم طیف تر از هوا و شیف تر از آگینه و منشاء آن لطافت اخلاط اربعه و خلاصه آنست و اخلاط اربعه  
 عبارتست از سودا و صفرا و خون و بلغم و مثال این بخار بخارست که در دیگر بچو شاند و منبع این بخار جوف  
 السیر قلب است زیرا که قلب را در جوف است جوف امین که خون جگر را در خود می کشد و بسبب بله حرارت  
 که در آن جوف است آن خون بخارگشته در جوف السیری آید و بسبب بله حرارت جوف السیر بخاری لطیف شبیه با جوامع  
 مساوی در لطافت و شفافیت پیدای شود و مبداء حرکت می گردد و حواس خمسہ ظاهری و باطنی را امدادی بخشد  
 و نزد اطباء روحی که انسان بوی حیوانات است همین بخار مذکور است و غیر از این بخار روحی دیگر که حکما و پیرا  
 نفس نامطه گویند موجود نیست شیخ ابوعلی سینا در رساله معراجیه میگوید که مراد از روح ان نفس نامطه است یعنی  
 روح انسانی و مراد از جان روح حیوانی که در تجولف السیر است و این تجولف بمنزله چراغی است که آتش او روح  
 انسانیت و قتیله وی بخارست که از تجولف امین بدو میرسد و در و غن و س غنیت که از جگر می کشد و نور او  
 حسن حرکت و حیات است و حرارت او قوت شهوی و دوا س او قوت عصبی و چنانچه نیست شدن و غن و  
 قتیله سبب مردن چراغ است همچنین نیست شدن خون و بخار موجب نیست شدن روح حیوانی است و نیست شدن  
 وی مرگ است و آنچه جالینوس گوید که روح حیوانی در دماغ است چنانچه بار در دست روح حیوانی حار و قول صحیح  
 آنست که بالا مسطور شد که محل وی قلب صنوبری است زیرا که طبع وی حار است مناسب طبع روح حیوانی  
 و الله اعلم و باید دانست که روح بی جسم نمی تواند بود و چون از بدن عنصری محمول فیه جدا شود او را جسمی  
 مثالی ابدی در عالم برزخ است که آنرا بدن کتب گویند و من را هم برزخ الی یوم یبعثون و ابو جعفر طوسی از تفسیر الاحکام  
 از یونس بن طیب نقل میکند که پیش از امام حسین رضی الله عنه نشسته بودم پرسید که مایقول لناس فی ارواح المومنین  
 گفت میگویند در حواصل مرغان بنشینند و در فادیل زیر عرش فرمود سبحان الله الذی اکرم علی المومنین ان یجعل وجهی  
 حوصله طاهر خضر لیس المومن اذا فصل الله تعالی صیروا فی قالب کقابله فی الدنیا فیا کلون و یشر یون فاذا قدم  
 علیه القادوم عرفه بملک لصوره الی کانت فی الدنیا و شیخ محمد الدین ابن عربی در باب سی صد و شصت و یکم از فتوحات

له و یونی  
 اینان طایفه  
 با شکر از دنیا  
 بر پا می شوند  
 و در جوف  
 ۱۳



چندان که نفس حاصل آید که بجا به عمری حاصل نشود و جنبه از جنبه های حق مقابله می کند عمل هر دو جهان را ولیکن بهر حال روح مثل طفل باشد و از ترس بیاید تا حق تجلیه شود زیرا که روح تا در رحم مادر که آنجا غذای مناسب آن مکان باید و او را علمی و شناختی باشد لائق آن مقام ولیکن از غذا های متنوع و علوم و معارف و معانی مختلف که بعد از ولادت تواند یافت محروم و بی خبر باشد بچنین روح را در عالم روح از حضرت حق غذای که در حیات گذری بود و مناسب حوصله و همت روح در مقام خود بر کلیات علوم و معارف اطلاع روحانی داشت ولیکن از غذا های متنوع است عند ربی یطعمنی بسیقینی محروم بود و از معارف و علوم و جزئیات عالم شهادت که بواسطه آلات حواس انسانی و قوای شهری و صفات نفسانی حاصل توان کرد و خبر بود و در آن وقت که بقالب پیوست چون طفل بود که از رحم مادر و بهر آید اگر پرورش نیابد زود هلاک گردد پس مادر او را در گاو نره نهد و دست و پایی او بر بندد تا حرکات طبیعی نکند و دست و پایی خود نشکند و کثر نکند آنکه او را از غذا و آن عالم که هنوز غریب است نگاه دارد زیرا که معده او هنوز قوتضم قوت این عالم ندارد و او را بعد از آن پرورند از آن عالم که او نه ماه در آن بوده است و با غذا های آنجای خود که آن غذا شیر است که هم از آن عالم است تا چون شته بر آید و بهر این عالم خود گیر و شیر بر ج آورد و از غذا های لطیف این عالم پرورش دادن گیرد تا معده او بدین غذا ها قوت گیرد و آنکه او غذا را کشیت را مستعد شود و حرکت قوت کارهای صغیر کردن را بداند و از آن بود بچنین طفل روح چون از عالم غیب بهمد قالب پیوست تمام دست و پایی تصرفات او را بنده و امر و نهی شرع باید بست تا حرکات بر مقتضای طبع حیوانی نکند که خود را هلاک کند بعضی وقتا ذمیمه نفسانی او را از دوستان طریقت و حقیقت شیر تصفیه و تجلیه می باید داد که آن هم غذا است از آن عالم که او چندین هزار سال در آنجا مقیم بوده است و از آن نوع غذا پرورش یافته و دل او که بشناخته معده است طفل و از میان غذا اقدرت یابد و مستعد آن گردد که در عالم شهادت از غذا های مختلف و معاملات خلافت و حکم خلافت الارض تناول کند و او را مضرب باشد بلکه مقوی و مغذی او گردد چه قوت تحمل اعباء بارانیت بدان توان یافت چنانکه آنجا آن طفل شیر از پستان مادر خود را از پستان دایه پرورشیده بواسطه ایشان یابد و الا هلاک گردد اینجا طفل روح شیر طریقت و حقیقت از پستان مادر نبوت خود را از دایه ولایت شیخ و پرورش از نبی یا شیخ که عالم مقام نبی است توان گرفت و الا هلاک شود و آنچه گفته ام طفل روح چون بهمد قالب پیوست تمام این آنست که بوقت بلاغت

صل

شرب

فانک

بدون

ازین

اعطام

ی خوراند

آن را

دایه

ی نشاند

آن را

صل

گودین

شما

یا عظم

دین

حاصل آید که وقت ظهور آتار عقل است روح از عهد آنکه تصرف نفخه در شکم مادر طفل سپوید تا بوقت بلوغ طفل  
 آن نسبت آرد که طفل در وقت ولادت بعضی اعضا بیرون آمده و بعضی بیرون نیامده تا آنکه اعضا طفل تمام از  
 مشیمه بیرون آید و بدست قایل رسد زیرا که روح را تعقل با قالب بتدریج می آید تا قالب بر رحم مادر باشد تعلق روح  
 با اوجیات بود که حرکت نتیجه آنست و تعلق او هنوز با حواس تمام نیامده است بدین شیم نه بنید و بدین گوش نشنود  
 چون از رحم بیرون آمد تعلق او با حواس تمام پیدا آید اما قوای بشری هنوز بتدریج پیدا آید همچنین بهر موضع آن قالب  
 که محل صفته انسانی است تعلق تمام نگیرد الا بعد از کمالیت آن محل چنانکه حرص و غضب و شهوت و دیگر  
 صفات هر یک از اموصعه و محلی معین است تا آن محل کمالیت نگیرد و آن صفت در آن محل ظاهر نشود و روح در آن  
 محل تعلق تمام پیدا نرود و آخرین صفته که انسان را حاصل شود تا او تکلف و مخاطب تواند بود شهوت است چون  
 شهوت ظاهر گشت و روح بدان صفت و بدان محل تعلق گرفت از مشیمه غیب تمام بجایم شهادت بیرون آمد  
 اگر صاحب سعادت است در حال بدست و ای نیویست رسد و او را در همد شریعت نهد و دست و پاس به بند  
 او امر و نواهی بر بند و از دوستان طریقت و حقیقت می پرورد و پرورش او در آنست که هر تعلق که روح از  
 از دوام قالب بوجودات یافته است بواسطه حواس و قوای بشری و دیگر آلات انسانی جمله بتدریج بطل  
 کند زیرا که این هر یک از ارجایی و بعدی شده است از حضرت عزت و با هر چیزی که انس گرفته است بخوش آمد  
 طبع در آنجینه آن چیز پای بند او شده است و سلسله کردن او آمده و حیثیت با حق پیدا آورده و از ذوق شهوات آن  
 جبال بازمانده چون هر یک از این تعلقات باطل می کند حجابی و بندی و غلی از و برمی خیزد و قریب پدید آید نسیم سعادت  
 بومی از انس حضرت بدشام جاننش رساند فریاد در نهاد روح او فتد و از سرود میگوید در باغ  
 یاد آمد و بوسه آشنای آورده وین عشق کمن گشته مارا کو کرد ای یاد تو بوسه آشنای داری  
 ز نهار بگرد و هیچ بیگانه نکرد اینجا طفل روح پرورده و مادر شود از یک جانب از پستان طریقت شیر  
 قطع تعلقات و الوقات طبع می خورد و از یک جانب از پستان حقیقت شیر و اردات غیبی و لولع و لوا مع انوار  
 حضرت می خورد و لو بین روضه و غدیر تا آنکه تصرفات و اردات و تحلیلهای انوار روحانی روح از بن تعلق چسبنا  
 آرد او شود و از حبس صفات بشری خلاص یابد و تا سرحد فطرت او را رسد باز مستحق خطاب است بر کلمه گردد و

بحجاب بی قیام نماید اینجا همون روح از لباس بشریت بیرون آید و آفت تصرف و هم و خیال از منقطع شد هر چه  
 در ملک ملکوت است بروی عرض در متادرات آفاق و آئینه انفس آیات حقیق مطالبه کند درین حالت  
 اگر بدید چه حواس بیرون نکرده و هر چه بیک نگاه کند اثر آیت حق در آن مشاهده کند آن بزرگ ازینجا گفت که گفت  
 ما نظرت فی شئی الا و ایت الله فیہ اینجا عشق صافی کرده و از حجب عین و حجب و فانی بیرون آید هم عشق بروی  
 و آویزد و هم روح به عشق در آید و هر چند روح خود را طلب کند عشق را ایلست پس غم که از عشق ماه روی نور و هم  
 خود را بمیان عشق در گم کردم تا اکنون زندگی قالب بروی بود اکنون زندگی روح به عشق بود با شکی  
 گزیده همی بنیم ای عشق پرست تا ظن نبری که در تخم جانی هست من زنده به عشقم نه بجان یا راجان  
 اندر طلبت نهادم برکت دست درین مقام عشق تا کم مقام روح گرد و در مقابل نیابت اومی ارد و روح  
 پروانه شمع جلال صمدیت شود و بدان دو شهر ظلومی و هوولی که از تعلق عناصر حاصل کرده است و فایده تعلق عین  
 خود همین بود در سرفاقت بارگاه شمع احییت پروازی گیر و همچنین عاشقان سرست نغمه زمان و فریادگان  
 بزبان حال می گویند رباعی شمع ستیخ خوب تو پروانه منم دل خویش غم تو گشت بیگانه منم  
 زنجیر سوزن است که در گردن است برگردن بنده نه که دیوانه منم درین مقام الطاف ربوبیت  
 بر قضیه من تقرب الی شبر القرب الیه ذرا عا استقبال کند و روح را بر بساط انبساط راه دهد و ملاطفه و معاشقه  
 بچشم و محبت در میان آرد و مخاطبات و مکالمات عاشقانه آغاز دهد و مناسبیت این ضعیف خطایب و عیبها  
 ای عاشق اگر کوی ماگام زنی هر دم باید که رنگ نام زنی سر رشته روشنی بدست تو دهند  
 اگر تشنه مهر تو در کام زنی چون رطبه اگر آن شراب معانیات اناسلقی علیک قولا تقیلا بکام  
 روح رسد و تاثیر با جزا وجود او تا حق بر داز سطوات آن شراب هستی روح روی ذریستی آرد و از آبادانی موجود  
 و خیالی خرابات شه و هند رباعی دوش می گفتند پیری نه زبات آمده است آب تیش با صراحی در باجاست آمده است  
 عیسی که در بستانش بنده سجد شود یارب این قبل چنین صائب گمات آمده است روح را یک چشم درین منزل  
 اعرف صفت که میان بهشت عالم صفات خداوندی و دوزخ عالم هستی است بارند و شراب شه و  
 بقایا صفات وجود او و محو کنند آن معنی شنوده که یوسف علیه السلام را با انصد سال بر در بهشت بداند

۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰





گنجی ست وصل وی تو خلقه ست منتظر | این کار دولت ست بین تا گراسد

درین مقام چون بر تیر جد که در جبهه عهد بندگی بود انداخته باشند و هیچ بر نشانه قبول نیامد ای بجا چون گل سراید انداخت  
و چون چنار دست بدعا باید برداشتند چون بنیخه بخراید کشیدند چون نیلوفر سر بر آب توان افکند بلکه چون سوسن  
یاوه زبان خاموش باید بود و چون زکس چشم نهاد و چون نبغشته بجز سر فکند و چون لاله با جگر سوخته می  
مشک از دزدان اینجا مقام ناز معشوق و کمال نیاز عاشق ست تا این غایت روح با هر چه پیوند داشت همه در شعله  
عشق درمی باید تاخت باغی جانبا که وصل او بدستان ندهند شیر از قح شرع بمستان ندهند  
آنجا که مجروحان بهمی نوشند یک جزعه بخوشتن پستان ندهند هر وقت که نسیم نفحات الطاف حق  
از صیب عنایت بشام روح میرسد یعقوب و ارباب گرم و دم سردی گویدانی لاجد یحیی یوسف کو لایق تفتیدن  
چندان غلبات شوق و قلق عشق روح را پدید آید که از خود ملول گردد و از وجود سیر آید و در پناه خویش کوشد  
حسین را فریاد کند **شعر** اقلونی یا تقانی ان فی قتل حیاتی و سیاتی فی ماتی ماتی حیاتی بیت  
از بجز برگ آن چنان خورسند صد تحفه دهم اگر کنون بکشند درین مدت که روح را بر آستان عورت  
بار نماند و بشکوه فراق و در داشتیاق مبتلا کرد تدلیوانگی بر دیوانگی و در درد پدید آید عقل و صبر پشت نیست  
و در درین مضطراب و غم و آنگسار روح از خود و معاملات خود مایوس گردد و بحقیقت بدانند لطلب و لاسبیل شد  
والاضطرار پند خود را بیندازد و او بد و بنالد چون آواز ناله این سوخته از مقام مضطراب حضرت رحیم باز رسد قاضیه  
امن بحیب اضطرار او عاه تنق عزت از پیش جمال صمدیت براندازد و عاشق سوخته خود را بهر از ان لطافت از دیبا  
بر خیز بیا که خانه پر دستم ایم در بهر ترا پرده بر انداختم ایم با ابشرانی و کبابی در ساز  
کین هر دو دیده و ز دل ساخته ایم چون شمع جمال صمدیت در تجلی آید روح پروانه صفت پروبال بکشانید  
جذبات اشعه شمع بی پلانه را بر باید پر تو نور تجلی وجود پروانه را بجلیه صفات شمع بیاراید زبانه شمع جلال احدیت  
چون شعله بر آرد یک گاه بر کسی در خرمن وجود پروانه روح نگذار باغی در عشق تو شادی و غم هیچ نماند  
با وصل تو شور و تم میسج نماند یک نور تجلی تو ام کرد چنان کرنیک و بد و میش و کم هیچ نماند  
ای بجا نور جمال صمدی روح روح گیر که اولنگ کتب فی قلوبهم الایمان و اید هم بروح منه اگر آن جان باخته باشد

یاد می نویسد  
را از این بزم  
نیت براده کنی  
از صفای  
عزیزان  
کشیده ای بزم  
چنین در قلم  
دنیای من است  
دنیای من در  
درون من در  
دنیای من در  
تو فریق  
و در دیوانه  
و در اندیشه  
و در آرزوی  
تو است  
بیکلام است که  
قبل کینه قرار  
را در قلم نگار  
آن بزم را که  
کلیه بزمها  
در قلم من است

اینکه جانی دیگر باید پخته نشود این عصبه عالم فاست و سرحد عالم بقا بعد از این تربیت روح بتجلیه جذبات  
 الوهیت مبدل شود و هر نفس از انقباس آن بمعالمه تقلین بر آید که جذبه من جذبات الحق توازی عمل النقلین  
 مرتبه خاص متابعت دنی فتدلی مکان قاب قوسین او ادنی فاوی الی عبده ما اوحی نیست و صلی اسد علی خیر  
 خلقه محمد و آله و صحابه الطاهرین که ذاتی المصدا العباد و صلی بآنکه انسان بالکسر آدمی و بمعنی مرد است و مولانا  
 یوسف در شرح تصاب گفته که انسان در صلی انس بود الف و نون مزید میان بدان ملحق شده و این ما خود  
 از انس بضم که بمعنی الفت گرفتن ظاهر شدن است و بعضی گفته اند که ما خود از نسیان است و انس بضم  
 اول بمعنی مردمان و این مفرد است جمع نیست مگر بمعنی جمع آمده و انس بالکسر آدمیان و این مفرد است بمعنی جمع  
 و انس اسم جنس است بمعنی یک آدم و بمعنی آدمیان مفرد و جمع هر دو آمده و بعضی گویند که انسان نام مردم چشم  
 است و مشتق است از آنست نارا و مردم چشم را انسان از آن گویند که دیدنیها را آدمی بنید و انسان عالم را  
 بجای مردم چشم است و بنیانی حقیقی در مخصرست لزمین آیاتنا انه هو السميع البصیر حضرت شیخ اکبر قهوص  
 می فرماید که انسان حق را بمنزله انسان لعین است از آن چشمی که از دیده می شود و همون انسان است که از او  
 به تعبیر کرده می شود پس این انسان نام نهاده شد زیرا که انسان بسبب اوحی تعالی نظر فرموده بسوی خلق و مردم را انسان  
 را انتهی او قیصری در شرح قصص می گویند که چنانکه انسان لعین مقصود صلی از چشم است چه که از و حاصل می شود دیدن و  
 مشاهده کردن عالم ظاهر که آن صورت حق است چنانکه انسان مقصود اولی از نامه عالم است زیرا که بسبب انسان ظاهر می شود  
 اسرار الهیه معارف تحقیق مقصود از خلق بد حاصل می شود اتصال او با غیر و برتر او کامل میشود و مراتب عالم باطن ظاهر و قول حضرت  
 شیخ که و هو الحق اسی الانسان الحق بمنزله انسان لعین اشارت است بسوی نتیجه قرب و الفاضل و آن بودن بنده  
 است سمع و بصرویدا و که حاصل است مر انسان کامل را وقت فنامی ذات او و بقای ذات بحق و مقام فوق  
 بعد الجمع و این مرتبه است از نتیجه قرب و نوافل و آن بودن حق است شلوائی بنده و بنیانی او و آن وقت  
 فنامی صفات است پس تحقیق انسانی که بر حق بمنزله مردم چشم است از چشم آن انسان کامل است نه غیر است  
 صاحب گاشن از می نیند عدم در ذات خود چون بود صافی او و ظاهر آید گنج مخفی  
 حدیث گفت که نزار افروخوان که تا پیدا به بینی سر پنهان عدم آئینه عالم عکس انسان

اینکه جانی دیگر باید پخته نشود این عصبه عالم فاست و سرحد عالم بقا بعد از این تربیت روح بتجلیه جذبات  
 الوهیت مبدل شود و هر نفس از انقباس آن بمعالمه تقلین بر آید که جذبه من جذبات الحق توازی عمل النقلین  
 مرتبه خاص متابعت دنی فتدلی مکان قاب قوسین او ادنی فاوی الی عبده ما اوحی نیست و صلی اسد علی خیر  
 خلقه محمد و آله و صحابه الطاهرین که ذاتی المصدا العباد و صلی بآنکه انسان بالکسر آدمی و بمعنی مرد است و مولانا  
 یوسف در شرح تصاب گفته که انسان در صلی انس بود الف و نون مزید میان بدان ملحق شده و این ما خود  
 از انس بضم که بمعنی الفت گرفتن ظاهر شدن است و بعضی گفته اند که ما خود از نسیان است و انس بضم  
 اول بمعنی مردمان و این مفرد است جمع نیست مگر بمعنی جمع آمده و انس بالکسر آدمیان و این مفرد است بمعنی جمع  
 و انس اسم جنس است بمعنی یک آدم و بمعنی آدمیان مفرد و جمع هر دو آمده و بعضی گویند که انسان نام مردم چشم  
 است و مشتق است از آنست نارا و مردم چشم را انسان از آن گویند که دیدنیها را آدمی بنید و انسان عالم را  
 بجای مردم چشم است و بنیانی حقیقی در مخصرست لزمین آیاتنا انه هو السميع البصیر حضرت شیخ اکبر قهوص  
 می فرماید که انسان حق را بمنزله انسان لعین است از آن چشمی که از دیده می شود و همون انسان است که از او  
 به تعبیر کرده می شود پس این انسان نام نهاده شد زیرا که انسان بسبب اوحی تعالی نظر فرموده بسوی خلق و مردم را انسان  
 را انتهی او قیصری در شرح قصص می گویند که چنانکه انسان لعین مقصود صلی از چشم است چه که از و حاصل می شود دیدن و  
 مشاهده کردن عالم ظاهر که آن صورت حق است چنانکه انسان مقصود اولی از نامه عالم است زیرا که بسبب انسان ظاهر می شود  
 اسرار الهیه معارف تحقیق مقصود از خلق بد حاصل می شود اتصال او با غیر و برتر او کامل میشود و مراتب عالم باطن ظاهر و قول حضرت  
 شیخ که و هو الحق اسی الانسان الحق بمنزله انسان لعین اشارت است بسوی نتیجه قرب و الفاضل و آن بودن بنده  
 است سمع و بصرویدا و که حاصل است مر انسان کامل را وقت فنامی ذات او و بقای ذات بحق و مقام فوق  
 بعد الجمع و این مرتبه است از نتیجه قرب و نوافل و آن بودن حق است شلوائی بنده و بنیانی او و آن وقت  
 فنامی صفات است پس تحقیق انسانی که بر حق بمنزله مردم چشم است از چشم آن انسان کامل است نه غیر است  
 صاحب گاشن از می نیند عدم در ذات خود چون بود صافی او و ظاهر آید گنج مخفی  
 حدیث گفت که نزار افروخوان که تا پیدا به بینی سر پنهان عدم آئینه عالم عکس انسان

چشم عکس در شخص پنهان تو چشم عکس را و نور دیده دیده دیده را دیده دیده  
جهان انسان شده و انسان جهانی ازین پاکیزه تر نبود بیانی یعنی عدم که اعیان ثابت اند آئینه  
وجود حق است و عالم عکس آن وجود که بسبب تقابل در آئینه عدم ظاهر گردید و این عکس اظفر نیز میخوانند چنانچه  
ظهور ظل بنور است و قطع نظر از نور عدم است همچنان ظهور عالم بنور وجود حقیقی است و نظریات خود قطع نظر از  
وجود ظلمت و عدم حال الله تعالی الم ترالی ربک کیف مد لظلم یعنی دیده اعتبار نمی کشانی و بی بینی که حق چگونه  
وجود اضافی را که ظل و پرتو نور وجود حقیقی است ممتد و منبسط بر اعیان ممکنات گردانید و انسان هم چشم این  
عکس است یعنی چشم این عالم است چه چنانچه چیز با چشم دیده می شوند و ظاهر می گردند همچنان اسرار الهی  
و معارف حقیقی با انسان ظهور می یابند و آنچه مقصود ایجاد عالم است از انسان حاصل می شود و در انسان  
که چشم این عکس است شخص پنهان است یعنی آن شخص که در مقابل آئینه است که حق باشد چه حق انسان یعنی  
یعنی مرد و یک این چشم عکس است که مراد انسان است و از کمال لطافت آن شخص درین دیده که انسان است  
مخفی است و مرئی نمی گردد و حقیقت در صورت انسانی که چشم عالم است حق است که مشاهده کمال خود می نماید  
و انسان چشم عالم است که عکس وجود حق است و حق نور این دیده است یعنی انسان یعنی این دیده است  
نه آنکه شخصی که در آئینه می نماید و آن صورت عکس که در آئینه نموده شود چون صورت آن شخص نگرفته است باید  
که هر چه در صورت اصل باشد در صورت عکس هم باشد و صورت اصل آینه ای است پس صورت عکس اهم المینه  
چشمی خواهد بود چنانچه در دیده نگرفته تمام صورت عکس منطبق است در دیده عکس نیز تمام صورت نگرفته منطبق خواهد بود  
نما چنانچه گفته شد مرئی نمی نماید و آن صورت منطبقه در دیده عکس که انسان یعنی چشم عکس است نور دیده عباد  
از آن است باز دیده دارد و آن چنانکه چشم صورت اصل ناظر صورت عکس است چشم عکس هم دیده اصل ناظر  
به آن اصل است پس حاصل معنی مصرع دوم بیت چهارم چنین باشد که دیده یعنی با انسان که چشم عکس است  
دیده را یعنی انسان یعنی آن که حق است و نور دیده چه دیده با و می بیند دیده یعنی دیده انسان که در انسان  
پنهان است دیده است یعنی با انسان که چشم عالم است حق را دیده حق دیده و خود بخود نگرفته خودی خود است  
و انسان ما خود از انسان یعنی است ازین جهت که با و می بیند و این نکته غیب است که از و حی حق انسان یعنی

و از وجهی انسان این است چون عالم با انسان که بجای دیده اوست مثل یک شخص است پس  
 با انسان کبیر است و انسان از ان جهت که خلاصه حقیقت و منتخب همه است جهانی است علی در فی الواقع همان  
 نسبت که حق را با انسان است انسان را با جهان است یعنی جهان با انسان انسان کبیر باشد و انسان که خلاصه  
 همه است جهان است علی در وجهی چنانچه حق را با انسان ظاهر گشته و دیده وی شده و دیده خود را مشاهده نموده  
 انسان در جهان پیدا شده و دیده جهان گشته و بخود خود را مفصلاً مشاهده کرده خلاصه این سخن آنکه چون انسان  
 منظر اسم الله است چنانچه اسم الله من حیث الوجود است مثل بر جمیع اسماء است و در تمام اسماء حقیقت است و است که ظاهر  
 است حقیقت انسان که منظر این اسم است البته باید که شامل جمیع مراتب عالم باشد و همه حقائق منظر حقیقت  
 انسان باشند چه مرتبه و هر تعین منظر یکی از اسماء الهیه است و جمیع اسماء در تحت اسم الله که جامع جمیع اسماء و صفات  
 است مندرج اند پس حقائق این همه مراتب تعینات در تحت حقیقت انسانی آن اسم است مندرج خواهد بود  
 و ازین جهت مجموع عالم مفصل اسمی با انسان کبیر است زیرا که حقیقت انسان است که بصورت همه عالم ظاهر شد  
 و بسبب این جامعیت مستحق خلافت گشته است زیرا که خلیفه باید که بصورت مختلف باشد و این است معنی خلق الله  
 تعالی آدم علی صورت و حقیقت آئینه و تجلی حق حقیقت انسانی است که جامع جمیع مراتب جسمانی و روحانی  
 و عالم با تمام آیه حقیقت آن کامل است که تفصیل آن اجمال است و دریافت حقیقت این سخن وقتی میسر  
 می گردد که سالک واصل از مرتبه قنای الله بتمام رسد و حق از حق بجانب خلق بسط ثالثت باید آن  
 زمان که او نباشد اجمال تفصیل تمام او باشد که فی مقامات العجا و وصل حقیقت انسان سخن است این اسم چه چیز  
 است و چه چیز را سزاوارست و علم این بر همه طلاب فریضه است زیرا که هر که بخود جاهل بود بغیر جاهل تر باشد  
 چون بنده مکلف شد بمعرفت خود وی را باید که تا بصیحت حد و حد خود قدم خدای را بشناسد و بفتای خود بقای  
 حق را معلوم کند نفس قرآنی باین ناطق است و خداوند عالم مکره را را بجهل خود و صفت کرده فرمود و من یزغب  
 عن مله ابراهیم الامین سلفه نفس اماره جاهل نفس بزرگ میفرماید که هر که از ذات خود جاهل است بغیر جاهل تر  
 باشد و آنحضرت فرمود که هر که بشناخت نفس خود را شناخت رب خود را یعنی هر که خود را فانی شناخت رب خود را  
 باقی شناخت و بعضی گویند که هر که نفس خود را شناخت فیصل او رب خود را عزیز شناخت و هر که نفس خود را

بعدویت شناخت رب خود را بر یو بیت شناخت پس هر که خود را شناسد از شناخت کل محجوب باشد و در این  
 جمله همین معرفت انسانیت است و مردمان در آن مختلف اند گریه از اهل قبله گویند که انسان جز روح نیست این  
 جسده خش و پیکل آنست و موضع و ما و ای آن تا از خلل طبائع محفوظ باشد جس عقل صفت آنست این قول  
 باطل است از آنکه چون جان ازین هیئت جدا می شود وی را انسان می خوانند و این نام از آن مرده بر نمی خیزد  
 و علاوه این اگر علت انسانیت روح بودی پس بالیستی که هر جان را انسان گفته شدی و اینچنین نیست که انسانی  
 و گرویی گویند که انسان اسم روح و جسدت و چون یکی از دیگری جدا شود اسم سابق گردد و این نیز بیج نیست بقوله  
 حق عزوجل بل اقلی علی الانسان جن من الدهر لم یکن شیئاً مذکور آید گذشته است بر انسان موقت از آنکه نبود  
 وی که ذکر کرده می شد پس وقتی که نوع انسان را در عالم وجودی نبود بلکه نام انسان هم در ذهن و بر زبان ملائکه  
 و جنه نبود یعنی وجود ذهنی و لفظی هم نداشت پس وجود خارجی از کجای می یافت و شی در اصل ثابت چیزی را گویند  
 آنچه موجود و مطلقاً یعنی بلا قید هرگاه این لفظ را گویند پس ثبوت و تحقق خارجی که مبدا آثار است فهمیده می شود و  
 گاهی بسبب قید وجود ذهنی لفظی را هم شامل می شود همچنانکه درین آیت کریمه از مقید بودن شی به صفت مذکوره  
 فهمیده شد و نفی بسوی قید راجع است و نفی مطلق شکی نیست که خارجی است بطریق اولی فهمیده شد گویا اینچنین  
 ارشاد شد که وقتی بود که انسان نه وجود ذهنی داشته و لفظی پس وجود خارجی چه چیز است که می بود و این سلب مطلق  
 در تحقیق انسان معلوم نمی شود زیرا که علم الکی از طرق ذهن بالاتر است و همچنین شیون ذاتیه و مرتبه الهیه و  
 مرتبه اعیان ثابت نیز منافی این سلب مطلق نیست زیرا که اینجا نفی وجود انفکاک است و انسان درین مرتبه بیانیته  
 وجود اتحادی داشت بنابراین از حضرت عمر رضی الله عنه مرویست که هرگاه ایشان این آیت را از قاری می شنیدند  
 می فرمودند ای کاشکے این حالت تمام شود و از جانی که آمده ایم آنجا باز رویم و در کثرت وحدت تلاشی شویم و مثل  
 حساب در دیاری بی پایان اول نیست و ما بود کردیم و علمای ظاهر و اخبار و ائمه را بر معنی دیگر تفسیر می کنند و میگویند  
 که ما و حضرت فاروق آنست که کاش همان حالت دائمی می بود و انسان پیدا کرده نمی شد و درین ربط نفی و اثبات  
 غرونی گشت و باز تکلیف نمی برداشت و درین بلا گرفتاری نمی آمد لیکن بر عاقل پوشیده نیست که حکمت است که پیدا  
 کردن انسان بلا حاجت بود و همه پیش عارف کامل به وقت می مانند پس از آنکه وای ایشان بیکی و تنه و تنه و تنه

بِالْجُلَّةِ خَاكِ آدَمِ بَيَانِ رَا اَلْاِنْسَانَ خَوَانِدُوْهُنْزَجَانِ لِقَالِبِ آدَمِ بِيُوْسْتَهْ بُوْدِ پَسِ اِنْسَانِ نَامِ جَسَدِ مَعَ رُوْحِ  
 هَر دُو رَا چُوْنَه نَبِيْ تُوَانِدُوْدُوْگَرُوْهِيْ كُوْنِيْدَكِهْ اِنْسَانِ جَزُوْیِ سِتْ غَيْرِ تَحْرِیْ وَجَلِ اَنْ دِلِ سِتْ صَرَفْ اَيْنِ نَبِيْ تَحْرِیْ  
 نَبِيْسِتْ زِيْرَا كَا كَرَكِيْ رَا كَشْتِ دُوْلِ وَهِيْ بَر آوَرْدَهْمِ نَامِ اِنْسَانِيْ اَزُوْیِ نَبِيْقَتْ وَدَمِيْشِ اَز جَانِ بَا تَفَاقُ اِنْدِ قَالِبِ  
 آدَمِ دِلِ نَبُوْدُوْگَرُوْهِيْ اَز دَعِيَا نِ تَهْصُوْفَهْ رَا اَنْدَرِيْنِ مَعْنِيْ غَلْطِيْ اَوْ قَاهْ اِسْتِ كُوْنِيْدَكِهْ اِنْسَانِ عِبَارَتِ اَز خَوَانِدَهْ نَبِيْسِيْنْدِ  
 وَجَلِ تَحْرِیْسِتْ وَ اَنْ سَر آكِيْ سِتْ وَ اَيْنِ جَسَدِ تَلْبَسِ اَكْسِتْ وَ اَنْ مَوْعِ اِسْتِ اَنْدَرِ اَمْتِزَاجِ طَبْعِ وَ اَتْحَا وَ جَسَدِ وَ رُوْحِ  
 كُوْیْمِ جِلْمِ عَقْلِ اَوْ بَجَانِيْنِ كَفَا رُوْ فِ سَاقِ وَ جِهَالِ رَا اِنْسَانِ نَامِ سِتْ وَ اَنْدَرِ اِيْشَانِ مَعْنِيْ نَبِيْسِتْ اَزِيْنِ اَسْرَارِ وَ جِلْمِ تَغْيِرِ اَوَكَلِ  
 وَ شَارِبِ اِنْدِ دَر قَالِبِ وَ جُوْشِ شَخْصِ رَا بِيُوْجِ مَعْنِيْ نَبِيْسِتْ كِهْ اَنْ اِنْسَانِ خَوَانِدَهْ وَ بَعْدِ عَدَمِشِ نَبِيْ خُذَا وَ نَعْدِ وَ جِلْمِ اِنْدِ رَا  
 بَر كَتِ كَرْدِ اَنِيْدَهْ اِنْسَانِ خَوَانِدَهْ سِتْ بَرُوْنِ مَعْنِيْ كِهْ اَنْ دَر بَعْضِ آوَمِيَا نَبِيْسِتْ قَوْلِهْ تَعَالٰی وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ  
 مِنْ سَلَالَةٍ مِنْ طَيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا اِنْفُسَهُ فِیْ تَرَارِكَيْنِ ثُمَّ خَلَقْنَا اِلْاِنْفُسَهُ عَلَاقَةً ثُمَّ خَلَقْنَا اِلْاِنْفُسَهُ مَضْنَةً ثُمَّ خَلَقْنَا اِلْاِنْفُسَهُ عِظَامًا  
 اَفْكَوْنَا اِلْعِظَامَ لَهَا ثُمَّ اَنْشَاْنَا هَا خَلْقًا اَخْرَجْنَا بَرَكًا اَلْحَسَنَ اِلْحَا لَقَيْنِ اَسْتَهِيْ پَسِ بَدَا كِهْ اِنْسَانِ عِبَارَتِ اَوْ جَمْعِ رُوْحِ  
 وَ جَسَدِ وَ هِيَا تِ اِجْتِمَاعِيَهْ اِسْتِ وَ حَقِيْقَتِ اَوْ رُوْحِ عَظِيْمِ سِتْ كِهْ عَقْلِ كُلِّ مَخْلُوْقِ اَوَّلِ سِتْ وَ دَر مَرْتَبَهْ دُوْمِ اَز وَ جُوْدِ  
 وَ اَقْعِ اِهْمَا اَشَارِ بَعْدِ وَ بَهْتِ وَ ذَاتِ اَحْدِيْتِ بَعْدِ اَلْفِ كِهْ مَرْتَبَهْ اَوَّلِ وَ جُوْدِ سِتْ وَ چِنَا نَبِيْ صَرَفِ اَلْفِ بَصُوْرَتِ  
 بِنَظَرِ گَرَشْتَهْ بِيْ بَصُوْرَتِ بَاقِيْ حُرُوْفِ ظَاهِرِ گَرَشْتَهْ وَ ذَاتِ اَحْدِيْتِ اَوَّلِ بَصُوْرَتِ حَقِيْقَتِ اِنْسَانِيْ عَجَلِيْ نَبُوْدُوْهُ تَمَامِيْ  
 اَسَا وَ صِفَاتِ خُوْدِ رَا تَفْصِيْلِ عِلْمِيْ دَر وِشَا هِدَهْ نَبُوْدَهْ وَ كِبِيْتِ تَحْقِيْقِ كَمَالَاتِ عِلْمِيْ دَر عِيْنِ اِذَا اَنْ مَرْتَبَهْ عِلْمِ بَصُوْرَتِ  
 اَنْشَا رِيَهْ دَر مَرَاتِبِ مَمَكِنَاتِ عَالَمِ ظَاهِرِ گَرَشْتَهْ تَا سَتَهِيْ شَدَهْ بَرْتَبَهْ اِنْسَانِيْ كِهْ مَنَصْنَعِ بِيْ صَنْعِ جَمِيْعِ مَرَاتِبِ گَرَشْتَهْ وَ دَرِيْنِ نَشَا  
 حِيَهْ اِنْسَانِيَهْ شَبُوْدِ عِيْنِيْ خُوْدِ رَا تَمَامِ كَمَالَاتِ اَسْمَائِيْ وَ صِفَاتِيْ مَشَا هِدَهْ نَبُوْدَهْ هَر كَمَالِيْ رَا كِهْ تَخْفِيْ بُوْدِ دَرِيْنِ نَشَا  
 اَخْرِيْنِ بَعْدِ ظَهُوْرِ رَسِيْدَهْ كِهْ اِنْفِيْ مَفَاتِيْحِ اِلْعَجَا ز وَ صَحْلِ اَز تَفْسِيْرِ نَفْعِ اَلْغِيْرِ بَحْتِ تَفْسِيْرِ كِيَهْ كَرْمِيَهْ اَلَّذِيْ خَلَقَ اِلْمَوْتَ  
 وَ اِلْحَيَوَةَ لِيَبْلُوْكُمْ اَكِيْمِ اَحْسَنِ عَمَلٍ اِيْجَانِ سَتَفَادِيْ شُوْدِ كِهْ بِنَجَلِ كَارِ خَا نَسَائِيْ اَلْهِيَهْ اَوْ اَلْاَكَا رِ خَا نَهْ نَوْعِ وَ قِسْمِ خُوْشِيْ كِهْ  
 بِنَدِگَانِ خَاصِ سِرْ كَارِ اِنْدِ اَكْسِتْ كِهْ بَرَكَتِ اَلْاَكْمِيَهْ مَقْصُودِ اَنْ شَدَهْ كِهْ قِسْمِيْ رَا اَز مَخْلُوْقَاتِ نَمُوْنَهْ وَ ظَلِ قُدْرَتِ اِخْتِيَا  
 خُوْشِيْ سَا دُوْ خَاصِ اَز نُوْرِ عِلْمِ وَ شُعُوْرِ خُوْشِيْ چِيْزِيْ اَوْ رَا عَطَا فَرَا يَدَا كِهْ اَنْ قِسْمِ هَمِيْشَهْ اَز اِخْتِيَا رِ خُوْدِ دَرِيْنِ كَرْدُوْنِ بَا  
 خَلْقِ حَقِ تَعَالٰی مَشَابَهْتِ پِيْدَا كُنْدِ زِيْرَا كِهْ بَجَرِ اِنْسَانِ دِيْگَرِ مَخْلُوْقَاتِيْ كِهْ هَسْتَنْدَهْمِهْ دَر كَرْدُوْنِ اَمْرِيْكَ اَخْتِيَا

ندارد بلکه امری نیک که از آنها می شود و یا دشمنان و ران به اختیار محض شوند بهیچ تاثیر گردیدن آسمان و ستارگان  
و عناصر و معادن و نباتات این تاثیر و اختیارشان نیست یا آنکه اختیار رسیده اند لیکن آن اختیار بطور طبیعت  
و عادت می باشد ازین سبب ایشان سزاوار روح و دم نمی شوند و نیکیهایی شان همیشه نمی تواند شد بهیچ حیوان یا  
اختیار رسیده اند لیکن در آن مجبورانه و پیش مالک خود بهیچ اختیار آن مقهور مثل ملائکه و ارواح عالمه بنا بر  
این حق تعالی قسم انسان بیافرید و قدرت اختیار و فهم و شعور چنانکه باید و شاید عطا فرمود تا انسان بخشن  
کارهای نمایان که تاثیر آنها همیشه بود و بسبب آبادی عالم گرد و پس اینچنین قسم نادره را آفریده خلیفه خویش ساخت و او را بطور خویش  
مختار کرده گذشت چون برای می اینچنین چیزی باید که انسان بسوی امر نیک رغبت نه از آرزوهای و از کار و خواهش  
بدیهایی ناروا باز دارد و موت زندگی آفریده تا بسبب ندگی کارهای اختیاری قدرت یابد و بسبب موت نیک آثار آن کارها  
ظاهر شوند پس این چنان است که زنده گی گویا تخم پیدایش و خرت کار را بسبب موت می گردون آن درخت  
و ظاهر شدن آثار آن است و این تدبیر عجیب و غریب آن بسبب وجود از پیران نموده که همه شعله ایسا زاید که از شما  
که ام بهتر و نیکوست در کار کردن و بسبب اختلاط عمل نیک مشابهت قریب شما با خالق خویش متفاوت می شود  
هر قدر خلوص نیست و لیسیت زیاده باشد همان قدر ظهور برکت در شما زیاده باشد پس ازین تدبیر حق تعالی تخم برکت  
کاشته است تا که حاصل آن سبب آبادی عالمی باشد و نام آن عالم آخرت است و این تدبیر بلا شبهه بهیچ تدبیر آن  
اهل خزانهای بزرگست که میخواستند که خزانه خویش را از تجارت یا زراعت یا فزاینده که رنگی دیگر پیدا شود  
و صورتی دیگر رونمایند لیکن درین هر دو تدبیر فرق این قدرت است که اهل خزانه و افزایش خزانه خویش محتاج دیگری  
می شوند و او مالک علی الاطلاق در هیچ کار محتاج به دیگری نیست بلکه بعضی مخلوقات خود را از بعضی دیگر کسب  
واده صورت آن نقش را جلوه می دهد و درین سبب است که با وجود اینکه بندگانی را بابت قدرت اختیار را در  
تحصیل آن نقش واسطه گردانیده است آن کار را بطور آنها و اگر اشتباه است چنانچه در حدیث قدسی آمده است  
که جز این نیست که این اعمال شما اند که می شماریم آنها را بر شما لیکن در غلبه و عزت او خلل نیاید و نیز که عنان  
اختیار هر چه بود قبضه قدرت خویش داشته است او است صاحب این چنین عزت که بچنین دیگری است  
نه و اگر اینچنین عزت نمی بود پس بنابر فانی و عدول علی این خالق یعنی انسان را که خلیفه خود ساخته و تهرت

انتخاب گردانیده است مواخذه نمی توانست کرد و همچو بادشاه دنیا که اگر کسی را نائب خود گردانیده اختیارات جزئی و کلیه می دهند باز او گرفتار آن منصب شهوانی شود و موقوفی و مغزولی او دشواری گردد و بلکه اگر از دایمی خلالت سر می زند مواخذه و عقاب نمی تواند کرد و ذات حق ازین نقصان پاک است با وجود این عزت و غلبه صفت و گیریم دارد که بخشنده و عیب پوش است یعنی بندگان را بر بنا فرمائی و تقصیرات بغور نمی گیرد و بلکه همدستید اگر بندگان هم بران تقصیر قائم مانند وافرمانی را پیشینه خود ساخته تا این که لائق مغفرت نماند آنگاه البته جز او سزا می دهد اکنون اینجا دو سوال جواب طلب مانند -

اول اینکه موت را بر حیات چه مقدم آورده اند حال آنکه اول زندگیست بعد از آن موت -

جوابش اینکه سبب ظهور عمل نیک در حقیقت موت است و در اینجا منظور امتحان عمل نیک است مطلق فرمودن بر اصل عمل پس اصل مقصود موت شد چه که سبب امر مقصود است و حیات وسیله و اوزیر که حیات سبب آن کار است که وسیله است و مرتبه مقصد مقدم است بر تبه و وسیله اگر چه وجود وسیله مقدم می شود بر مقصد -

جواب دوم اینکه موت در عالم ملک قائم بالذات است و حیات عرض یعنی قائم بالغیر و ذاتی مقدم میشود بر عرضی -  
جواب سوم اینکه موت هر وقت پیش نظر انسان می ماند و انسان گاهی از وفا قفل نمی شود چنانچه در حدیث است وارد است که بسیار یاد کنید و پیش نظر دارید نیست گفتند که لذت هارا یعنی متراود در حدیث دیگر نیز وارد است که آن بنده بدست که فراموش کند قبر را و آنکه بر آدمی میگردد یعنی بوسیدن و نایب شدن و از حضرت ابن عباس مرویست که مراد از موت دنیا است و از حیات حیات آخرت و موت دنیا اول است از حیات آخرت و از بعضی تفسیرین این چنین منقول است که مراد از موت حالت نطفه است و از حیات زندگی دنیا و حیات نطفه قبل از زندگی می شود و اکنون بر این تفسیر لایبگویم اکرم احسن علامنا سبب این گونه توان فهمید که اولاشما را مرده گردانید پس شمارا لازم است که بفهمید که شمارا بعد هر موت زندگیست و فائده اعمال نیک در آن زندگی شمارا رسیدنی است و سزای اعمال بد بدشتنی پس شمارا باید که این تامل کرده در گردن کار نیک کشید و از اعمال بد دورمانید -

سوال دیگر اینکه پدید آمدن موت چه معنی دارد زیرا که موت نام است نفی زندگی را و رفتن هر چه نیست شدن آن



چیز است این مخلوق نیست پس پیداکردن چیزی همین در بیان نیستی او کافی است -

جواب اینکه در میان موت و حیات نسبت عدم و ملکه یافته می شود زیرا که حیات عبارت است از خواش و اراده و خویش در حرکت کردن اگر چه آن حرکت از سقاری او بود چون دم که خود بخود فرو میرود و برمی آید و چیزی که لیت حرکت یافته باشد باز از حرکت از اراده خود شدن نتواند این را موت گویند ازین جهت هم سنگ را مرده گویند و نشدن ملکه بدین طور است که با کل عدم نمی تواند شد بلکه شائبه از وجود و بلوی آن در آن باقی می ماند و همین مصیبت است که محلی که لیت قبولیت آن بار در آن موت یافته نمی شود پس هرگاه شائبه وجود یافته شد پس قابلیت مخلوق شدن نیز در آن یافته شد چنانکه در حیات -

جواب دوم آنکه از حضرت ابن عباس نقل است که مراد از خلقت موت و حیات صورت مثالیه آنهاست زیرا که در عالم مثال موت را بصورت گوسفند ابلق پیداکرده اند که هرگاه بر چیزی گذرش می شود و بلوی آن و غش می رسد همان وقت اوی میرود حیات را بصورت اسب ابلق پیداکرده اند که هرگاه بر چیزی میگذرد و بلوی آن با غش می رسد چنانچه زنده می شود و همین جهت است که در حدیث صحیح آمده است که روز قیامت بعد از فصل شدن اهل بهشت و اهل دوزخ موت را بصورت گوسفند آورده و بچ خواهند کرد و از حیوان ادو گونه غم شود و بهشتیان از خوشی بی انتهای آید و دوزخیان از غم و آفتاب است که او جبریل علیه السلام ابراهه اسب ابلق سوار دیده بود و از زیر گمش یک مشت خاک برداشته بود و آن را در گوسا که از زیر قطبان ساخته شده بودند آخته بود و آن طلسمی ساخته بود و خویش قرار داده بود و حدیث شریف است که آنحضرت صلی الله علیه و سلم هرگاه این آیت را خواند و برین لفظ رسید که انکرم احسن عملا در تفسیر این ارشاد فرمود که کدام از شما نیک عقل است بسیار بر پیر می کنند از محارم الهی و شتابی کننده در زندگی حق یعنی از اعمال نیک کثرت نوافل مراد نیست بلکه رعایت آداب کردن و نفس از ممنوعات باز داشتن مراد است زیرا که هرگاه که گناه در عبادت یافته می شود پس آن گناه اثر آن عبادت را ضعیف می گرداند انتی وصل حق تعالی جل شانیه می فرماید که انا خلقنا الانسان من نطفة استحاج بتلیه فبعطناه سمیعاً بصیراً تحقیق پدید آورده ایم انسان را که پیدایش آن را می بیند و پیشش را می شناسد از نطفه پدر و مادر که مخلوط و مرکب است از جمیع موالیذ زیرا که غذای پدر و مادر از غله و گوشت و شیر و روغن و نمک و مصالح بزمی و کوهی و بستانی همه جمع می شود و در جمیع اعضا بعد از طی مراتب نفوذ می رسد

و از آنجا مکلان کارخانه تولید خلاصه آن را بر کشیده نطفه می سازند پس معاون و نباتات و حیوانات مختلفه  
 الطباع با اجزای تباری خود همه مفردات این معجون و بساط این مرکب اند و چون خلاصه غذا در جمیع اعضا  
 سیر می کند روح هر عضو در وی تأثیری نماید و آن روح حامل قوتی است که مختص باین عضو است از تغل و تخمیل  
 و توهم و احساس بصیری و سمعی و ذوقی و لوسی و این قوی محیط جمیع عوالم انداز ملک ملکوت تا فوق آنها و نیز  
 آن روح حامل حالتی است از حالات مختلفه از شهوات و غضب و حیا و علم و طیش و محبت و خوف و وله و عشق پس  
 آن خلاصه استعداد جمیع این امور پدید می آید و این امور بنوعی از انواع اندام و الطوار و ان خلاصه پیچیده و ملفوف  
 می گردند مثل الطوار و اندام جمیع اجزای شجره و خواص عجیب آن درخته و تخم و این همت و جدت و اشتغال بر  
 کثرتی است که آن سرش پیدان نیست بر خلاف نطفه حیوانات دیگر که در غده ای آنها استیعاب جمیع مواکبت  
 و نه در رواح و قوای آنها حااطه بر عوالم متکثره است و ازین است که از اولاد و علما توقع استعداد عظم بیشتری باشد  
 و از اولاد و شاخ و اولاد سلوک اده و اولاد طایفه و از اولاد و اولاد ابطال و شجران و اولاد  
 بر جوب بیشتر واقع می شود و از اینهم نفس غریز پیدائی شود و مگر شهیم نفس غریز پس معلوم شد که این مخلوق را که  
 اشرف الموالید و جمیع آنهاست را انسان پیدان کرده ایم بلکه فائده عمده در تخلیق آنها منظور است و آن فائده  
 اینست که می آید و از حقیقت ابتلا و آزمائش است که چیزی را شعور و ادراک اده و ادراک بکار یک  
 بفراهمیم و از کار بد منع کنیم تا مخلوقات دیگر به بیند که این کس با اختیار خود چه می کند اگر موافق فرموده بجا آورد  
 مستحق ثواب و انعام و شش باشد و اگر برخلاف آن نمود مستوجب عتاب و تذلیل و عذاب است الا از این  
 و امتحان در حق عالم الغیب و انخفیات معنی ندارد و چون این فائده از خلقت این مخلوق منظور بود اسباب  
 و نش و نبش او را دادن ضرور اقتاد پس گردانیدیم او را شنو او بینا حاصل آنکه در شنوائی و بینائی او آن قدر  
 بسط و فراخی نمودیم که در برابر شنوائی و بینائی او دیگر حیوانات که ان کوران اند گو یا سمع و بصیرت از این که  
 این مخلوق همراه او از دقائق مخارج حروف و الفاظ را هم می شنود و الحان را تمیزی کند و بعبانی آن الفاظ  
 و خواص آن الحان هم پی می برد و اوضاع مختلفه هر لفظ را می فهمد و باین سبب کار او بجائی میرسد که مخاطب  
 جناب حضرت رب العالمین می گردد و با و تعالی هم کلام می شود و حیوانات دیگر غیر از او در محض هیچ نمی بیند

و همچنین همراه ضو و لون مبصر و قائق صنائع و اشکال و مراتب نور و رنگ ابر تعمق دریافت می کند و تقوین خطیه را و ادراک می نماید و باین سبب از مردگان گذشته استفاده علوم ایشان می نماید و بر احوال قرون با صبی که پیش از و هزاران سال گذشته اند مطلع می شود و استنباطات عجیبه بر روی کاری آرد و از اینجا معلوم شد که در قرآن مجید جایجا ذکر این حاسه که سمع و بصیرت چرا تخصیص در مقام الزام حجت تمام نعمت می فرماید و چشم همین است که طریق دریافت حقائق عالم امکان از غیر خود و اتقای آن دریافت بر غیر خود یا وجود لفظی آن حقائق است یا وجود خطی که بمقابل آن الفاظ موضوع اند و این هر دو طریق بهین و حاسه سلوک می گردد و نیز طریق معرفت عبادت یا از شنیدن کلام انبیا و اولیا و عرفا و علما خودست یا از دیدن اوضاع و اطوار آنها و حالت حیات و دیدن کتب حدیث و ملفوظات مشایخ و فنون و نه علما و رسائل حقائق و معارف عرفا بعد از اتمات این هر دو امر به بهین و حاسه تعلق دارند بر خلاف حواس دیگر که تحصیل معرفت و عبادت که مقصود از ابتلا بهین و چیز است و غلی ندارد و بیشتر انتفاع آنها در دریافت امور ضروریه معاش است که دیگر حیوانات هم در آن دریافت شریک غالب اند و لهذا گفته اند که دلیل نقلی یا عقلی است نقلی بالمشافه دریافت نمی شود و مگر حاسه سمع و دلیل عقلی که بیشتر همه سلوک راه معرفت و عبادت است رویت معجزات انبیا و کرامات اولیا است و هر دو بهین حاسه تعلق دارند و دیدن صنوعات عجیبه آثار قدرت و تعالی نیز باین حاسه متعلق است و اطلاع بر دلائل تقلیه که در کتب و رسائل سلف مدون است نیز بهین حاسه حاصل می شود پس بعد از کمال این و حاسه آدمی را در معرفت دین و سلوک راه حق احتیاجی نمی ماند مگر بفهم عقل که کار دل است نه کار جوارح و اعضا و چون احتیاج دین امر بیشتر بر دلائل تقلیه و شنیدن کلام الله و کلام رسول و مواعظنا صحابان و تقریرات عالمان پیر خطیبان و اشارات و رموز اولیا و حقائق و معارف عرفا عقلی درین کار دخل است این همه البته بحاسه سمع است بهین حاسه را جایجا در بیان نعمت هدایت و ارشاد مقدم بر حاسه بصری آرد چنانچه در آیت کریمه نیز بهین و تیره و مسلوک شده و نیز حاسه سمع خایسته دارد که در هیچ حاسه آن خاصیت نیست و آن آنست که در کلمات هر حاسه از بصورت و ذوق و لمس توسط آن دریافت می شود پس حکم او در حواس خمس اندک هم هست در عناصر اربع و حکم عطار و دست در کواکب سبعة سیاره که هم حاکمیت از غیر خود و هم خود بکار آید نیست و کلمات

بصر نسبت بدور افتادگان زمان و مکان او میرساند پس کار بصر نیز بدون سمع تمام نیست و وسیله او را که  
 در کائنات بصریت و وسائل مقدم اند بر مقاصد حصول مبدء دانست که آدمی را برای تکمیل رتبه خلافت در جهان  
 آورده اند چون می خواهند که عالمی را خراب سازند و عالمی دیگر از همان مواد و صور ترتیب دهند ناچار اول اهریم  
 اصول ارکان آن متوجه می شوند و در مواد آن کم و زیاد و نقل و تحویل بکاری بر بند و در صور نیز تصرف  
 می نمایند تا پاره از مواد که مصور بصورتی بود با پاره دیگر جمع شده صورتی دیگر مناسب عالم نو پیشند و کارها سبک  
 در آن عالم منظور است از آن صورت هر چه تمام پذیرد چنانچه در وقتی که عملی را با غیا یا غ را مقبولانین افتاد  
 را حیل یا خرابه بار امر زعم و منقلبه می سازند همین قسم عمل می یابد عالم دنیا و حقیقت نسبت بنوع انسانی عالم اقا  
 و دوام سکونت نیست بلکه محض برای کسب کمال او را در دنیا آورده اند تا بعد از تکمیل خود در جوار خلافت الهی  
 پیدا کنند و عالمی دیگر را بحال وسعت علم و عمل آباد سازد و در آن عالم سکونت الهی اختیار کنند پس در دنیا  
 او را از او و چیز مرکب آفریده اند یکی آسمانی که روح است و دیگر زمینی که جسم است و لهذا خدا می جسم او و جسم  
 از زمین میسر شد و غذای روح او را از آسمان نزول می فرماید و بنا بر ورزش خلافت تصرف او را در چیزها  
 زمین چیز را به آسمان هر دو تصرف داده اند تا سلیقه جمع و مالیعت پیدا کند و نشان آن خلافت کبری کرده  
 و ازین است که جمیع مخلوقات زمین را از معادن و اجزاء و نباتات و اشجار و از عیون و انهار و از حیوانات  
 ماشی و طیاری و کار و غو و مصروف می سازد و بهر جمع و مالیعت دائمی می پردازد و در صنوعات عجیده از هر جنس غذا  
 و مسکن و مرکب و لباس بر روی کار نمایان می کند و شباهت با جناب خالق الاصول الفروع در افاضه  
 صور بر مواد و اختراع صورتهای عجیبه قوای الحواس الاحکام پیدای نماید و همچنین از مخلوقات آسمانی که  
 ستارهای ثابت و سیاره ها و فرشته های عالی و قدر بسیار از او و جوانی خود بکاری آورده و طریق تسخیر آن عالم  
 و در دست می شناسد اما برخی را درین کار تفهیم الهی می گرداند که به تصرفات و جوار از رتبه خلافت چه بگویند  
 از رتبه بندگی در روی افشند و آنچه با بختن گردنی کنند و آنچه با بختن گردنی کنند و بختن و بال و نکال می گردانند  
 لاجرم و از آخرت را برای امتیاز و میان هر دو فرق مقرر فرموده اند تا بلکه خلافت کبری که میکان ابد است آید  
 در آن و از رتبه است و دوام ظهور فرماید و ملکوتی خداست و در آن از هر ضیاعی که خود که بدان را نصیب شده

میزوران و ارباب کمال رسیده شمرناج قبیحه دانه شود و برای این کار دران دار جمیع اجسام و ارجح را  
 خادم این مخلوق ساختن ضرورت افتاد زیرا که بنیت این مخلوق ضعیف طاقت و اوم و سرایت اود و نه روح  
 اوقاد و بر افعال عظیمه دانه است لهذا چنین قرار یافت که ارواح آسانی همه مد روح او شوند و قوای عقلیه  
 و خیالیه آنها در قوای عقلیه و خیالیه این مخلوق ملغوب و پیچیده شوند و مواد زمینی بتماها در جسم این مخلوق متعلقا  
 این مخلوق که موصوف به نباتات است از ملائیس و اهل مساکن و تنزهات بلکه از سلاسل و اغلال حیات  
 و عقارب و غیران و متعلیه های سوزان امداد نمایند و بکار او مصروف شوند تا معنی خلافت یگان دینی و  
 اباق بدان در احسن صورت جلوه کنند پس درین سوره چهار انقلاب را یاد فرموده اند که متعلق باصل  
 این عالم است -

اول ترقیدن آسان که بسبب آن تعلق عقول و نفوس سماوی بآن اجرام باطل خواهد شد و تعلق آن عقول  
 و نفوس به نفوس انسانی را خواهد داد و در شرح ازین مطلب چنین تعبیر فرموده اند که فرشته های هر هفت آسمان را و نزول  
 خواهند کرد و اگر داند میان خواهند شد و مقاربت با روح بنی آدم خواهند نمود و چون آن نفوس متعلق  
 به نفوس انسانی شدند در او را که تخیل افراد انسانی انبساطی عظیم پیدا خواهد شد کلیات و جزئیات معانی افعال  
 خیر و شر که از ایشان در دنیا سر بر زده بودند بحال انجلا و واضح خواهد گشت -

و هم ستاره های آسانی به نور شده خواهند افتاد و ارواح نورانی که بآن ستاره ها تعلق داشته  
 بدن انسان متعلق خواهند گشت بقدر رسالت و حالاتی که ارواح انسانی را در دنیا مکسوب و موهوب  
 شده بود با انضمام ارواح کوکبیه قوت عظیم خواهند یافت و این مطلب ادر قرآن مجید نیز نزول روح و قیام  
 روح دران عالم تعبیر فرموده اند و این دو انقلاب آسانی است که موجب انبساط نشاء روحانی انسان  
 خواهند گشت -

سوم دریای شور بحجم قطعات متداخن و متخر گشته پاره از ان در زمین نفست و خشک خواهد شد تا زمین  
 رطوبتی و نرمی پیدا کند و انطباع صور و اشکال بران آسان شود و پاره اشتغال نموده آتش سوزان  
 آنرا گشت ناماده بتعبیر جهنم گردد و ازین انقلاب گاهنی تغییر بجا رگا های به تبخیر بجا تعبیر فرموده اند و حدیثی است که

و اردست که آنحضرت صلعم در حق دریای شور می فرمودند که آن تخته ناز او مروی است که چون عبدالسد بن عمر رضی الله عنهما دریای شور را می دیدند می فرمودند یا محمد بنی القدر نازا -

چهارم ترزل زمین است که با بجا در قرآن مجید از آن بزرگوار الساعه تعبیر فرموده اند و از آن چیزهای بسیار ارشاد فرموده اند که انجمله است بجزه القدر یعنی اجتماع مواد موقی و اجزای بنیه آنها و بر و از آن اجزای باطن زمین بظاهرا آنکه درین سوره هم مذکور است از انجمله است تسلیه جبال از انجمله است اخراج افعال از انجمله است هموار می مین عدم بقای علامتی و عمارتی در آن و بطلان قوت نامیه آن از انجمله است که در حدیث صحیح وارد است که زمین بر مثال خمیر میده سفید خواهد گشت که غذای اهل محشر در آن موقت خواهد بود و الی غیر ذلک مایطیل الکلام بذكر مفصلا و این دو انقلاب انقلاب زمینی است که بسبب آن مسمت مواد جسمیه انسان حاصل خواهد شد تا موضوع النشأه آن نفس وسیع و روح کامله تواند بود و بعد از این چهار انقلاب بنیاد عالم نو که آخرت نام دارد نهاده خواهد شد و اصل الاصول آن بنیاد و انکشاف کیفیت اعمال نیک بدست که بر نفس انسانی خواهند گشاد و لهذا درین شماره بعد از ذکر این چهار انقلاب همین معنی را ذکر فرموده اند و وجه الکتاب بر همین چهار انقلاب است که اصول عالم عند تحقیق همین چهار چیز است آسمان ستاره و آب و زمین و چیزهای دیگر همه از اجتماع آنها و اجزای این هر چهار ناشی شده اند معادن و مواد و حیوانات و کائنات الجود و نور و جمیع عقلا از همین چیزها پیدای شوند و انحصار مواد آتش را ظاهر بینان کارخانه عقل ارکان مستقله گمان برده اند اما تحقیق اینست که هوای جسمی است که لطافت آب یا بنای غیر بعضی کواکب کم و زیاد پیدای شود و خود معدنی مستقر دارد و در صورتی نمی پذیرد کار را و سیر و دور است رسانیدن کیفیات مخلوقات عالم از یکی بدیگری مثل رسانیدن بود و ریشامه و آواز بسامه و رطوبت و برودت و حرارت و یوبست در لامسه و علی هذا القیاس - و آتش جهان هو است که بسبب حرکت عینیه یا بنای اثر آفتاب اشتعال پذیرفته این صورت گرفته است و کالافضی و پنجه کردن چیزهای خام و احراق آنچه بیکار شده است بمنزله مصالح غذا است که فی نفسه در کار نیست و لهذا معدنی جداگانه ندارد چنانچه فیلسوفان تخمیل می کنند که کره بود او کره نار بالای هر ده کره آب زمین محیط انداختنی است بدلیل چنانچه تسلیع خرق و التیام بر آسمان و ستاره ها نیز از همین اودی است و الله اعلم و صل باید دانست که اولی

آدمی از اخلاص او چهار گانه حرارت و برودت و رطوبت و سبوت است این هر چهار در مزاج او مبتدای خود  
می خواهند و در پی بهم زنی اعتدال اوی باشند ع پیوسته در کشاکش این چار اثر دهاست  
بار چند گاه مجبوس زندان رحم است و چند گاه دیگر کمال عجز و ناتوانی در گمراه مرده و از افتاده زبانی که باقی  
خود را بیان نماید و دست پائی که خواهش خود را بآن طلب کند باز بد آمدن زندان و رنج گذشتن بستان  
مبتلا می گردد باز در کتب پنج مذهب مؤدب می کشد و چون در عقاقل عقل گرفتار شد در کشاکش کن مکن افتاد و  
در انواع رنج و ملال پیچیده شد طبع او را گاهی بزور قوت شهوانی بهیمه از ذلیل می سازد و گرفتار حرص می کند  
و از برای درمی بر سرش باری گران می نهد و تمام روز برای مزی حقیر او را با تشنه و دی سپارد و بخت چند لای  
مجبوس در کان می نماید و بهوای چند اندازد و او را دنبال جفت گا کومی و داند و گا های از فوران قوت غضبیه در شمار  
سباع و زنده می اندازد و نفرین خلق و بد گوئی جهان نصیب او می شود مثل گرگ دیو زنجیه می کشاید و خلق آزاد  
می دهد و طرفه تر از این همه دشواری دیگر است که هم مامور طبع است و هم مامور شرع شرع راه مخالفت طبع می نماید  
و طبع موافقت نفس می فرماید با موانع عبادت با عبادات مامور است با دواعی گناه از گناه مجور هیچ سنج  
در عالم نیست بالاتر از جمیع اخلاص و راضی ساختن مخالفان همزاد و ایتیمه شقتهای و رنجها تعلق بذات شخص از  
اماشقتهائی که سختی غیر تعلق دارند پس از نیمه شدیده تر اند رعیت همیشه در اطاعت بادشاه سیرت بادشاه  
را رعایت عدل و احسان بر بگنجان ناگزیرند و در رنج خدمت مادر و پدر و مادر و پدر در رنج فقصد دختر و پسر  
و همچنین حال زن باشوهر و شوهر با زن و بنده با خاوند و خاوند با بنده و همسایه با همسایه دیگر پس بحکس  
ازین نوع شتقت هم خالی نیست و با اینهمه شقتهای دنیا شتقت سکر است موت و رنج مفارقت مال  
و فوت اولاد و تنگی قبر و ظلمت لحد و تنهایی در آن مقام و سوال ننگ و فکر و هول قیامت و روز نشور و هیبت  
نفخ صور و خوق قضیحت در حضور اولین و آخرین و طوق شرمندگی در وقت حساب و وزن اعمال و استاوت  
در مواجیه حضرت رب العزت و اگر معاذ الله با اینهمه در قسمت و رنج افتاد ضیبت فخر آن ابدی نصیب او شد  
مشقت رنج اوج ابرج از وصفت گردید و چون کسی درین قسم مشقت و رنجها از ابتدا تا انتهای آن گرفتار  
باشد او را فخر کردن بزور باز و و خرج کردن مال نهایت نازیباست چنانچه حق تعالی می فرماید که آیا گمان میکند

این مخلوق از مشقتها و رنجها که قدرت نخواهد یافت بروی کسی تاجری ای او دهنده از اعمال نیک و بد باز پرس کند  
 حال آنکه دم بدم مقهور قهر الهی و مقدور قدرت نامتناهی اوست بلکه از عهده ضعف مخلوقات او که گس و پشیمانی  
 نمی تواند بردارد و چون بیشتر فقر او بخرج کردن مال بسیار بود و درین دعوی که بر من کس قدرت نخواهد یافت  
 بیشتر اعتماد او بر عزت جاه خودش بود که از انفاق مال بسیار کسب کرده بود چه هر که مال بسیار را خرج میکند  
 در دلهای غریز و در نظر طیار فیج القدر می نماید و هیچ کس بر قهر و دلیل او بسبب جیایا بسبب توقع نفی که از او  
 عایدی تواند شد اقدام نمی کند در از الله این غرور انسان و البطل این اعتماد او حق تعالی می فرماید یقول  
 اهلک ما لا یلد یعنی در مقام غرور و اثبات آنکه بر من کسی قدرت نخواهد یافت می گوید که نیست و نابود کرده ام  
 مال بسیار تو بر تو و در هر مقدمه عده صرف مبالغه خطیره نموده ام و باین سبب جاه و عزت من در دلهای  
 مردم جا گرفته هیچ کس اقدام بر مقابله من نمی تواند کرد و این گمان انسان باطل بجایست زیرا که معلوم است  
 که انسان از شکم مادر برآمده چه آورده است بلکه رسته و پرمه آمده بود پیشری در ملک نعم داشت باز چون کسب  
 مال شروع کرد از کدام وجه که در احلال حرام باز چون مال اخرج کرد در کدام مصرف کرد جای یا بجای و بکدام نیت  
 کرد برای خدا یا برای فخر و ریاس او را بخرج کردن مالیکه در دست او عاریت محض است و بیشتر از وجه حرام  
 حاصل کرده و در جای حرام صرف شده و بنیت فاسد مبذول گشته فقر و ابتهاج سزاوار نبود انتهی سوال  
 اگر بپرسی که انسان را که اشرف مخلوقات و اکرم موجودات و مسجود ملائکه کرام و خلیفه روی زمین است باین  
 بی صبری و حرص چرا فخر فرموده اند جاییکه فرموده خلق الانسان لعل خلاق او این هر دو صفت چرا  
 آینه تعبیه نموده حیوانات دیگر هرگز عیش و عشرت حرص او ندارند و در اوقات ترک مالوفات رسیدن شقت  
 جزعی که او می کند و منطربی که او می نماید هیچ جاندار نمی کند این خود کمال فلت و رسوائی انسان است که بسبب  
 حرص بنده هر طبع می گردد و بسبب منطراب بی صبری از هر گرم و سردی ترسد و اگر او از این دو صفت تخمین نبرد  
 و در اصل خلقت او این هر دو عیب و لغت نهادند پس او را چرا ندمت و عتابی فرمایند او را چه تقصیر کرد  
 او را بجهلیت یا چارست جوابش اینکه شدت حرص و بی صبری از انسان در حقیقت برای تنقی و در بیان معرفت  
 و تحصیل وصول و قرب بجناب خداوندی و سلوک راه و تقابلی وسیله و زمینه و پادیه است عده اگر این شدت حرص



اور انباشد با دنی معرفت که مثل آن حیوانات و دیگر را هم حاصل است قناعت کند و مراتب فوقانی معرفت و قرب  
 را طالب نشود حال آنکه دریای معرفت را کناری پیدا نیست و مراتب قرب و وصول اسر حدی نمودار نیست اگر  
 دم بدم شوق و حرص او زیاد نشود مانند تشنگی لعش لعش نکند این راه بی نهایت الکی قطع نماید و آن مراتب  
 معطل ماند و اگر در جدائی خاوند خود یک لحظه صابر بود و بقرار نشود و جوع و بیابانی نماید عشق و وجد و چشمه صوفی که  
 میان عشق و صبری هزار فرسنگ است و چون شرافت آدمی بر دیگر مخلوقات ازین است که  
 او را مستحق عشق خاوند خود و جویای قرب باصول او آفریده اند و خواص بجا بیکران معرفت گردانیده پس بدادن  
 این هر دو صفت که شدت حرص و کمال بصبری است چاره نیست و مذمت و عتاب بر آدمی درین شدت  
 حرص و بی بصبری نیست بلکه در آن است که او از راه حق و نادانی این شدت حرص و بقراری را در مستلذات  
 فانی و بر اغراض ترک کردنی و گزشتنی صرف می کند و بی محل خرج می نماید مانند زنی که او را زیور و پیرایه آراسته  
 برای خدمت خود همیاسازد و آن زن از راه کفران نعمت و حق ناشناسی این همه زیور و پیرایه او صحبت  
 اغیار پوشیده رود و بآنها آشنائی کند که مستحق لعنت و نفرین میگردد و پناه بخدا چه خوش گفته است آنکه  
 گفته که صبر در هر مقام عمده است مگر آن صبر به چیزی است یعنی آن کار کردن که در آن دیگری را بر خود  
 صبر کردن اقتدا البته مذموم است و در حدیث شریف آمده است که شکم دو حرص پُر نمی شود یکی طالب علم  
 دیگری طالب دنیا و نیز آمده است که حدیث مکرر و کس کی آنکه او را داد حق تعالی مالی و توفیق عطا فرمود  
 بخرج کردن آن مال در جاسه عمد پس آنکس خرج می کند از آن مال شب و روز دیگر آنکس که او را حق تعالی  
 حکمت داد یعنی علم دین و او حکمی که موافق علم دی آموزد مردمان را راستی که دانی تفسیر فتح بعینه و اصل  
 باید دانست که وجود انسانی نمونه تمام عالم است پس گویا و مختصر است جامع حضرت الهیه خلاصه عالم تفسیرش  
 آنکه وجود حیات و علم و اراده و قدرت و شغوائی و بینائی و گویائی همه بر توصفات حضرت الهیت است و حرارت  
 و برودت و رطوبت و یبوست همه بل عناصر اربع اند و در وجود او بسبب ترکیب مشابیهت بعد از راه  
 بسبب تفاوت تولید مثل مشایهت و بسبب خس و تحیل و توهم و تلمذ و تامل مثل حیوانات است و  
 از اقسام حیوان بهر کی مشایهت پیدا کرد پس در وقت غضب و جرات چون درنده است در وقت شهوت

و مرص چون بهیمه چرخه و در کرجیل اغوا و بر هم زدن نظام صاحبان مثل شیطان است و در معرفت طاعت  
 و عصمت مثل فرشته ایست مقرب بسبب اجتماع حکمتها در وی مانند لوح محفوظ است و بسبب آنکه بنا بر او  
 صور اشیا و قلوب تلذذه و مسترشدین قنوت و استقرار پیدای کند مانند قلم اعلی است باجماع نقصانی که آدمی  
 در حالت لطیفیت دارد و کمالی که بعد از بلوغ و مرتبه خامتیت علی صاحبها الصلوٰه و السلام نصیب او شده است  
 هر دو را قیاس باید کرد و در بولیت او تعالی را تا شایا بدینود حضرت شیخ محمد لاهوری در شرح رساله مراتب سته  
 مولانا جامی قدس سره السامی می نویسد که حقیقت انسانی جامع و محیط همه مقامهاست که در همه مراتب آن در او  
 از مظاهر جمیع مراتب افرادی است که در هر مرتبه ثابت اند پس بدستی که مرتبه اولی یعنی تعین اول در آن مرتبه  
 یافته می شود علم حق بذات خود و همه صفات خود که مسمی بصفات الهیه اند و بهمه تعینات ماهیات که اعیان  
 ثابت اند اما علمی که بطریق اجمال تفصیل باشد و در مرتبه ثانی که تعین ثانی است در وی یافته می شود علم جمیع امور که در  
 ذات و صفات ماهیات و تعینات اما علمی که بطریق تفصیل باشد و در مرتبه حقیقت انسانی یافته می شود و در وی  
 همه آنچه درین مراتب است از ذات حق و صفات وی و ماهیات و علم باین امور ثلاثه هم بطریق اجمال و هم بطریق  
 تفصیل از جهت شتمل بودن او برین و در مرتبه و اشتغال درین و در مرتبه مستلزم اشتغال وی است بر کل موجودات  
 خارجیه از ارواح و مثال و سموات و عناصر و موالیه بلکه اشتغال می بصفت وحدت جمعی کمالی است که  
 مستمسک بهدیت اجتماعی و وحدتی که متصور نیست زیادتی بروی از راه تمامیت و کمالیت و مخفی نماید که  
 طائفه علیه صوفیه متفق اند بر وجود نخستین متخالفین یعنی عالم جمیع اجزای خود کتاب الهی شستایر جمیع  
 اسماء الهی متفرقه و منفصله یا بمعنی که هر نوعی از انواع عالم منظر اسمی است از اسماء و کلیه الهیه و هر فرقه  
 از آن منظر اسمی است از اسماء جزوئیه بسبب تفرق و انفصال اسماء بهدیت اجتماعی اسمائی نصیب عالم نشد  
 و همچنین هر فرد انسان بلکه فرد کامل آن کتابی است الهی جامع جمیع اسماء الهی و کیانی مجتمعه و همین اجتماع  
 باعث حصول بهدیت اجتماعی شد و از اینجا است فضل انسان کامل بر عالم و این است سبب تشبیه عالم به انسان  
 کبیر و تشبیه انسان کامل به عالم صغیر پس ظاهر شد که بدستی صورت کمالیه الهیه یعنی بهدیت اجتماعی و حدانیه  
 که ظاهر باشد بهمه مظاهر و مشاهد حق ممکن نیست ظهور آن صورت ازین جهت که آن صورت باین کمالیت است

مگر درین مظهر و مشهد که انسان کامل است و مظهر یعنی جای ظهور است و مظهر جمع وی و مشهد یعنی جای شهود است و مشاهد جمع وی ازینجاست که حق تعالی به مرتبه که ظهور نمود میل بمرتبه دیگر فرمود تا نوبت ظهور در مظهر انسانی رسید و اگر مظهری دیگر کامل تر از مظهر انسانی می بود بعد از وی نیز میل بمرتبه دیگری نمود و چون میل نمود بقیهین دانسته شد که کمالی بهتر ازین ممکن نیست و اگر این کمال در یکی از مراتب سابق می بود میل ظهور بصورت انسانی نمی نمود انتهای و در تفسیر حسینی تحت تفسیر آیه و لقد کرمنا نبی آدم مذکور است که علما را در کرم انسان تفضیل ایشان سخنان بسیار است این جا بر قول جامع الکفای میرود صاحب بحر الحقائق فرموده که کرامت انسانی و قسم است جسمانی و روحانی جسمانی تمام انسان را با شذا و مومن و کافر و آن تخریط نیست ایشان است ببدن و تصویر در رحم و حسن صورت و مزاج قریب اعتدال و راستی قامت و اخذ به بدین و اکل با صابج و ترکین بریش و ذوائب و تمیز بعقل و افهام بنطق و اشارت و خط و راه یافتن با سیاب معیشت و تکلیف حروف و صناعات و روحانی و قسم است عامه و خاصه اما آنچه عام است مومن و کافر در آن شریک اند چون نفخ روح در ایشان و اخراج از صلب آدم و هماع قول است بر کرم و انطالق بحجاب علی و عهد بر عبودیت و زیان نیدن بر فطرت و ارسال رسل بدیشان و انزال کتب برای ایشان و ترغیب بمشروبات جنائی و تخویف از عقوبات نیرانی و اظهار آثار قدرت و دلائل و معجزات برای ایشان اما کرامت و حانیه خاصه آن است که انبیاء و اولیا و مومنان را بدان گرامی ساخته از نبوت و رسالت و ولایت و هدایت و ایمان و اسلام و ارشاد و اکمال و اخلاق و آداب و سیرالی السو فی السو و بالند و عبودیت مقامات و ترقی از مضائق ناسوتی به جذبات لاهوتی و فنا از انانیت و بقا به هویت و کراماتی که در حد حصر نیاید محمد بن کعب هم گفته که کرامت آدم میان بدست که حضرت محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم از ایشان است ای شرف دوده آدم بتو روشنی دیده عالم بتو کیست درین خانه که خیل تنبیت کیست برین جهان که طفیل تو نیست از تو صلاک بالست آمده نیست بهمانه هست آمده در حقائق سلیمی آورده که گرامی ساختیم آدم میان را بمعرفت و توحید و بر دشمنیم ایشان را در بر نفس و بحر قلب و گفته اند بآنست که ظهور دارد از لغوت و صفات و بجز آنچه مستور است از حقائق ذات و زایدات کاشی مذکور است که بر عالم حساب

ل انطالق بحجاب آدم

و بحر عالم ارواح و برداشتن ایشان در هر دو ترکیب ایشان است از هر دو روزی و اویم ایشان را از  
 طبیات علوم و معارف و تفصیل از ذاتی داشتیم بر بیشتر مخلوقات با آنکه ایشان را بعیوب ایشان دنیا  
 ساختیم و مستثنی جنس ملائکه اند با خواص ایشان و علما را در تفصیل ملک بشر مباحث دور و دراز است  
 اما آنچه جمهور اهل سنت بر آنند آنست که رسل بنی آدم فاضل تر اند از رسل ملائکه و رسل ملائکه افضل اند از  
 اولیای بنی آدم و اولیای بنی آدم شریف تر اند از اولیای ملائکه و صلیحی مومنان ر فضل است بر عوام ملائکه و عوام  
 ملائکه بهتر اند از ضایق مومنان امام فشری در فرموده که مراد از بنی آدم مومنان اند چه کفار را بنص و مومن  
 یمن اند قماره من کرم از انکرم هیچ نصیب نیست و کرم مومنان بد آنست که ظاهراً ایشان را بتوفیق مجاهد  
 بیاراست و باطن ایشان را بتحقق مشاهد منور ساخت چنانچه کافه مومنان را انکرم عام از ذاتی داشته  
 است حضرت رسالت پناهی صلی الله علیه و سلم را بتکمیل خاص اختصاص داد انجمله مرتبه اختصاص رضا  
 است که رضی الله عنهم و رضوا عنه - و درجه محبت که یحیی و یحیونه - و تشریف ذکر که - فاذکرونی و ذکرکم  
 با بجمه این آیت دلیل فضیلت و جامعیت انسان است که از همه مخلوقات مرات صافی جهت انعکاس  
 صفات الهی بهره اوست و پس چنانچه از مضمون این ابیات حقائق سمات فهم توان نمود و ششوی

|                         |                          |
|-------------------------|--------------------------|
| آمد آئینه جمله کون      | همچو آن آئینه نکرده حلقه |
| نه نمود ندو و بوجه کمال | صورته ذوالجلال الانضال   |
| زانکه بود این قسرق حدوی | مانع از ستر جامع احدی    |
| گشت آدم جلای این مرات   | شد عیان ذات او بجه صفات  |
| منظری گشت کلی و جامع    | سر ذات و صفات از دلائع   |
| شد تفصیل کون را بمجمل   | بر مشال تقسین اول        |
| بوی این دایره مکمل شد   | آخرین نقطه عین اول شد    |

و صل آنکه آدمی اینچ حالت اند اول عدم پنا که فرمود علی بن ابی طالب علیه السلام من الله لم یکن شیئاً من کون  
 یعنی در کتم عدم انسان را در علم حق و وجودی بود اما بر وجود خویش شعوری نداشت و اگر کون و خویش نبود

دوم حالت وجود در عالم ارواح چنانکه حواججه عالم صلی الله علیه و سلم فرمود که الارواح جنود مجنونه فما تعارف منها ائتلف و ما تناكر منها اختلف یعنی از کتم عدم بی عالم ارواح پیوسته او را بر خود و غیره شعوری پیدا آمد و اگر  
و مذکور شد سوم حالت تعلق روح بقالب چنانکه فرمود نفخت فیهم من روحی چهارم حالت مفارقت روح  
از قالب چنانکه فرمود کل نفس فی الله الموت پنجم حالت روح بقالب چنانکه فرمود کما بدأکم تعدوون و فرمود  
قل یحییها الذی افاها اول مرة و فرمود و هو الذی یبدو الخلق ثم یعیده و این پنج حالت انسان البصیر  
می بایست تا معرفت ذات و صفات خداوندی بکمال خویش تواند رسید و آنچه حکمت خداوندی در آفرینش  
موجودات بحصول پیوند که گفت کمتر از خفیا فاجبت ان اعرف اول حالت عدم می بایست تا چون عالم  
ارواح او را وجودی حادث پیدا آید او را که بر هستی خویش شعوری افتد بحدوث خویش عالم شود و معرفت  
قدم صانع عارف گردد دوم حالت وجود در عالم ارواح تا چون او را وجودی حادث پیدا آید می بایست  
تا پیش از آنکه بعالم اجسام پیوند و ذوق شهودی و واسطه باز یابد و صفات در حاکمیت مستفیض فیض نبی حجاب  
گردد و استحقاق خطاب الست بر کیم و سعادتی بلی بابد و چون دولت مکالمه بی واسطه یافت حضرت  
عزت را بر یومیت باز داند و بصفت مریدی و وحی و شکلی و سمعی و بصیری و عالمی و قادری و بانی کصفات  
ذات است بشناسد و اگر او را در عالم ارواح وجودی نبود پیش از آنکه اجسام پیوند و معرفت حقیقی بدان  
صفات ذاتی حاصل داشتی و نه آن استحقاق بودی که در عالم اجسام دیگر با ترتیب بصفا و روحانیت باز رسید  
تا در مقام مکالمه حق حاصل کردی آن تخم در بایت می بایستی کاشت تا این ثمرات حاصل شدی سوم حالت

در شکوه شریف و باب المحب فی ما یصل اول آن این حدیث از حضرت صدیق روی است معنی اش اینکه ارواح پیش از تعلق با بدن مثل  
شکر بود که یکجا جمع بودند پس آنرا که استغرق ساختند و با بدن فرستادند پس هرگاه از آنها شناسا بود و بلا واسطه متعارف میشدند و صفات الفات گفتند  
و آشنا شدند و بعد از تعلق بدین آنها که شناسا بودند و بی واسطه متعارف شدند و یکجا گفتند چنانکه کسی اقمین و مجروحی را گم کرده باشد باز باید این تعارف  
و شنا کرد و نایا الهام آتی است بی آنکه یاد ایشان باشد و هم از وطن میان هم و آشنائی و یکجائی یکدیگر داشتند و از بیجا است که نیکان و نیکان را شنا محب  
و اهل باشند و بدان اگر جهت بعضی عواطف و اسباب قضیه بطلان این اتفاق افتاد و بود و آخر بر حق و آن گم کرده که اصل است و ایت کرد این  
حدیث را بخاری از حضرت صدیق و روایت کرده این اسلام انا فی هر چه چون یکی از شغنین و ایت صحابی و دیگر کرده این حدیث را در تفسیر حدیث تعلق می باشد از این  
محدثین تقدیری باشد که هر دو را صحابی و ایت کنند و از این حدیث معلوم می شود که ارواح عراض نیستند مخلوق نیستند از اجساد لیکن لازم نیاید از آن قلم بردان  
و خود در حدیثی واقع شده که یاد کرده شد ارواح پیش از اجساد و در هر سال قلم لازم که قول خلق آنها بعد از تمام بودن قلم و آن اهل باشد که هر یک از این

مما قبل البدن  
بصفت مذکوره  
تقدیر آنها باشد  
و این تاویل همان  
میرحمت است  
لام کذا فی  
الکلمات  
بر فاسی مشافه  
در حضرت پیش  
عبدالمطلب حضرت  
دوای ۱۲ من  
پیش از موت ۱۳  
پیش از آنکه  
بیاورد که شارباز  
خواهد گشت ۱۴  
بگویند زنده  
گردد آن را آن  
قدسه که بیافزید  
آن را اول بار ۱۵  
و ایت  
آنکه یکسره را کرد  
تعلق را با  
اعمال  
و ایت کرده

تعلق روح بقالب می بایست تا آلات کمال معرفت کتساب کند که بر کلیات و جزئیات غیبی شهادت بدارد  
و قوت توان یافت و حق را بصفت زراتی و روحانی و جسمی مخفاری و ستاری و منعی و مبینی و توانایی  
درین حالت توان شناخت در تربیت روح بعد از این آلات بمقامات توان رسید و معرفت که از عالم ارواح  
این آلات حاصل نشدی از شهادت و مکاشفات و علوم لدنی و انواع تجلی و تصرفات جذبات و حصول  
بصیرت خداوندی و اصناف معارف که از هر یک شمه نموده شده است فاما شرح آن در ابطاق آسمان زمین  
نگنجد چهارم حالت مفارقت روح از قالب می بایست از دو وجه یکی آنکه الایشی که از صحبت نفس و اجسام  
حاصل کرده است در مفارقت آن بتدریج از دو چیز دو انسی و الفقی که با جسمانیات گرفته است به روزگار بگذارد  
و دیگر یاره با صفات روحانیات افتد و این معنی با روح سعادت باشد که خلاصه آفرینش اند و آنکه بصفتی که از  
آلت قالب حاصل کرده است بی مزاحمت قالب از حضرت عزت برخوردار و معرفت قریب شود بی شوائب  
بشریت و کدورت خلقت دوم آنکه ذوقی دیگر از معارف غیبی بواسطه آلات کمتهی قالب در حالت بی قابلی  
حاصل کند که آن ذوق در عالم ارواح هم نداشت زیرا که آله ادراک آن نداشت و در عالم اجسام هم نداشت  
زیرا که آنچه می یافت از انس حجاب قالب می یافت اکنون چون بی مزاحمت قالب یا بذوق دیگر و در  
شخص انسانی بر مثال شجره است تخم آن شجره روح پاک محمد است که اول با خلق اسرار روحی چنانکه ابتدا آن  
تخم پنجمی درخت بر زمین پدید آمد همچنین از تخم روح پاک محمدی پنجمی عالم ارواح و ملکوت پدید آمد پس  
شجره جسمانیات ازین پنجم باره زمین عالم محسوس ظاهر شد و از شجره جسمانیه برگه های حیوانات بر شاخ  
پس ثمره انسانیه بر سر شاخ شجره کائنات پدید آمد همچون ثمره که بر درخت باشد ذوقی دیگر و چون انگور زرد آلود  
چون این درختی باز کنی مدتی در آفتاب بگذاری تا بتصرف نظر آفتاب انگور مزین شود و زرد آلود برگشته گردد و ذوقی  
دیگر و اگر بر درخت تصرف نظر آفتاب می یافت اما تاباری و طینت شجره داشت از خاصیت طینت شجره  
چیزی بماند نظر آفتاب جمع می شد و در انگور طبعی و خصوصیتی باقی می بود اکنون که تصرف شجره از قطع شد  
مویز گشته حلاوتی دیگر و بتاثریت آفتاب بی زحمت شجره یافته است ابتدا و در تربیت یا قتل شجره محتاج  
بود اگر شجره نبودی بجز و تصرف نظر آفتاب انگور پدید نیامدی و چون انگور بر شجره بچیده شدی بر درخت بمقام

کمال میریزی نرسیدی اینجا انگور از درخت باد باید کرد و با قالب آنرا پرورش باید داد تا میوه شیرین شود پس  
 همچنین روح را ابتدا پرورش نگرگی کرده بشجره قالب حاجت که چون بکمال نگرگی رسید بادام که قدم در طینت  
 شجره قالب است اگر چه از نظر آفتاب عنایت حق مدوی یافت اما خاصیت طینت شجره قالب هر قوی غنی ازین  
 ازین کردار مزاحمت می نمود و از لیلخان علی قلبی و ذوقی که از معارف حق می یافت بی حوصله و رطوبه صفات  
 قالبی نبود اکنون روح را نمره کردار از شجره قالب مفارقت باید داد و یکپندی تصرف آفتاب آبی بواسطه حرارت  
 طینت شجره قالب باید که در ابتدا چون بکمال نمره انسانیت نرسیدی در عالم ارواح قابل تصرف آن نظر را  
 نیامدی و نیز بصفت میستی حق عارف حقیقی جز بواسطه مرگ صورتی نتوان شد و در اینجا اسرار دقایق بسیار است  
 که کتاب بشر آن در فکند پنجم حالت عاده روح بقالب نیست از ان سبب که کمال انسان در آنست که در جنگلی کمال  
 غیب مشاهدت دنیا و آخرت بخلافت خداوندی متصرف باشد و از انواع تنگناست که در هر دو عالم از برای او ساخته  
 که اعدت لعبادی الصالحین بالا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علی قالب بشر بر خوراری کمالان باد و این  
 تنگناست بعضی روحانی اند و بعضی جسمانی آنچه از تنگناست جسمانی است جز بواسطه آلات جسمانی در آن تصرف  
 نتوان کرد پس قالب جسمانی دنیاوی فانی را بزرگ آخرتی نورانی باقی حشر کنند که یوم تبدل الارض غیر الارض  
 اگر چه همان قالب باشد اما نه بدین صفت که دنیاوی بود قالب دنیاوی را از چهار عنصر خاک باد و آب و آتش  
 ساخته بود و اما آب و خاک بروی قالب بود که من طین لازم که این هر دو محسوس است که حاسه بصر در آن  
 کند و در قالب شکن بود این قالب در آخرت که عالم لطافت است هم ازین چهار عنصر سازند اما باد و آتش  
 را قالب کنند که هر دو لطیفه است و خاک آب را مخلوب کنند یا ممکن گردانند تا قالب نهایت لطافت  
 باشد و مومن را آن نور که امر و زور دل او ممکن است بر صورت او قالب کنند که سعی نور هم بین ایدیم و اشارت  
 یوم تبیض مجوه و شود و جوه بدین معنی است پس قالب چون لطیف نورانی باشد مزاحمت روح را نماید زیرا که پنجه  
 ازان رحمت تو که کردی تصرف و نزع غنائی صد و دهم من حل کزوی بیرون برده اند همچنانکه آگینه از جواهر سفید  
 خاک که در صورت بیرون برده است و او را شفاعت صافی گردانیده تا ظاهر و باطن او یک رنگ شده است  
 از ظاهر آن باطن آن توان دید و از باطن آن ظاهر آن می توان دید که یوم تبلی الشکر از اشارت بدین معنی است

له

بما نود

براس

بنگلان

لایون

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

بهره

که آنچه در باطن هست بر ظاهر پیدا شود و در حدیث آمده که در مغز استخوان پستی توان دید از قایت لطافت پس  
 قالب را بدین لطافت حشر کنند تا از تنجات هشت هشت استیفا و حفظ خویش می کند و از آن هیچ کدورت تولد  
 نکند که فراحت مشاهدات روح تواند نمود و نیز به صفت محیی حق جز بواسطه الحیا و صورتی عارف حقیقی نتوان شد  
 قل یحیی الذی انشأه اول مرة روح را بعد از آنکه در صحبت قالب پرورش کمال یافته بود و آلات معرفت  
 تمام حاصل کرده و از قالب مفارقت داده و در نهاد عالم غیب بتابلش نظر عنایت ترتیب یافته و آرایش جسمانی  
 از او بتدریج محو شده و از فیض حق ذوقها بریواسطه گرفته که بر زقون فریبین با آیتهم امد من فضل و قوی تمام حاصل  
 کرده به عالم قالب فرستند تا بواسطه آن آلات جسمانی در کل ممالک مالکیت ملکیت تصرف می کند و در مقام بیوطلی  
 از تنجات روحانی و فراحت آلات جسمانی استیفا و حفظ و فری نماید و ذوق کمال معرفت قربت مقام عنایت  
 فی مقعد صدق عند ملک مقتدری یا بدینچه که در روح جسم را از کار خویش شاغل بود و نه جسم روح را از کار خویش  
 شاغل بود و لایشفای شان عن شان لاجرم عنوان نامه حق بدو این بود که من الملک الحق الذی لایموت الی الملک  
 الحق الذی لایموت و فرق میان بندگی و خداوندی درین مقام آنکه او سبحانه تعالی درین ممالک به استقلال  
 و اصالت تصرف بود و به احتیاج آله و بنده به نیابت و خلافت تصرف بود بواسطه آنکه او العا علم این است  
 اشارت بس بود بآتی اسرار الهی را اجازت افشا نیست که افشا اسرار بوبیت کفر عرفها من عرفها و جهلها  
 من جهلها کذا فی مصداق العباد و صل انسان را بعد موت سه حالت و میدهد -  
 اول حالتی که بمجد جدا شدن روح از بدن خواهد شد که فی الجمله از حیث سابقه و الفت تعلق بدن و دیگر  
 معروفات از انبانی جنس خود باقی ست و آن وقت گویا برنخ ست در میان زندگانی دنیا و استغراق عالم قبر  
 که چیزی ازین طرف و چیزی از آن طرف از و بعینه مثال وقت بقای شفق ست هنوز تصرفات مخلوقات و آمد  
 و شد آنها منقطع نگردید و جانداران همه بیدار و حساس متحرک در بقایای اعمال روز مشغول این حال حالت  
 انکشاف و جزای بعضی از نیکیهها و بدیهاست و مدو زندگان بمرگان درین حالت خود تری رسد و مردگان  
 منتظر حقوق مدو ازین طرف می باشند و چنان گمان می برند که هنوز زنده ایم و لهذا در حدیث شریف در احوال قبر  
 وارد است که مرد مسلمان در انجای گوید و دعوی اصلی بگذارد و ما را بخوانم و نیز وارد است که مرده در این حالت

مخبر

مشغول

تسلیمند

حالتی

مع

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر

مستحضر



مانند غریبی است که انتظار فریاد داری بر دو صدقات و ادعیه و فاخته درین وقت بسیار بکار آید و ازین است که طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چله بعد موت درین نوع اندوگوشش تمام می نمایند و روح مرده نیز در قرب موت در خواب عالم تمثیل ملاقات زندگان می کند و انی لضمیر خود را اظهار می نماید.

و دوم حالتی است که بعد از انقطاع تعلق زندگانی دنیا با کلیه دوی و بدو مستغراق عظیم در مشاهد کیفیات کسوی خود از نیکی و بدی او را حاصل می گردد و قوی مد که متصرف او ازین عالم گسسته شده آن طرف متوجه می گردند و حرکت مصنوعی او ازین جهان مطلقاً بی کاری شود و این حالت مثال تاریکی شب است که بعد از زوال شفق هجوم می کند و مردم را خواب و غفلت حواس و حرکات لاحق می گردد و از الوقات و کسوبات و از مطلقاً غافل می شوند و آری آن الوقات و کسوبات از ظاهر بدین انتقال کرده در باطن بدن جمع می شوند و روح آنها را در صورتهای رنگارنگ مطالعه می نماید و تملذ و تامل می گردد و این حالت عوام مردگان است و بعضی از خواص اولیاء الله را که اگر چه تکمیل و ارشاد بنی نفع خود گردانیده اند درین حالت هم تصرف در دنیا داده و مستغراق آنها بجهت کمال و وسعت مدارک آنها مانع توجیه باین سمت نمی گردد و او اسیان تحصیل کمالات لطیفی از آنها می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنها می طلبند و می یابند و زبان حال آنها در آن وقت هم مترجم باین مقالات است مصحح من ایم بجان گرفتاری بن تن -

سوم حالتی که بعد از حشر و نشر ظهور خواهد کرد مانند آفتاب ایام بیض که حجاب تاریکی را دور کرده نیک و بد اینهارا با انواع اظهار جلوه گر خواهد نمود و هر کس در نافع و ضار و دوست و دشمن و زهر و تریاق امتیاز خواهد کرد و در همین حالت است دادن نامهای اعمال ظهور عمل نیک و بد بصورتها گوناگون و وزن اعمال و حساب نیکی و بدی و دیگر وقایع بسیار و منتهای باین حالت زندگانی دیگر است که اتم و اکمل از زندگانی این جهان است اما چون آن زندگانی تغییر و تبدل ندارد یکسان ستم و غیر منقطع است مثالی برای او نیست که در معرض قسم آورده شود بلکه آن زندگانی از قبل حالات متجذبه و مبتدله هم نیندازد و مقام بیان آن حالات آورده شود بنا بر آن همین سه قسم کثافه فرموده مضمونی را که انبیا آن منظور است ارشادی فرمایند که لکین بطبقا من طبق یعنی البته شما همه سوار خواهید شد بر حالی گذشته از حالی یعنی اول بعد ازین دنیا در حالی خواهید بود که آن را

رجوع الی الله خواهند نمید بعد از ان از انحالت گذشته بحالتی دیگر خواهید رسید خواهید داشت که حالت جمع  
همین است و حالت ماسبق تمهید این حالت بود و علی هذا القیاس تا آنکه در پشت دوزخ مستقر شوید و سفر منقطع  
گردد و بعد از ان اقامت دائمی نهائید و برای آنکه گذشتن درین حالات مشابه قطع منازل و طی مراحل است لفظ  
رکوب اگر بمعنی سوار شدن است درین مقام استعمال فرمودند و چون این حرکت حرکت صعودی است که از خاکدان  
پست بر قوت گاه عالم بالا میرود و حالات و منازل آن را طبقاً عن طبق ارشاد فرموده اند زیرا که طبقاً عن طبق  
تو بر تو را گوین چنانچه هفت آسمان مشهور است و طبقات عمارات نیز در زبان عرف رایج و چون لائل این  
انتقالات هر روز و شب هر سال ماه در نظر خاص و عام جلوه گریست و ایمان نیار و دن کافران و باور نکردن  
اینها مسخ این حالات را بعد از موت استبعاد فرموده و ارشاد می کنند فالهم لایومنون یعنی پس چیست این  
کافران را که با وجود این بیان واضح و تمثیلات جلیه ایمان نمی آرند و باور نمی کنند که ما را بعد از موت نیز رجوع  
و سفری در پیش است و هم آن سفری خورد و نوشته برای آن برنی دارند و بضر و نفع آن عالم که منتهای این  
سفر است متنبه نمی شوند انتهی کذافی تفسیر فتح الغیر و حمل در بیان چیزهایی که انسان را برای تکمیل  
نفس انسانی ضرور است بدانکه نفس انسانی چون متوجه تکمیل خود می شود در هر کار از علم و عمل و صنائع  
و حرفتهای خود محمود باشد یا مذموم نیک باشد یا بدافع باشد یا مضار و از طی این مراتب هیچگاه ناچار نیست  
بماوی کمال آن مطلوب خود برسد و رتبه تکمیل در آن فن پیدا کند.

مرتبیه اول آنست که خود را از چیزهایی که منافی آن مطالب اند بکشد و درین حالت او را مجاهده عظیم پیش  
می آید که طبع او آن منافیات را می خواهد یا شرع بآن منافیات می فرماید یا عقل بسوی آن منافیات میکشد  
و این کس بر خلاف طبع یا عقل یا شرع خود در تحصیل آن مطلب مشغول می سازد و ازین حالت تعبیر فرموده اند  
بکشتیدن پر زور و محکم که مدلول و التنازعات عواقب باشد و چون این حالت نسبت بشهوات نفسانی واقع شود  
آن را در عرف اهل سلوک توبه و مجاهده نامند.

دوم آنست که بسبب مشق آن شغل و انسیت بآن نشاطی و سروری پیدا شود و در آن کار دل او غیبت  
کند و اگر از آن کار مدتی بازماندنی اختیار اشتاق آن کار شود و کنا کش خطرات و دواعی باقی نماند و دیگر صحبت

مصرف آن شغل شود و ازین حالت تعبیر فرموده اند به نشانه آن را در لغت هندی اسمنگ گمینه در اصطلاح  
 اهل سلوک این حالت که در طلب راه خدا پیش می آید را داده و شوق و ذوق نامند و عقده کشائی مشکلات  
 این راه از همین صفت است اما بدون صفت اول حصول آن حقیقت ممکن نیست زیرا که این حالت بعد از  
 کشاکش بسیار حاصل می شود.

سوم آنست که مهارت تام در آن شغل پیدا کند و بی تکلف آن کار را زود سرانجام گیرد و بسبب کثرت ورزش  
 ملکه گردد و ازین حالت سیاحت که بمعنی شناوری است تعبیر فرموده اند زیرا که در شناورد آب بی تکلف شست  
 سیری کند و این حالت را در عرف اهل سلوک سیر احوال مقامات نامند و ادنی حد کمال همین حالت است  
 که قبل ازین مرتبه طلبی و تلاشی بیش نیست حصول مطلب ازین حالت شروع شد.

چهارم آنست که در آن کار به پیشمان و اقران خود سبقت نماید و آنچه از دیگران در آن صنعت و فن نیاورد ازین  
 سرانجام پذیرد و این حالت کمال اعلی است که از آن سبقت تعبیر فرموده اند و در عرف اهل سلوک این حالت  
 را طیران و عروج نامند. پنجم آنست که جمیع حدود کمال اعلی کرده و تکمیل رسد و در آن کار مقتدا و عقده کشا  
 گردد که دیگران از او حل مشکل خواهند

خواهند و بشورت و تدبیر او در آن صنعت بوی رجوع نمایند و ازین حالت باین عبارت تعبیر فرموده اند فالکد برآ  
 امر او در اصطلاح اهل سلوک این مرتبه را مرتبه رجوع و نزول و دعوة الخلق الی الحق و مرتبه تکمیل و ارشاد گویند و این  
 پنجم مرتبه در هر طلب از خیر و شر و در هر کیفیت از کیفیات محمود و مذموم نفس انسانی را پیش می آید و بعضی  
 از نفوس بسبب تصور استعداد یا سنج موانع جمیع این مراتب پنجگانه قصوری کنند و بر یکت یا دو یا سه  
 یا چهار مرتبه قناعت می نمایند و بعضی بتوفیق یا خد لان جمیع مراتب اعلی کرده میروند و مقتدای عالی  
 درینکی و بی و هدایت و ضلالت می گردند و چون در سوره عم قیامون اشاره اجمالیه باین مراتب نفوس  
 انسانی واقع شده بود که قانون افواج درین سوره از ابتدا تفصیل آن مراتب منظور شد اما بصورت قسم  
 صحاب آن مراتب آوردند تا بظلمت صحاب آن مراتب دلالت کند و نیز اشعاری بوجوب قیام قیامت  
 برای ظهور آثار آن مراتب حاصل آید که در دنیا آثار آن ظاهر شدن اسکان داشت چه نشانه و بنا تحمل آن ظهور است

باز قسم قید بظرف زمان آمدن قیامت ساختند تا معلوم شود که قسم بآن مراتب و صحاب این مراتب در همان وقت  
 است و همان قید است زیرا که قبل از آن وقت و بی ملاحظه آن قید قابل قسم نیستند پس بوم ترجمت الراجعه ظرف  
 است متعلق بفعل قسم که حرف قسم بر آن دلالت می کند و مجموع این ترکیب مانند ترکیب القم از لقسق و لیل از لشی  
 و آنها را از تجلی امثال ذلک شد گویا معنی کلام چنین است که قسم می خورم باین جماعات که موصوف باین صفات  
 اند و روز قیامت قائم شود و آثار این صفت ظهور کند و کسانی که موصوف بصفت اول اند بغول جدا بیایند  
 و احکام ایشان برنگی ظهور کند و کسانی که موصوف بصفت دوم اند بغول دیگر باشند با احکام دیگر علی بن ابی القیس  
 کسانی که مجموع دو یا سه یا چهار یا پنج صفت موصوف اند و غولهاست متفرق با احکام و اوصاف مختلف حاضر شوند  
 و مرتبه هر یک ای لعین اهل محشر گردد و کارخانه امتیاز و فصل صورت گیر و متبا به آنکه شخصی در برج لشکری گوید  
 که قسم بر لشکر فلان امیر چون روز جنگ شود و تقارن بنوازند و تقیبان منادی کنند و رساله داران مثل مثل غل غل  
 سوار شوند و در برج و فتری بگویند که قسم بدر بار ظلم و زیر روز یکم پکری برپا شود و مردمان حاضر شوند و قلمه اند  
 کشاده شوند و متصدیان خالصه و تن و بیوات خانه سامانی و ستمفاد و تقسیم و باز یافت پایه سپا نشینند و غول  
 کارگردند و چون طی این مراتب پنجگانه اگر قناری در یک مرتبه دو مرتبه و سه مرتبه و چهار مرتبه از این مراتب نفوس  
 انسانی مختلف و مختلف است بعضی را درین امور جز از سلوک اده خدا یا تحصیل کمال علمی تکلیف تقوی و طهارت  
 و یا جاد با اعداء و مانند این صفات و کمالات حاصل می شوند و برخی را در امور قبیه مثل فسق و فجور و کفر و بیعت  
 و ضلال و کجائی و مانند این ذلک و حیانت است میدهند لاجرم روز محشر هر یک یک با کافر و مسلم در یکی از محاب  
 این مراتب محشر و در زمره آنها محدود خواهد شد چنانچه احادیث صحیح بر آن دلالت دارد و جاست فرمود اند و غیره

این مرتبه را  
 در محشر

۴

فقیهها و جاست فی زمره الشهداء و در حق کسانی که مطعون مرده اند تنازع و تجاذب شهداء و المومنین علی القرائین  
 مشهور و معروف است و در جانب شریک و گمراهی نیز معلوم بر همه اصحاب این مراتب من ای تقسیم کلوا الرکان  
 بوم الفصل و الامتیاز اند و باین جهت که ظهور عدل مجازات الهی در ایشان ظهور خواهد شد قابل این چنین قسم نشد  
 گونی حدای قسم بعضی از اقسام آنها مطرود و ملعون و مغذوب اشتقیا باشند زیرا که نظر درین جا بابتی است که مجازات  
 بوجود آنهاست نه بذات و صفات آنها فی انفسها این معنی را نیک باید فهمید که پس دقیق است و تصدیق بآن

نزد دنیا بدود و در لفظ قرآن که جاسی و غیر فرموده اند و لا تقسم بنفس اللوامه تا مل باید که تا استبعاد دفع شود استی  
 در جامع الاصول آمده که قوم را در قطع مسافت نفس و رسیدن سوی حقیقت و طریق اند و مردمان بحسب آن  
 دو فرق اند فرقه در طریق جلالت و آن استحال یا ضلالت و ترکیب اخلاق است و این کسان اگر آن اعمال از شرع  
 شریف گرفته اند پس صوفیانه و در نه اشراقیون از حکمای الهیین اند و فرقه در علوم و بحث آمده اند و در آن اگر  
 مستند اند به شریعت پس مشکون اند و در مشاؤون سیدی احمد زروق فرموده که فریق اول می گویند که نفس در اصل  
 نشاء خود همچو آئینه صاف و پاک است که در آن تجلی می شود هر چیز که مقابل او شود از ماضی الوجود و آینده وجود  
 لیکن نفس از آن تعویق داده شده است یکی از دو امر بصورت احوال بطور شهود و اعتماد و مستند و انصراف  
 نفس از مقصود بسبب توجیه بسوی غیر او از علوم و علیات و غیر آن از آنچه بازی گرداند نفس از مقصود باطلع  
 آن مقصود و نفس پس اگر نفس صاف گشت در امر اول هر آینه بیند رفیع حجاب خود را و اگر متوجه شود بدوم  
 هر آینه بیند فی حجاب خود را و اما در آینه باز داشته شده است یکی ازین هر دو پس نفس باز گردانیده شده است  
 از مقصود پس ممکن نباشد وصول بدو از اینجا گفت صاحب حکم که چگونه روشن شود قلب صدور احوال که مستطیع  
 اند و آئینه او یا چگونه صحت کند سوی حق در حالیکه او متعبد است بشهوات خود یا چگونه طبع دارد آنکه داخل  
 شود در نگاه حق و او پاک نیست از نجاستهای عقلات آیا چگونه امید دارد که بفهمد و قانع اسرار را حالیکه او توبه  
 نکرده است از معصیات دنیا و فریق ثانی اهل طریق بحث و اشتغال بعلوم اند و ایشان معالجه نفس کنند بطریق علم  
 و عمل زیرا که درین انوار نسیم دفع می شود آنچه وارد می گردد و او از تاریکی شک و کدورت صلا و فروع بافت  
 آن و گفته که علم امام عمل است و عمل تابع علم است و فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که علم تعلم آید و علم تعلم و هر که طالب  
 خیر بود یا بد و هر که از شر بریزد نگاه دارد و او را هر که عمل کند یا آنچه میداندی بخت حق تعالی او را علمیکه او نداند پس  
 علوم محتاج الیه چهار اند علم ذات و صفات و علم قوه و فتوی و علم تفسیر و حدیث و علم حالات و منزلات و آنچه  
 جاری است در آن از آداب و معاملات و صل با کمال ترکیب نفس و تصفیه روح و تطهیر ذات صورت نه بند و الا از  
 ریاضات و مجاهدات الذات حیوانیه که مستعلیه اند بر روح و شهوات جسمانی که مستعلیه اند بر نفس و قاذورات  
 طبیعت که مختلط اند بذات همه رفع شوند و استیلا بر روح و نفس دست دهد و فحش از جمیع احکام ظلمانی و حرام

جسمانیه پیگیر گردد و این ممکن نیست تا روح از شواغل غصه بریزد و نگردد و نفس از شهوات حیوانیه منقطع نشود و هفتاد و  
 نهم طبعیه دفع نشود و نفس از زرائع نیویه که به فعل الساقطین و درکات بحین ساند محفوظ ماند پس بعد از تحریر  
 ضرورت از اقامت و مستقامت بر ادعای شریعیه و گریز از نواهی آن و در جمیع امور اتباع به آثار صحابه و تابعین و  
 سلف صالحین ترک کند این نیامی و بی زحمت و بلا اقبال و ضرورت و ترک کند خجالت با اهل دنیا و طالبین آن و اختیار  
 کن عزلت و ملازمت کند گرسنگی تشنگی اودا و مت نماید پر شب بیداری و نگردد الا بحاجت و مخالفت کند نفس  
 را در جمیع امور ترک دهد و هوای نفس او متوجه شود در جمیع اوقات تمامه آنات بحجاب حق و اعراض نماید از اسوا  
 و سالک از دوام ریاضات و مجاهدات تصفیه از کدورات غصه بریزد و ترکیه نفس از قاذورات طبیعت و تطهیر ذات  
 و احداث معنویه که مانع اند از قرب حق جل جلاله عطا گردد و درین تیر و محفل مستغنی و قوامی نسیم و مستقامت به واس  
 به راه راست اشراق بایضات محبت و تجوهر روح با نور الهیه تقدیر وقت گردند و بعد از این عارف گردد و نفس  
 خویش و مشاهد پروردگار خود و تجلی شود حق تعالی بر دوام در ظاهر و باطن وی و در هر حال بحق باشد و این  
 بود دیدن محفل در محفل و مضمون صدق شعن لی مع الدوقت لایستنی فی ملک مقرب لابی مرسل  
 و نیز بدانکه طرق تزکیه و تصفیه بسیار اند و بهر این گفته شد که طرق الی الله بعدد انفس خلایق اند و اصول آن طرق  
 بشمار اند و ذکر و مراقبه و توفیق قلبی بعد سائر عبادات بدیهه از نماز و روزه و حج و عبادت مالیة از کثرت  
 چشمت پس ریاضات حکمیه و تجربه نفس از شواغل و نیویه و علائق دنیوی و کم خوردن و کم گفتن و کم خفتن و عزلت  
 و غیر آن از امور ریاضیه و نیز بدانکه ریاضات مفید و مقرب الی الله خواهند بود و اما وقتیکه موافقت شریعت است باعت  
 سنت نموده شود چنانکه فرمود حضرت جنید رضی الله عنه که راه با همه بر خلق مسدود اند مگر هر کس پیروی کرد اثر رسول الله  
 صلی الله علیه و سلم را پس در آن وقت که هر که اراده قرب حق کند از ریاضات حکمیه باید که اقتضای شریعت را  
 و متبع باشد سنت حسنه را تا که ریاضات او نتایج بوند مقرب الی الله و معرفت او پس بسبب عدم اقتدا و ترک  
 اتباع گمراه شدند ریاضت کنندگان ریاضات اختراعیه از نو بدایت و معرفت حق با وصف غور کردن نشان  
 نور تزکیه نفس باین ریاضات شاقه فائده نبرد داشتند بلکه فاسد کردند عقائد خود را هرگاه که غور کردند در ریاضات  
 زیرا که هر که ریاضت او مطابق شریعت نخواهد بود و نه از متبع سنت خواهد بود پس اولاد تقربات الی الله و معرفت او

برو نخواهد بود و حاصل وقت او نخواهد بود و بجز او بام فاسده و خیالات کاسده که اینها محض بی فائده اند و اینها را  
 در حضرت حق قبول نیست بلکه صاحب پیچ ریاضات خلالت شریعت خارج از طریق خواهد بود و وصل بجای لغت  
 نفس را گویند و بعضی منع نفس را از مالوفات و مجامده برو و قسم ست مجامده عوام که توفیق اعمال ست مجامده خاص  
 که تصفیه احوال ست چه که گرسنگی و شب بیداری سهل آسان ست به نسبت تبدیل اخلاق مذمومه و مجامده فی الله  
 از عظم اسباب حصول شهادت قال الله تعالی والذین جاهدوا فینا لنهینهم سبلنا و قال علیه السلام المجاهد من جاهد  
 نفسه فی طاعة الله حضرت ابو علی خاق گوید که هر که بیاراید ظاهر خود را بجای بیاراید حق تعالی او را به انوار مشاهده  
 حضرت ابوعثمان مغربی در گفته که هر که گمان برد که چیزی از طریقت بلا مجامده بر نکشفت می شود او غلط کرده است حضرت  
 حسن بصری رح می فرماید که بنای طریق بر سه چیز است نخوردن الا وقت فاقه و نخفتن الا بطلبه خواب و نگفتن الا بصورت  
 حضرت ابراهیم ابن ادیم در فرمود که درجه صالحین حاصل نمی شود تا ازین شش عقیده در گذرد و  
 اول آنکه باب خوش عیشی بندد و در و در شدت کشاید

و دوم آنکه در عزت بند کند و در ذلت کشاید

و سوم آنکه در راحت بند کند و در مشقت کشاید

و چهارم آنکه در خواب بند کند و در بیداری کشاید

و پنجم آنکه در توانگری بند کند و در فقر کشاید

و ششم آنکه در امید بند کند و در آما و گی کشاید انشی آس

قدم زین هر دو بیرون نه اینجا باش و نی اینجا  
 بهر چه از دوست امانی چیز رشت آن نقش چه زیبا  
 نشان عاشقان باشد که خشکش بینی از دریا  
 مکان کز بهر حق جوی چسب با بقا چه جا بکسا  
 مدد محروم جا بل را بر اس طبع او شرم  
 بهر حرف از بهر آن آمد که دزد دس چادر سلما

مکن در جسم و جان منزل که این بون سنان والا  
 بهر چه از راه باز آفتی چه کفر آن حرف چه ایمان  
 گواه در هر دو ان بین که مردش بینی از دوزخ  
 سخن کز راه حق گوی چه سربانی چه عبرانی  
 مگو مغرور غافل را بر لے امن او نکته  
 نه حرف از بهر آن آمد که سوز زهر زهر

لا  
 جاهد  
 آنکس  
 است  
 کن  
 از نفس  
 خود در  
 عبادت  
 الهی  
 ۱۲





نفس مضبوط وی چندان سبالفه کنند و اغراق نمایند که در ضمن مطاوی آن مخالفت حق لازم آید و سلب  
 قوت چندین طاعات و عبادات گردد و بعضی از سنن و نوافل که نفس آن الفت گرفته و احتیاد کرده باشد  
 نیز ترک و هتد اگر چه این نیز در باب علاج نفس نافع افتد و اثری داشته باشد لیکن سلوک این طریق تهیج و انارت  
 باطل کند و صاحبش را به راه عکس مقصود و بر دو طریق مشایخ شاذ لیه است که هدایت طالبان تربیت یرد  
 بر و انقت طبع و ملاحظه رفق و راحت ایشان کنند و علی الفور از حالت سابق اخراج شان نکنند و تشدید  
 در مجاهده و ریاضت نفرمایند و او را اشتغال بدینچه لایم طبیعت و موافق مزاج طالب افتد و دلالت نمایند و  
 مشغول سازند بر رفق و راحت و بتدریج و آسانی بمنزل مقصود رسانند و ایشان میفرمایند که هر که سیروی دین  
 راه بر و انقت طبع و شاکله وی افتد و وصول وی بدرگاه قرب سهل آید و هر که بر خلاف حرکت طبعی و باطل از  
 بعد وی از حیر طبعی طبیعت سیرش بطی تر بود و وصولش و ترافتد شیخ ابن عطاء الله اسکندری صاحب کتاب  
 الحکم فی راج العروس می گوید لا تأخذ من الاذکار الا ما یحبک القوی النفسانیة علیہ بحبه و قلب الوقت شیخ  
 ابوالحسن شاذلی که امام و مشتهر سلسله شاذلیه است میفرماید که کشش من و کاک علی را حاکم و در بیان  
 معنی این حدیث که لیستروا لولا لا تقصر و فرموده اند هر که ترا بدینار همنونی کرد و در حق تو خیانت کرد و هر که ترا نسبت  
 مجاهده و ریاضت خواند و تعب و رنج انداخت و آنکه بخدا راه نمود و به حقیقت ناصح و خیر خواه تو است لا جرم  
 مرشد و می باید که اعجاز حقیقت بر دست وی باشد تا نفوس عامه اهل رودگار را که حقیقت الهی و باری  
 خیال کرده اند و هرزل را با جهل و آینه تبه و اعجاز و قوت تصرف همچنان در هم شکند که مجال نفس ایشان تنگ  
 آید حتی اذ اضائق علیهم الاض با حجت و ضائق علیهم نفوسهم فلو ان اللجان من الله الا الیه تم علیهم  
 روی زمین در تیرگی منکران عشق محتاج شست و شوی گردید بجاست نوح  
 که انی برج البحرین وصل باید که کتاب یا صیات و مجاهدات از تعلیم شیخ کامل نماید چه که عادت ادب جاریست  
 که تظلم از نجاسات معصیه و اذناس طویه و حضور خستوع و در صلوات و سایر عبادات میسر نگردد و بدون سلوک از  
 شیخ کامل عالم بعلاج نفسانی و حکمت معاملات آن علما و ذوقا و تجربه تا بلکه اگر متبای اخلاق و سیمیه کتب  
 این فن یابد کند نمی تواند شد که از احتیاج تربیت شیخ مستغنی گشت باشد مثلاً بعضی اگر نخواهد که باطل الکتاب  
 را از ایشان

له گراد  
 ادکار و گزافه  
 کفر و تها  
 نفسانی تراد  
 کذب و ان بر  
 است  
 کسی است  
 راه طایه  
 تر و راحت  
 قوی  
 آسان کنند  
 و در شاذلیه  
 است  
 آنکه تنگ شد  
 بر ایشان زمین  
 با وجود و زانی  
 آن تنگ شد  
 بر ایشان بجا  
 ایشان در شند  
 کبابی نیست  
 از خدا که  
 او را خدا  
 رحت و توفیق  
 ایشان

معالجه خود کند سیر نشود چنانچه بعضی قاروره دلائل بر احوال بدن از واقع دلائل بر احوال نفس دارد و لهذا  
 سالکان اوقات خود بر شیخ عرض دارند و شیخ ترقی و تنزل نفس معلوم کند و بطریق آن تعیین ذکر و غیر آن فرماید شعرانی  
 در انوار قدسی گوید که اهل طریقت اتفاق دارند بر وجوب گرفتن انسان بهر خوشی را که راه نماید اورا بسوی دور شدن  
 صفاتیکه انحراف انسان اندازد بارگاه حضرت رحمن در دل وی تا که نماز او صحیح گردد از باب آنچه تمام نمی شود واجب مگر  
 باو پس آن واجب واجب است و شک نیست که علاج مرضهاست باطن واجب است چنانچه شاهان و آیات  
 و احادیث آمده در تحریک آن و وعده عذاب بر آن پس استنباط شد که هر که گیرد شیشه برای خود که راه نماید اورا بسوی  
 برآمدن ازین صفات پس او تا فرمان است خدا و رسول او را زیرا که او راه خواهد یافت بطریق علاج و اگر تکلف  
 کند بلامرشد نفع نیابد اگر چه یاد کند هر کتاب پس او مثل آن کس است که کتابی در طلب یاد کند و نشناختنزل  
 و او را بر مرض پس هر که شنود او را در حالیکه او بخواند در کتابی گوید که این طبیب عظیم است و هر که بیند او را هر گاه  
 که پیریبده شود از نام مرض کیفیت از او مرض هیچ ندانند پس باید که گشایشی بهر خود و عاصی شود و بیندیشد بابت  
 آخرت و در روزان خود را از آنیکه گوئی که طریق صوفیه در کتاب و سنت نیامده است که این کفر است زیرا که آن  
 طریق همان اخلاق محمدیه و سیرت احمدیه و سنت الیه است و در احوال مرضیه گوید که امام احمد بن حنبل پسر خود را  
 می گفت ای پسر لازم گیر حدیث و محالست با آنها که نام نهاده شده اند بصوفیان چه که کثری از ایشان جاهل  
 اند با حکام دینی پس هر گاه صحبت با حمزه بغدادی گیرد و شناخت احوال قوم را پسر خود را گفت که لازم گیر  
 محالست این قوم را که افروزدند میان بر اکثریت علم و مراقبه خشیت و زهد و علمت و امام شافعی با صوفیه  
 نمی نشست وی گفت که فقیه فحاش است در معرفت اصطلاح صوفیه تا افاده کنند اینها و او را از علم چیزی  
 که نزد او نیست و این امر افاضه حضرت صاحب قبا لحن و مجتهدین نبودند و در ضرورت بود که حضرت مجتهدین  
 او و یاران از کتب استنباط می کردند و مردم را از اتفاق رویا عیب می رسانیدند چنانکه در مسائل فقهیه کرده اند  
 و عاقل نمی تواند گفت که در احمدی از آنکه صفتی ازین اوصاف معاذ الله دیده باشد و اگر شاذ و نادر درسی  
 بود و در سلسله آن از کتاب و سنت استنباط کرده فی الفور از آن محبت حاصل می کرد پس حاصل شد که بر هر کس  
 که مرضی از امراض باطن علیه کند شیخی جوید که او را از آن در طلب برساند و اگر در تعلیم و بلد خود نیابد بسفرا





این طریق شان درست است باید دانست که هر کس که در دل او بعضی اشیاء بطریق الهام یا نبی خبری  
 در دل افتادن منکشف شود پس آن بجهت صحت طریق عارف گفته خواهد شد و هر که را این امر گاهی معلوم نشود  
 آن ابرار این ایمان باید داشت چرا که درجه معرفت بر انسان امری جلی است و برای او دلائل شرعی و تجربی و حکما  
 موجود اند اما دلائل این اند که حق تعالی میفرماید و الذین جاءوا قینا لنهیمهم سبلنا یعنی ظهور حرکت از قلیت سبب  
 دوام عبادت بی تعلیم بطریق کشف الهام می شود و آنحضرت فرمود که هر کس که بموجب علم خود عمل می کند الله تعالی علم  
 آن اشیاء و اعنایت می کند که او را معلوم نباشد و توفیق عمل کردن میدهد تا اینکه مستحق جنت می شود و هر که  
 بموجب علم عمل نمی کند و بهر آنچه میداند در آن حیران می ماند و توفیق عمل داده نمی شود حتی که مستحق دوزخ می شود  
 و حق تعالی میفرماید من یتق الله یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث یشاء لا یحسب یعنی از اشکالات و شبهات مخرج  
 نصیب میشود و علم و فطانت بدون تعلیم و تجربه عنایت می گردد و فرمود یا ایها الذین آمنوا ان یتقوا الله یجعل لکم  
 فرقا نامر او از فرقان درین آیت نورست که از میان حق و باطل فرق کند و از شبهات بدرود و ازین جهت  
 آنحضرت در او عمیه خویش اکثر سوال نورانیچنین میکردند که الهی هر نوری ده و نور را زیادت کن و درون دل  
 و چشم و گوش من نور عنایت فرما داین را بخاری و سلم بروایت ابن عباس آورده اند تا اینکه اینچنین ارشاد  
 فرمودند که در شمع من و گوشت من و پوست من و خون من و استخوان من نور عنایت فرما و هرگاه از آن حضرت  
 در تفسیر این آیت امن شرح آمده صدره الاسلام فاعلی نور من ربی یعنی شرح صدر پر سید و شد ندا ارشاد فرمودند که  
 غرض ازین فراخی است یعنی نور هرگاه که در دل انداخته می شود پس بهر او سینه کشاده می گردد داین را حاکم در  
 مستدرک بروایت ابن مسعود آورده است و بهر حضرت ابن عباس و عاف فرمود که الهی او را فهم سخن دین عتایت  
 فرما و تعبیر معنی بیاورد این را بخاری و سلم بروایت ابن عباس آورده اند و حضرت علی اکرم الله وجهه فرمود که ما را  
 آنحضرت صلعم امری خفیه نه آموخته اند مگر که الله تعالی بنده خود را فهم کتاب الله رحمت می فرماید و این سخن  
 از تعلیم نمی آید و درین کیت که کوئی الحکمة من اشیاء یعنی تفسیر حکمت بهم کتاب الله کرده اند و درین کیت گفته اند ما  
 سلیمان امری که بر حضرت سلیمان مکشف ظاهر شده بود آن را بفهم تغییر فرمود و حضرت ابوالدرداء را میفرمودند که  
 مومن آنست که او را از نور حق چیزی پس پرده نظر آید و سوگند خورده ارشادی فرمودند که این امر تحقیق است

سلام

بزرگترند

ادب

بیدارند

باساد

فصلی در

درین انجاء

کلمات

صلوات

مسلمانان

الکبریا

ضربید

کنند

شانی

که الله تعالی امر حق را بر دل مومن می اندازد و بر زبانهایش جاری میگرداند و قول بعضی سلف است که غلبه گمان  
 مومن بیشین گونی است و در حدیث شریف وارد است که بر سید از فراست مومن که او بنور حق می بیند و بسوی  
 همین اشارت است درین آیت آن فی ذلک لآیات للتمویم و درین که قدیمیا الایات لقوم یوقنون و حضرت  
 امام حسن از آنحضرت روایت می فرماید که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که علم دو علم اند علم ظاهر و علم باطن پس  
 علم باطن در دل است و علم نافع همین است و از بعضی علمای مفسر علم باطن پرسیده شد فرمودند که آن سرست از اسرار  
 آسمی که حق تعالی آن را در دل محب خویش می اندازد و فرشته یا دیگر کسی را بران آگاه نمی فرماید و فرمود آنحضرت  
 که از امت من بعضی محدثین و مقلیدین اند و عرضی العیبه از آنجمله اند این را بخاری بر روایت ابی هریره  
 بالفاظ دیگر آورده است و حضرت ابن عباس فرمود ما را رسالت من تنبک من رسول لانی و لاحدک نیز فرموده اند  
 و معنی محدث صدیق فرموده غرض که محدث آن را گویند که بر و الهام بود و صاحب الهام آنست که بر و از باطن قلب  
 آنکشاف اشیا شود و حاجت محسوسات خارجی نبود و در قرآن شریف این امر شرح است که تقوی مفتاح هیت  
 و کشف است و همین اعلم بدون تعلیم می نامند چنانکه ارشاد فرمود و ما خلقنا الله فی السموات و الارض لآیات  
 لقوم یتقون بایان للناس فی هدی و موعظه لعلهم یتقون در هایت تخصیص اهل تقوی فرموده شد بایزید غیره  
 میفرمودند که عالم نام آنکس نیست که از کتاب چیزی یاد کند و هرگاه که او را فراموش کند جا بل ماند بلکه عالم آنرا  
 می گویند که علم اشیا از پیش گاه پروردگار علی حلا و قتی که خواهد پرس حاصل کند و همین را علم ربانی گویند  
 و بسوی همین اشارت است درین آیه شریفه و آیتنا من لدنا علما و نه هر یک علم از جانب حق تعالی است  
 فرق این است که بعضی علوم بواسطه تعلیم خلق می شود و نام آنها علم لدنی نیست بلکه علم لدنی آنست که قلب  
 بلا سبب خارجی معاد حاصل شود این لائل نقلی اند و اگر جمله آیات و احادیثی که درین باب ارادند نوشته شوند  
 بیشمار گردند از تجربه آنچه مشاهده این امور شده است بمعرض بیان می آید و آن هم بی نهایت است مصحح  
 و بالعین و بعد ایشان را شده است چنانکه روایت است که حضرت صدیق اکبر هنگام وفات خویش از  
 حضرت صدیق ثانی فرمود که ترا دو برادر رود و همیشه انداخته اند که در آن وقت زوجه حضرت صدیق عالم بود  
 و بعد از آن وقت رسید اشپس قبل از پیداشدن معلوم فرمودند که دختر خواهد شد و حضرت عمر در میان عین خط

در حدیث شریف وارد است که بر سید از فراست مومن که او بنور حق می بیند و بسوی همین اشارت است درین آیت آن فی ذلک لآیات للتمویم و درین که قدیمیا الایات لقوم یوقنون و حضرت امام حسن از آنحضرت روایت می فرماید که فرمود آنحضرت صلی الله علیه و سلم که علم دو علم اند علم ظاهر و علم باطن پس علم باطن در دل است و علم نافع همین است و از بعضی علمای مفسر علم باطن پرسیده شد فرمودند که آن سرست از اسرار آسمی که حق تعالی آن را در دل محب خویش می اندازد و فرشته یا دیگر کسی را بران آگاه نمی فرماید و فرمود آنحضرت که از امت من بعضی محدثین و مقلیدین اند و عرضی العیبه از آنجمله اند این را بخاری بر روایت ابی هریره بالفاظ دیگر آورده است و حضرت ابن عباس فرمود ما را رسالت من تنبک من رسول لانی و لاحدک نیز فرموده اند و معنی محدث صدیق فرموده غرض که محدث آن را گویند که بر و الهام بود و صاحب الهام آنست که بر و از باطن قلب آنکشاف اشیا شود و حاجت محسوسات خارجی نبود و در قرآن شریف این امر شرح است که تقوی مفتاح هیت و کشف است و همین اعلم بدون تعلیم می نامند چنانکه ارشاد فرمود و ما خلقنا الله فی السموات و الارض لآیات لقوم یتقون بایان للناس فی هدی و موعظه لعلهم یتقون در هایت تخصیص اهل تقوی فرموده شد بایزید غیره میفرمودند که عالم نام آنکس نیست که از کتاب چیزی یاد کند و هرگاه که او را فراموش کند جا بل ماند بلکه عالم آنرا می گویند که علم اشیا از پیش گاه پروردگار علی حلا و قتی که خواهد پرس حاصل کند و همین را علم ربانی گویند و بسوی همین اشارت است درین آیه شریفه و آیتنا من لدنا علما و نه هر یک علم از جانب حق تعالی است فرق این است که بعضی علوم بواسطه تعلیم خلق می شود و نام آنها علم لدنی نیست بلکه علم لدنی آنست که قلب بلا سبب خارجی معاد حاصل شود این لائل نقلی اند و اگر جمله آیات و احادیثی که درین باب ارادند نوشته شوند بیشمار گردند از تجربه آنچه مشاهده این امور شده است بمعرض بیان می آید و آن هم بی نهایت است مصحح و بالعین و بعد ایشان را شده است چنانکه روایت است که حضرت صدیق اکبر هنگام وفات خویش از حضرت صدیق ثانی فرمود که ترا دو برادر رود و همیشه انداخته اند که در آن وقت زوجه حضرت صدیق عالم بود و بعد از آن وقت رسید اشپس قبل از پیداشدن معلوم فرمودند که دختر خواهد شد و حضرت عمر در میان عین خط

ارشاد فرمود یا ساریه یا جلیل یعنی هرگاه که آنحضرت را از کشف معلوم شد که دشمن بشکر اسلام برآمد آنحضرت بشکر  
 اسلام نعره زد که جانب کوه شنوید پس رسیدن آواز دران لشکر نهایت کرامت بزرگ است و از انس بن  
 مالک مروی است که روزی بخدمت حضرت عثمان بن عفان رفتم در اثناء راه باز من ملاقی شدم و او را دیدم و حسن را  
 بیکوترین وجه معائنه کردم پس هرگاه که در خدمت حضرت عثمان رضی الله عنه شدم ارشاد فرمودند که از شما بعضی کسان  
 نزد من چنین می آیند که در چشمان شان اثر زنا می باشد آیا ترا معلوم نیست که زنا می چشم منظر بزرگستین است یا  
 تو بکن و زنه سزاوارت خواهم داد پرسیدم که بعد آنحضرت وحی می آید فرمودند نه لیکن بصیرت و فراست صادقانه  
 است و از حضرت ابوسعید خدری از منقول است که یک مرتبه در محرم شریف رفتم و فقیری دیدم که دو خرچه پوشیده است  
 بدل گفتم که چه قسم مردان بر مردان گران می شوند آن فقیر مرا آواز داد و فرمود که اندکی در دل شماست  
 از آن ترسان مانید پس من در دل استغفار کردم باز او مرا آواز داد و گفت که ای پسران من که تو بندگان خلیش  
 قبول می فرمایید این گفته از نظر من غائب شد و از ذکر این داود روایت است که ابوالعباس بن مسروق  
 به رعایات ابی الفضل اشجی گفتند و این مریض صاحب عیال بودند و سامان ظاهر بی اوقات هم بیچ نبود پس  
 هرگاه که ابوالعباس قصد برخاستن کردند و در ال نشان آمد که الهی این کس انجا خورش خویش خواهد کرد و همان وقت  
 شیخ ابوالفضل آواز داد که خبر دار گاهی این خیال سخن خبیثی که الطاف پوشیده خداوندی بسیار اند و اند  
 احمد نقیب روایت است که روزی در خدمت حضرت شبلی رفتم فرمودند که ای احمد خداوند تعالی با همه ابره معرفت  
 داغ داده است پرسیدم که حضرت چه حال است فرمودند که این وقت نشسته بودم در دم گذشت که تو بخیلی احمد  
 می گویند که عرض کردم که حضرت من بخیل نیم پس آنحضرت تامل کرده فرمودند که بیشک تو بخیلی باز در دل قصد  
 کردم که هر چه امروز خواهم یافت آن را با اول فقیر که خواهم یافت خواهم داد و در همین فکر بودم که شخصی نزد من  
 پیچاه دینار گرفته آورد و گفت ای من او در صارت خویش خرج کن من آن را گرفته بهر ایفاست و عده بخاتم  
 دیدم که فقیری نابینا از حجام حلق می کنانند و برویش رفتم و دینار را دادم او جواب داد که حجام را بده گفتم که  
 پیچاه دینار را بده جواب داد که آن تو گفته نشده بود که تو بخیلی حجام را بده هرگاه که حجام را دادن گفتم او گفت که  
 از وقتیکه این فقیر از من حلق می کنانند عهد کرده ام که اجرت نخواهم گرفت پس آن دینار را در دینار انداختم

و گفتیم که هرگز عزت شمامی کند و او را خدا دلیل می کند و از همه بن عبد الله روایت است که من یک مرتبه در خانه در  
 ابو انیسیر رفتم و در دل عهد کردم که در خانه شان طعامی نخواهم خورد و هرگاه از خانه برآیم که او شان نزد من  
 یک طباق طعام می آید فرمودند بگیر و بخور ایضا خانه من نیست دیگر گرامات این حضرت مشهور اند چنانچه از  
 ابراهیم دققی روایت است که یکبار به زیارت او شان رفتم نماز مغرب خواندم و الحمد چنانکه باید دادا کردن توانستند  
 بدل گفتیم که ناحق نزد ایشان آمدیم بعد فراغ نماز بهر تنجایی چون رفتم شیری مرا پریشان کرد بان آمد از حضرت ابو انیسیر  
 حال بیان کردم آنحضرت شیر را از من جدا آورد و دادند که آیا نگفته بودم که از همان من فراحت نکنی بغیر شغیدن  
 این آواز شیر علوه شد من بعد طهارت هرگاه و سپس شدم از من ارشاد فرمودند که شما ظاهر خود را در دست  
 کردید ازین جهت از شیر ترسیدید و ما باطن خود را درست کردیم ازین سبب شیر از ما می ترسد همچو این حکایات  
 بسیار اند که از آنها فراست مشایخ و احوال قلوب او شان معلوم کردن و اعتقاد شان را بیان کردن یافته میشود  
 بلکه شایخی که از حضرت خضر ملاقات کرده اند از او شان سوال کرده و صدای هاتف شنیده اند و اقسام دیگر  
 کرامات این قدر اند که حضرتان نمی توانند البته بهر مگر صرف حکایات کافی نیند تا و قتی که او را از نفس او مشاهد  
 نشود و کسیکه خود منکر این کیفیت خواهد بود و جمله تفصیل منکر خواهد بود لیکن آن دلیل قاطع که انکارش  
 کسی نتواند و او امراند.

اول عجیب و غریب خوابات صحیح که از آن حال غیب می کشاید چه که هرگاه که این ممکن شد که در خواب احوال غیب  
 منکشف گردد پس در بیداری منکشف گردیدن محال نیست زیرا که فرق میان هر دو حالت صرف همین است  
 که در خواب حواس ساکن می باشند و سوس محسوسات ظاهری مشغول نمی شوند و این امر اکثر در بیداری نیز  
 واقع میگردد که اگر سخنی را خوب یاد کرده باشد پس انگاه ناگه می شنود و چیزی می بیند و خیال خود می ماند  
 و غیر خبر دادن رسول مقبول صلی الله علیه و سلم است از احوال غیب و امور آینده چنانکه از قرآن و حدیث ثابت است  
 و هرگاه این امر از حضرت نبوی ثابت شد پس از غیر نبی نیز ممکن است که کسی دیگر همچنین شود که او را از مسکشفه  
 حقائق امور معلوم شوند مگر کار او اصلاح خلق نباشد پس همچو کس را نبی نخواهند گفت بلکه ولی خواهند گفت  
 اکنون هر کس که انبیاء را معتقد خواهد بود و تصدیق خوابات راست خواهد کرد و در باب فقر و آخرت و غیره



که قلب او در وازه اندکی بسوی حواس و دیگری بسوی عالم ملکوت که آن را در وازه وحی و الهام می گویند هرگاه  
 این هر دو در وازه را اقرار خواهد کرد پس نمی تواند گفت که انحصار علوم صرف بقلم و اسباب متناهی و مختصر است بلکه  
 اینهم می تواند شد که در بعضی علم صرف مجاهده بود ازین بیان حقیقت آمد و شد قلب در میان عالم ظاهر و عالم ملکوت  
 صاف ظاهر است لیکن این امر که در خواب انکشاف امر چرایی شود و بهر انبیا و اولیا و رشتگان در صور مختلفه  
 چه معلوم می شوند اینهم از عجایب اسرار قلب است و بیان این سر و آوار علم مکاشفه است لهذا ما بر این قدر  
 اکتفا می ورزیم چرا که ترغیب مجاهده و از وادریافتن احوال همین قدر بس است از بعضی مکاشفین منقول  
 است که او شافرموند که مرا گراما کاتبین ظاهر شده گفتند که شما از ذکر خفی و مشاهده توحید چیزی نوشته و بهید  
 چرا که ما علی در شمانی نویسم و از و مندا این امرایم که از عملی که شما تقرب الی الهی کنید او را گرفته بر آسمان  
 رویم پرسیدیم که آیا شافرائض مرانی نویسد گفتند که فرائض می نویسیم جواب دادم که تحریر را بس اینقدر کافی است  
 ازین معلوم شد که گراما کاتبین را نیز بر اسرار قلب اطلاع نمی شود و ایشان هم بر اعمال ظاهری مطلع می شوند  
 و از بعضی عارفین منقول است که از ابدا بی مسئله شاهد یقین پرسیدیم او بر جانب چپ خود متوجه شد گفت  
 که ای برادر چه می گویی باز جانب راست متوجه شد گفت باز جانب سینه گردن کشیده همین گفت بعد ازین  
 بسیار عجیب و غریب جواب داد که من آنچنان گاهی نشنیده بودم باز از ایشان حال متوجه شدن پرسیدم  
 پس فرمودند که هر جواب سوال شما معلوم نبود پس من از فرشته جانب چپ پرسیدم او گفت مرا معلوم نیست  
 پس از فرشته راست پرسیدم که او زیاده میداند و هم لا علی بیان کرد آخر بسوی قلب دیدم و از وادریافت  
 کردم او آن جواب داد که من او شما ذکر کردم پس معلوم شد که قلب از آن هر دو زیاده میداند پس این حضرت  
 گویا مصداق این حدیث شریف شدندان فی امتی محمدین من ان عمر منهم و در حدیث قدسی است که حق تعالی  
 میفرماید که هر قلب بر بنده من مطلع می شوم و میدانم که تسک ذکر من بر و غالب است پس بسیار است او را  
 منتظم می گردم و جلس او هم کلام و انیس اوی شوم ابو سلیمان دارانی می فرماید که قلب بمنزله برچی است که بر  
 هر چهار جانب او در بسته انداز آنها در وازه که بر او می کشاید و در آن کاری کند غرض که ازین بیان ظاهر شد که  
 از وازه های قلب جانب ملکوت نیز در وازه نیست و از مجاهده و ورع و تقطاع شهوات دنیاوی

می کشاید و ازین جهت حضرت عمر رضی الله عنه رئیس ان لشکر خویش را فرموده بود که از مطیعان کسی که از شما چیزی  
گویند و رایا و ادب چه اگر بر آنها امور صادق منکشف می شوند بعضی عطا فرموده اند که بر روی حکما دست خداست  
همان سخن از زبان شان بر می آید که حق تعالی بهر آیتی که می فرماید که حق تعالی بعضی شخص را  
بر بعضی امر از خویش مطلع می فرماید که فی احیاء علوم الدین وصل من مرشد شرط است که عالم باشد به محتاج الیه  
مریدین از تفقه و عقاید توحید بقدریکه از الیه شبهات مریدین تواند کرد و در بابیت عالم باشد بحالات قلوب و آداب  
آن و آفات نفوس و امراض آن و کیفیت حفظ صحت و اعتدال نفس و روت و حیم باشد بر مسلمانان عموماً  
و با مریدین خصوصاً و ناصح باشد مریدان را و ناظر باشد در آنکه بصحبت اوست از مریدین که هر که قابل سلوک است  
آن را سلوک کنند و برایش محتاج او متکفل بود چنانکه تواند اگر خود نتواند و اگر او را قابل این ندانند بکار خیر گیرش  
راه نماید و از علامات مرشدان است که عیوب مریدین را پوشیده دارد و عالی و طی دار و در جلا احوال از  
گرسنگی و سیری و خواب و بیداری و قبض و بسط و حالات و طی آنکه با مریدین افراط و تفریط باشد و قدرت ندانند  
برین الاکمل جان ازین است که هر که متصف با این صفت است لائق ارشاد باشد و نیز شرط است که  
پیش او جمیع مآکل و مشرب برابر باشد یعنی نفس حسین الخاق بود و جلالتش مخرج بحال بود و غضب  
او مخرج بلطف اگر پرسی که بر شیخ در حق مرید چه واجب است و بر مرید در حق شیخ چه گویم بر شیخ چه چیز واجب  
از تسلیم فی البدایت و التبلیغ فی النهایت و الحفظ فی الرعایت و بر مرید چه چیز واجب از امتثال  
مرید و کتمان سرا و تخیل قدر او اگر پرسی که ادب بر چند قسم است گویم بر سه قسم است ادب حق که مولای تست  
و ادب شیخ که مربی تست و ادب علما و صالحین و این از علامات خالصین است و حمل در لب سلوک آید است  
که طالب حق را استعمال چند امور ضرورت است -

اول آنکه علم عقاید و فقه ضرورت می یابد و در قول و فعل و خلق و عقیده تابع نقل باشد و آنچه مجتهد خود  
اصول و فروع مقرر کرده است بران عمل نماید و مقلد را نمی رسد که قدم از تبعیت مجتهد بیرون نهد که بجا  
دارین در همین طریق است و عقل اگر در فرق ضاله خصوصاً معتزله و شیعه تبعیت عقل هر دو ضلالت گویند این  
دو هم آنکه امر معروف و نهی منکر را امکان نماید و این ثمرات و برکات بسیار دارد که نام مرکب این

کار خیر در احادیث مفتاح الخیر است -

سوم آنکه در عیوب خود چنان مشغول باشد که نگاه او بعیوب مسلمانان دیند از نیستد  
چون خدا خواهد که پوشید عیب کس کم زند و عیب معیوبان نفس چون خدا خواهد که پرده کس در  
میلش اندر طعنه پاکان برد -

چهارم آنکه خود را خوار و حقیر پندارد و بر احدی تفوق ننماید بلکه هر کس را از خود بهتر داند که تواضع همین است  
من تواضع لله رفع الله سره از آن بر ملاک شرف داشتند که خود را با زنگ نپنداشتند  
پنجم آنکه راستی در کار و درستی در گفتار لازم دارد که نجات دارین وابسته باین صفت است از همین  
صفت طالبان حق بحق رسیده اند -

ششم آنکه تابع سخن حق باشد اگر کسی سخن حق گوید منت او شمارد و سخن او را بجا و ستیزه نراند که  
این کار مردان نیست مرد باید که گیرد اندر گوش و نرشته است پند برد یوار  
و از بخش و دلگیری حذر نماید که این خاصیت مردم انصاف است و بی انصافی مناسب حال طالبان حق نیست  
نهمین گوشت کن جانان که از جان ترست اند جوانان سعادت متدینند پیر دانا را

هفتم آنکه هیچ دوست نباشد که این صفت ضرر سخت دارد نفس از بس حیا و عیوب  
کن ذیل نفس هو لا اتسد -

هشتم آنکه در تحسین بر کمال باشد و در تحسین او بر خیال خود و خیال مردم نرود که معرفت اولیا مشکل است  
اکثر طالبان حق در آن عاجز اند تا طالب تعلیم الهی نشود و اولیا را شناسد که اولیائی تحت قبائی لایق هم  
سوائی بر کمال آن را گویند که جامع اضداد باشد یعنی شریعت با حقیقت و همه اوست با همه ازوست  
جمع نماید و در ظاهر و باطن تابع مجتهدان بود و در هیچ امری مخالف امر ایشان نباشد و اسکار ایشان نه نماید  
که کل حقیقه ردت لها الشریعة فی زندگیته -

نهم آنکه قیاس خود بر بزرگان ننماید و ایشان را در امور دین و دنیا همچو خود نداند ششوی  
کار پاکان را قیاس از خود گیر گرچه مانند روشن شیء بر شیر گفت اینک ما بشر ایشان بشر

ما و ایشان بسته نخواهیم خورد جلد عالم زین سبب گمراه شد کم کسی از ابدا حق آگاه شد  
 و حسن ظن در حق اولیا دارد که حسن ظن پایه از معراج وصال است و سرای ترقی از باب حال -  
 و هم آنکه خدمت نقر او مساکین و غریبا بصمیم دل نماند و خصوصاً خدمت اهل دل که ترقی درجات و خدمت ایشان  
 نزد اوستی لای کو دکن ناپسند که مردان ز خدمت بجائی رهند الا اگر طلبکار اهل دل  
 ز خدمت کن یک نان غافل خورش و کین خشک و کبک حمام که روزیت افتد بهائے بیام  
 یازدهم آنکه چون پیر کامل حاصل شد خود را تسلیم او نماید مشنوی چون گرفتاری پیرین تسلیم شو  
 همچو موسی پیش حکم خضرو و در خدمت او با ادب و در همه حال مؤدب باشد که ادب سبب  
 حصول مرادات ایزد است ادب تا بصیفت از لطف الهی بنه بر سر بر و هر جا که خواهی  
 مشنوی از خدا جوئیم تو فایق ادب بی ادب محروم اند از فضل رب  
 بی ادب تنها در خود را داشت بد بلکه آتش در همه آفاق زد و زبان را بجنود و نگاه دارد  
 و با او از باب گفت گونه در آید که از ادب دور است یار چشم تست اسی مرد شکار  
 از خص و خاشاک آن پاک دار بین بجا رو ب بان گردی کن چشم را از خص رده آوردی کن  
 تا پوشد چشم خود را از دست دم فرو خوردن بایه هر دست و در وصول بخدا ای تعالی  
 جلدی نکند و صبر بشیوه خود کند و ملول نشود که لصیر فتنه الفج طلبکار باید صبور و جمول  
 که نشنیده ام کییا اگر ملول و حصول حق از حق است هیچکس بخدا جبر خدا نمیرساند این قدر است  
 که از بهمت پیر و صدق مرید عنایت حق می شود و از عنایت حق طالب حق میرسد که کار به عنایت بانی بهانه  
 این همه گفتیم یک اندر هیچ بی عنایات خدا هیچ بی عنایات حق و خاصان حق  
 اگر ملک باشد یا هستش و زق با جلد در جمیع امور و با حفظ مرضی او گوشت و در حفظ این کار حق الامکان  
 سعی جیل بکار برد که شمر برکات بسیار و شتمل خیرات بی شمار است -

دوازدهم آنکه از یاران نا جنس محترز بود و کسانیکه در قول و فعل و اخلاق و عقاید حق نبوده و بی انصافی  
 و الحاد و انکار ملازم حال ایشان باشد صحبت چنین مردم را هملک از زهر قاتل اند و از ملازمت

ایشان خدایا حافظه نخست غفلت پیری و تنه است که از صاحب باجزل حذر کنید  
 سیزدهم آنکه جرای صحبت نیک باشد و صحبت مردم نیک ایام عمر صرف نماید که صحبت نیک را  
 در طبایع تاثیر تمام است هر چه درین عالم است از اثر صحبت ورنه گویا مفتی بیدیهای نبات  
 اگر صحبت صوفیه و رجال الهی میسر شود غنیمت داند یک زبانی صحبت با اولیا  
 بهتر از صد سال بودن زرقا -

چهاردهم آنکه آنگاه که متوجه الی الله باشد و در اظهار سکنت افتقار و عجز و انکسار بجناب کبریا بپردازد  
 و در همه احوال زبان نگوید ای خدا کهترین گدای توام چشم برخوان کبریا می توام  
 می رسم بر در تو هر روزه شیئا الله زان بدریوزه -

پانزدهم خاموشی را در همه احوال ملازم بوده از خدمت مرشد نعمت اذکار و اشتغال با فتنه زبان و  
 دل و روح و مشغول یاد حق باشد تا نهایت مقاصد که وان الی ربک المنتهی است رسید و شب در روز  
 در حضور حق بوده مقرب بساط قرب عنایت فی مقصد صدق عند لیک مقتدر گردد که وصال الهی عبارت  
 از همین مقام است اللهم ارزقنا مقام تصدق حبیبک علیه الصلوات و السلام بر جنتک یا ارحم الراحمین بیکرک  
 یا اکریم الاکرمین اکنون ختم کلام می سازم بر این چند اشعار که از شبنوی شریف برجیده ام و بطور مناجات  
 و عرض حاجت در بارگاه حضرت احدیت پیش می کنم امید که او تعالی شانه برپه می و نا کسی من به بخشاید  
 و بیک نگاه لطف مرشدی مرا از من و ما و اربانه -

## مناجات

بسم الله الرحمن الرحیم

|                             |                               |
|-----------------------------|-------------------------------|
| ای خدا از فضل تو حاجت روا   | با تو یاد هیچ کس نبود روا     |
| هیچ قلبی پیش تو مردود نیست  | ز آنکه قصدت از خریدن سود نیست |
| گفت پیغمبر که حق فرموده است | قصد من از خلق احسان بوده است  |

من نکردم امر تا سودے کنم  
 صد هزاران می چشانی هوش را  
 در شکست پای حق بخشی پری  
 چون شکسته دل شده از حال خویش  
 تلخ تر از فرقت تو ییچ نیست  
 از سراق حجب سر سگونی سخن  
 رحم کن بر من که روی تو پدید  
 صد هزاران مرگ تلخ لای خو برو  
 تلخی هجران ز کور و اذانات  
 بر امید وصل تو مردن خوش است  
 حرص اندر عشق تو فرست مجاه  
 تو چو جانے ما مثال دست و پا  
 تو چو عفت ما مثال این زبان  
 ای برون از و هم وقال قیل من  
 دستگیر از دست ما را با بخر  
 این دعا هم بخشش تعلیم است  
 لذت هستی نمودی نیست را  
 لذت انعام خود را و امگیر  
 سنگر اندر ما کن در مانظر  
 ای طلب در ما هم از ایجا دست  
 چون غنایات بود با ما مقیم

بلکه تا بر بندگان جودے کنم  
 که خبر نبود و چشم و گوش را  
 هم ز غم چاه بختانی دری  
 جاس بر شکستگان دیدی ز پیش  
 بی بنا هست غیر پیچا پیچ نیست  
 هر چه خواهی کن ولیکن این کن  
 فرقت تلخ تو چون خواهد کشید  
 نیست مانند فراق روی تو  
 و در واری مجربان را شگفت  
 تلخی هجر تو فوق آتش است  
 حرص اندر غیر تو ننگ و تباہ  
 قبض و بسط دست از جان شد روا  
 این زبان از عقل دارد این بیان  
 خاک بر فرق من و تمثیل من  
 پرده را بردار و پرده ما بدر  
 ورنه در گلن گلستان از چهرت  
 عاشق خود کرده بودی نیست را  
 نقل و با ده جام خود را و امگیر  
 اندر اکرام و سخاے خود دیگر  
 رستن از بیدار یارب و ادست  
 که بود نیی از ان درویشم

گر سر هر موی من گردد زبان  
شکر باشد که تو نیاید در بیان  
یا عیاش استغیثین اهدنا  
لا افتخاراً بالعلوم والغنا  
لا تترغ قلباً بهیت بالکرم  
واصرف السور الذی خط القلم

یعنی ای فریاد رس فریاد کنندگان بنما راه راست مایان را و نیست افتخار بالعلوم و غنا و دنیا ۱۲ گزاه گردان  
ولی را که بر راه راست بساییدی بکرم خود برگردان بدی را که نوشت و را قلم ۱۲

تقریظ حکیدہ خامہ عنبرین شامہ شمع شبستان حیدری و نق بوستان انوری  
مولوی محمد تقی حیدر صاحب المہدی علی الاکبر خلف الشیخ حضرت مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آویزہ محبت و گوشوارہ منقبت آن عروس خلوت ساز و محبوب جلوہ نواز را سزد کہ تقاضای حسن الہی  
از جملہ وحدت پر یز کم کثرت انا البرق گویان دل از دلداران و جان از جان نثاران بردنائی برده بہاشای  
بحال لایزال غولیش از غولیش بخولیش در غولیش پر واختہ خلق را بنگان انداختہ و جان را حیران ساختہ  
ای حسن تو کرہ جلوہ در پردہ صد عاشق و معشوق پیدا کردہ از حسن تو سیل دل بچون بود  
و رشوق تو امن غم عذر اخورده محبوبی کہ طائر قیاس براوج جمالش نیر و سیاح خرد بکنہ جمالش پی  
نبرد جیبہ کہ با تقضائے کنت کنز اخفیافا صحبت ان اعرف ملاطم قلم مجتہش امواج آفرینش را بجنبش  
در آورد و چار بار از ارشود را سرگرم بگاہ گوہر وجود خود کردہ چہ کسے خوش گفتہ نے بلکہ در گفتہ  
یا رسن با کمال رعنائی خود تماشا و خود تماشا شانی شہ چو جب نظارہ دامنگیر  
گشت مطلق بام قید اسیر از تقاضائے حب جلوہ گری آمد اندر حصار شیشہ پری  
ذاتی کہ بے شائبہ تعینات ہم حامد و ہم محمود بے وابستہ کثرات خود ساجد و خود سجد بے جہت کہ بہر جہت  
بحقیقت موجود و حقیقت ہر موجودے در بر تو نور وجودش نابود و در عین نابودگی با بود نہیے نابودگی کہ  
بود آورد و نہیے بودگی کہ با بود و عجب بودگی کہ نابود گردانید عجب نابودگی کہ بود آورد بے نشانے کہ ہزار  
بے نشانے عیان و عیانے کہ بصدیعیانے پنهان عجب ظہور کہ عین حجاب و عجب حجاب کہ عین ظہور یا ہر  
بے ہر یا ہر از عاریت بندہ نازی بی ہر از کمال نیازی ای ہر بے ہر یا ہر یا ہر تہا و بے تہا ہر



با همه مراتب وجود و بهر وجود موجود و با جمیع جهات بود از هر دریچه صورت جمال خویش نمود و ازل پرده است  
 از جلوه نخستین آتش و با بطن نیست از لا انتهای مدایح صفاتش - عالم اجمال خلوت که شاه کمال اوست  
 و عالم تفصیل جلوت که ظهور جمال او بهر چه توان دیدن بوی رسیدن و با هر که توان بودن بوی توان نمودن  
 در کون مکان نیست عیان چیزیک نور ظاهر شده آن نور با انواع ظهور حق نور و تنوع ظهورش عالم  
 توحید همین است و گوئیم غرور گرچه را فکر بخود رفت پنداشتند که رسته رفتند و قوی را انداختند بخود رسید  
 گمان بردند که رسیدند چون هر دو را پرسیدند یقین شد که نرسیدند اندر دو فکر بجای نرسید  
 کاخی از من و فکر نشان نیست پدید من کیستم و راه تو منکر کی حقا که خیال نیست درین گفت و شنید  
 جبل جلاله عظم فاعلمه ای برتر از خیال قیاس و گمان و هم وز هر چه دیده ایم و شنیدیم نخواهد ایم  
 و فقر تمام گشت بی پایان سید عمر ما هیچنان در اول مصف تو مانده ایم و ریاضین درود و شایارگاه لاسکان  
 پایگاه حضرت سلطان اقلیم وجود برهان اهل شهود علیهم السلام و یوان جمیل دیوان دانای اسرار غفلت علم الاولین  
 و آخرین مهر نیر و زکنت نبی و آدم بین الماد و الطین سلطان یقین بگمان خلوت نشین بی نشان قهر بحد  
 مقدس صمدیت شهباز فضای مشرقین و مغربین چاه نشین قباب قوسین شمس حضرت الوهیت لوحه نشین  
 عبودیت مظهر جامع حدوث و قدم سرور و لاد آدم سوجه اولین بحر شود نقطه آخرین در وجود خداوند بنده اگر انوار  
 و بنده خداوند ساری عرفا که مقدم او حجه که خاکیان فرش بهش شهر افلاکیان  
 شهریار شهرستان حدوث و قدم شمس اعرصات وجود و عدم احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم که از ابلیس  
 رنگ نانا احمد بلایم گل حدیث رونق چین و حدیث و بالا اگر داند و از پیشتر سی نراول ماخلق الله نور خلیل  
 حقیقت اعیان ثابته باغ وجود بهر خورداری جاوید رسانیده صبح ازل پر تو با گوش هستی تخی کشای او و شایم  
 سایه زلف محشر سلسله آرای او صلی الله علیه و سلم نور که زو شد نور با پیدا زمین از رب و ساکن فلک عشق نشین  
 از دور بر تنه ذوق و زود بر زلف از دور بر زبان کریم زود بر سر سوا چشم بکینش اگر از غل بهر خوانند  
 و ذوق عنبرینش اگر لعل انبشی اما بعد با لکان طریقت طوبی و طالبان حقیقت بشری که آیند و ن  
 کتاب متطاب لاجواب مفید شیخ و شایب یعنی القول الموجب فی تحقیق من عرف نفسه عرف الله و عکسها

امام عالمیان امام آدمیان موثق امور جبروتیه مدق و قاطع لایوتیه و صاف حقائق کشف قاطع پرده برانداز  
 اسرار غیبی چهره کشای صور لایسی مقتدر اهل طریقت رہنمای ارباب حقیقت خلوت گزین ہر اسے  
 قدس صدر نشین بزم انس نامق حقائق امام خلائق سر دفتر دیوان توحید سر حلقہ ارباب تفریق ثانی شیخ اکبر  
 حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر روح اللہ روح الاطہر کہ موافقت بیانش، موز کلام آئی موارذ حسنت  
 زبانش اسرار آفتابہی جو ہر آب گلشن صفائی گوہر نور و فروغ شمع دلش لمعات شعلہ تجلی طور  
 شکوہش راہ کمانے لامکانے علویش را نشانے بے نشانے تبصیح صحیح و تنقیح نقیح حضرت قدر  
 قدرت خداوند نعمت قطب سپہر تکلیف مرکز محیط شرع مبین گوہر تراج طریقت اختر تراج حقیقت مشرق آفتاب  
 صباحت محشر شور و راحت عروج نشہ محبت الہی طور محبوبیت جناب رسالت پناہی موسیٰ طور عرفان  
 آئینہ دار جلوه جانان مراتب جمال خالق اکبر حضرت مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قلندر کہ چشم ارباب بصیرت را  
 از گرد آہش آرزوئے کل الجواہر رسیدن دول صاحب خبرت را از بہار نگاہش تمنای بہر نیختہ چیدن  
 زبانش بسوز سرائی اسرار تنزیہ و راز بیانش بہ نعمہ حقائق تشبیہ ہم آوازے تجلی ہای طور شمس شمع محفل  
 بود پروانہ اشش تبتابی دل بمشاہدگی زیبائی کار پردازان مطیع آسی بہر ہفت شد چون نور و سوس  
 حجلہ وحدت بمنصہ ظہور کثرت جلوه آرا گردیدہ میل رفع انتظار بیدار منتظر ان کشیدہ سبحان اللہ وہ چہ زیبا  
 تکامیت خودی ربای خدا نامی کہ اوصاف رنگینی مضامینش احاطہ از قلم نگاہ سیاہی از دو ات  
 لالہ بایہ شجرت از رنگ گل و صیر از آواز بلبل شاید از رشک معایہ نقطہ بایش سیارگان در ردہ ساختن از شاہ  
 رنگینی و نزاکت معاینش مہ و آفتاب در رنگ با ختن الفاظ فروغ عایش کا مثال اللؤلؤ المکنون و عبارات  
 متینش قصو لیطون علیہم ولدان نخلدون ہر سطرش تہمت مشوئے سراپا بازو ہر نقطہ اش نقطہ داغ  
 دل عاشقہ خانہ بر انداز معانی آبدارش جملہ نشین خلوت گاہ و وحدت الفاظ تابدارش رونق افزای جلوت گاہ  
 کثرت مضامین پاکیزہ پرده کشای شاد تنزیہ و بیانات زیبا حقیقت نامے مجاز و تشبیہ آئینہ مصفاے  
 بنجود و حیرت و مرآت زیبای خدا شناسی و معرفت صفحہ صفحہ و کوش تجلی طور لفظ لفظ رشک طرہ حور تفسیر  
 کلام آئی ترجمہ حدیث حضرت رسالت پناہی شمع شب افروز کا نشانہ توحید مہر نیم روز سہر تفریق و توحید

در کثرت جلوه نماے کثرت در وحدت بت شکن پندار مستی طلسم کشای معنی نیستی پرده برانداز سر پرده  
 اناطی سرکے نقش زفر حقیقت انی نالند گوی ساغر هوش ربای سجائی با اعظم شائے جام جهان نما  
 من رانی مستی باوہ لیس فی جیتی سواد بهوشی شراب عشق هوالد هوش لبای محو در محو خرد و فزای محو و صحو  
 عروج معراج جمع الجمع نزول مقام فرق بعد الجمع اکینه دار شاه وجود پرده کشای محبوب شه و نهایی سالکان  
 مجرب جلوه آرای جمال محبوب سے حرفش شنیدنی دارد سر هر نکسترویدنی دارد  
 سطر سطر شاه دستور نور اسرار حق از و بطور یارب فیوض و برکات این نشانه شریفه  
 فروغ بخش قلوب اولی الالباب بادالتون و لصا و فقط نگاشته احقر تقی حیدر

تقریظ چکیده خامه مشکین ختامه نور حدقه حیدری نور حدیقہ انوری حافظ محمد  
 علی حید صاحب المله الله تعالی عن مجبات الشرو و حظ خلقت حضرت مصنف

بسم الله الرحمن الرحیم

لے نام تو حیر زہر جاننا لال ست بحمد تو ز باہنا  
 از اہل حسد و کمال ادراک در کنہ تو هست ما عرفناک  
 گل گل ستایشہاے نیار آگین خار بارگاہ بستان کارگاہ حضرت احدیتے ست کاز عین بخودی بجانب خدی  
 را برداشته و چمن چین نیایشی خلوص آئین پیشکش در گاہ ارم پناہ جناب احدیتی کہ الان کماکان ست با وجود  
 آن نظارہ جمال جلال خود آراستہ و بلبل چینستان محبت نوا سنج منقبت حضرت سر و گلستان رسالتی ست  
 کہ بر لب جبار نبوت اصل شاخسار ولایت ست و سلطان ارشاد و ہدایت و بصدای آید کہ یکہ ماکان محمد  
 بن احمد من جاکلم خاتم نبوت سے حق چو اوراد و تشریف وجود جلا عالم بہر او پسیدانمود  
 است در ایجاد اول از ہمہ درہ ارشاد فضل از ہمہ اما بعد این مرقعہ فی نظیر و شفقہ  
 و لیدیر کتابیت پیر از معرفت یا ساغر لیت لبریز از شراب وحدت سر نہ چشم مست عارفان و لعل شمع برام

کاملان جام جهان نما سے حقیقت انسانی و آئینہ مجلا سے اسرار خدا وانی مجموعہ معارف و تحقیقات و کلمات  
 گلماسے و قائل صورت زیبا سے شاہ ہستی و سراپای دلدادہ فنا وستی و عین تشبیہات لفظی ترویجی بقول  
 الموجب فی تحقیق من عرف نفسه فقد عرف ربه کہ ہر فطش مروارید یافتہ است ہر شرطش گویا گوہر ہای بی ہا  
 ہمدگر سفتہ۔ دائرہ حریفش دو ابرسلوک ساکنان و سیاہی نقطہ اش سویلے دل عارفان۔ ہر صفحہ اش تفسیر  
 روشن از کلام پروردگار و ہر ورقش دفتریت معرفت کردگار از تصنیف شریف و الیف لطیف شیخ شعیب ان  
 معانی و گوہر معدن نمک دانی ہر سپر ولایت قطب الہدایت تاج علمائے کالین سراج اولیائے عارفین  
 آئینہ جمال خالق اکبر مولانا مولوی حافظ شاہ علی اورتقانی نور اللہ قدہ بانوار الالہ تعجیب کافی و توضیح شافی  
 و تلخیص وافی حضرت سراپا برکت بہار باغ شادانی گل گلزار کاظمی و تریابی جامع علوم عقلی و نقلی ہر فنون صوری  
 و معنوی مرشدی و سیدی مولائی و استادی انوار المعظم و الموقر مولانا شاہ محمد حبیب حیدر قاند مرتب اس  
 بطول بقائے نور قلوب المخلصین بنور لقائے بفرمایش مقبول بارگاہ صمد مولوی امیر احمد حفظہ اللہ تعالیٰ عن شر  
 حاسدا و احسد طبع گشتہ مطبوع خواص و عام گردید۔ الحق کتابیت لاجواب عجیب العجائب تاویہ و ناشنید  
 کہ نگینی مضامینش رنگ بوی چمنستان حدیث دارد و علوی سعائش بالاتر از تمام حدیث۔ یارب  
 این چین آرای وحدت نظر افروز خدا پرستان و این خامہ فرسای خامہ عاجز بیان کترین کتر علی حیدر یعنی  
 این نشر تہیدی و نظم تاریخی مقبول اہل لان باد بخت النون و لصاد۔

### اشعار تاریخی

|                            |                             |
|----------------------------|-----------------------------|
| از تصانیف رئیس العارفین    | شاہ انور صاحب فیض مبین      |
| ہست این قول الموجہ لاجواب  | گشتہ کز وی عارفان رافع یاب  |
| من چہ گویم وصف آن عالیجناب | نیست پیغمبر سے وار د کتاب   |
| گشتہ تصحیح کتاب بے نظیر    | از حبیب حیدر روشن ضمیر      |
| از برائے یادگار سالکان     | گو۔ خزینہ نور عرفان۔ سال آن |

تاریخ طبع از تناسخ طبع گهری شاعر شیرین گفتار مولوی محمد عاصم صاحب سلسله الاولاد

|                               |                             |
|-------------------------------|-----------------------------|
| زهی خود شناس آن شه حق شناس    | بصد رتبی ظلمت ذات حق        |
| قلند ریش مرشد جزو کل          | فیضش چه دلکش چو جذبات حق    |
| علی انور شاه غیب و شهود       | بجانش هزاران تحیات حق       |
| سراپا مصفا کتا بے نوشت        | که بنمود روی کرامات حق      |
| شه نشاه ملک معانی صیب         | عیان کردش نور آیات حق       |
| بجلی نمودش چو لوح جمال        | چو سحر خودش ساخت مرآت حق    |
| زهی مست چشم مست و بهیار دل    | که ساقی ست اندر خرابات حق   |
| نه ساقی جانفش را لکشا         | که مملوست جاست ز رشحات حق   |
| نه جام کا مد بشکل کتاب        | فنا ساز هستی با ثبات حق     |
| شراب که نوشید هر کس از آن     | چو منصور شد دست نجات حق     |
| کتا بے ست الحق که لاریب قیم   | هدایت کن آمد بشکوات حق      |
| عبث قیس منکرست تاریخ را       | نگر سو چشم عنایات حق        |
| کتا بی ست انسان کامل شال      | که چون خویش را یافت مرآت حق |
| جمال حق از خود بخود دید و گفت | که آمد چو آینه ذات حق       |

ایضا تقریظ منظومه شعر موده تاریخ

|                             |                             |
|-----------------------------|-----------------------------|
| بشنو از نه چون حکایت می کند | خود شناسی را هدایت می کند   |
| لے که از بهر حق در جستجو    | حق مطلق را برون از خود بجو  |
| تو تن خاکی و جانان جان تست  | بلکه تو جانی و او جانان تست |

|                                |                                  |
|--------------------------------|----------------------------------|
| لیک کس اید جان دستور نیست      | تن جان جان ز تن دستور نیست       |
| مرآت الوار ربانی شوی           | چون بخود در خویش تن فانی شوی     |
| تا شناسی ذات پاک لب ناس        | ای عزیز جان و تن خود را شناس     |
| از ستم اسم کی باشد جدا         | تو نبه جز مظهر اسم خدا           |
| بمجنین ای جان جان حق عین هست   | بس که در ذات تو شور و شین هست    |
| زخت بیرون کن ازین ملک وئی      | هم گل هم رنگ هم بولیش توئی       |
| مست گویان همین ستر خدا         | ثم و جبر الله تو لولا اینما      |
| می نباشد جز زخت وئی وگر        | پیش تو اندر صلوة ای با خبر       |
| فهم این آنکس که او ادراک دوست  | پس همین وئی تو رو به پاک دوست    |
| یعنی ویت عین وئی کبریاست       | هر طاعت و می کنی وئی خداست       |
| نه وجود تو جدا از اسم تو       | نیست وئی تو جدا از اسم تو        |
| خود شناسی کن همین بس عاست      | پس همه ذات تو ذات کبریاست        |
| فهم کن و الله علم بالصواب      | خود شناسی کن حق خود را بیاب      |
| من نیم جز موج دریا به قدم      | کیست بی آنکس که گوید و مبدم      |
| من نیم با سدیاران من نیم       | سر سرم جان جانم تن نیم           |
| آنکه خود را دید و گشته حق شناس | آنکه آمد حق شناسی را اساس        |
| آنکه خود را یافت با حق رسید    | آنکه حق را دید و از خود وار رسید |
| در قنزل صورت درویش شد          | آنکه با حق بخود و بی خویش شد     |
| سر بیخویشی و جان ناگهی ست      | آنکه رجش از دم روح الهی ست       |
| از جانش عاشقان احوالاست        | آنکه عشقش قدسیان احوالاست        |
| طور مست و حشر موسی صاعقا       | آنکه از نورش تن و هم دیده ما     |

آنکه عیسی را حیات تازه ایست  
 آنکه ذاتش مرجع روحانیان  
 آنکه بے نام و نشانی شان اوست  
 نام بے نام و نشان گفتن چه بود  
 گفتگو بیگانه این ماجراست  
 شاه انور بحر نورد و لمن  
 مصطفیٰ مصطفیٰ و مرتضیٰ  
 هر زمان از خالق و از کائنات  
 یعنی آن نور جمال کردگار  
 گرچه این مضمون نیاید در بیان  
 برنگنج آنکه در وهم خیال  
 چون سیجا مرده بارانده کرد  
 الحق این الفاظ و معنی نیستند  
 کس معارف را دهد در جان کس  
 معنی و الفاظ بیجان نیست آن  
 جلوه حق است این از خلق نیست  
 حق چنان که انسان و حیوان خلق کرد  
 آنچنان که داد عارف را وجود  
 اینک آن شخص معانی آمده  
 آنکه جانها را بحیاتان زنده کرد  
 آب خور و از چشمه فیض نبی

کوس اعجازش بلند آوازه ایست  
 آنکه عرفانش ره عرفانیان  
 هم همه نام و نشان از آن اوست  
 نام را شد لیک از او نام و نمود  
 بر لب من مرشد و در دل خداست  
 یک ظهور چار یار و یختن  
 مرتضیٰ و مرتضیٰ و مصطفیٰ  
 بر روشش صد سلام و صد صلوات  
 کرده این معنی بصورت آشکار  
 لیک اینجا شد ظهور کن فکان  
 کرد انشا در کتابی بے مثال  
 آن مسیح این نسخ را پاینده کرد  
 در تعیینها فیوض مطلق اند  
 او نمود اندر کتابی محبتش  
 هست از فیضش در روح و روان  
 این کتاب از مرد صاحب لایق نیست  
 این کتابی صاحب جان خلق کرد  
 این کتاب پاک را کامل نمود  
 اخذ فیضی را به بر م شاه ما  
 یک نگاهش صد هزاران زنده کرد  
 گشته جان پاک هر شیخ و صبی

|                             |                            |
|-----------------------------|----------------------------|
| شاہ تسلیم وجود کائنات       | فانیان را چشمہ آب حیات     |
| نشہ ریز اندر شراب عاشقان    | الحق الحق فتح باب عاشقان   |
| بخت سیداران عالم نصیب       | مرجع دوا و لے جان شاہ حبیب |
| شاد باش ای عشق خوش سودای ما | لے طیب جملہ علتہا می ما    |
| لے دو لے نخوت و ناموس ما    | لے توا فلاطون و جالینوس ما |
| ذره ہا نور عسلے نور از رخس  | خانہ ہا عیش معور از رخس    |
| بے حجاب آید بخت گاہ جان     | دخرو شش آرد مکان لامکان    |
| فیض اوشد جان پاک این کتاب   | تا شود ہر طالب لے راستیاب  |
| رفتہ این شیرین بدوق اہل فن  | کو کہن سان شد جہانی تشہ زن |
| چون بازار جہان بازان رسید   | یوسف آسا ہر زلیخا دل خرید  |
| جلوہ گرد کسوت لیلی شدہ      | قیس را خوش دلیر زیب شدہ    |

برزبان قیس اندر مستے ست

سال طبعش فانیان آئستے ست

۱۳۲۹

تقریظ رقمزدہ کلک گہر سلک شاعر شیرین بین  
فصیح اللسان مولوی محمد عالم صاحب سلمہ اند الوہب

|                         |                           |
|-------------------------|---------------------------|
| مژدہ لے میکشان بزم الست | مژدہ لے سرخوشان بادہ پرست |
| مژدہ لے بیخودان عشق خدا | مژدہ لے عارفان راہ ہدی    |
| مژدہ لے بندگان پیر مغان | مژدہ لے فارغان زہر و جہان |
| باز دروور ہست جام طور   | باز در جوش ہست بحر نور    |
| باز می وقت می پرستان ست | باز ہر گوشہ رشک بستان ست  |



مست این جام نوشدن باید  
 ده چه جام و صراحی ست و سیو  
 ده چه ساتی ست پای تاس نور  
 هر که رویش بدید شد بهوش  
 هر که حرفی شنید از لب او  
 هر که در قدرتش زبان بگشود  
 هر که دارد او را دتش در دل  
 اوست خود جلوه گر به صورت  
 جَبَد اقول حضرت عطار  
 چشم بکشد که جلوه دلا  
 خود شمر اکبر است شاه تقی  
 خود شمر کاظم است و شاه مجا  
 نور عینین شیر و شیر  
 به شمیم و نظیر و چو نبی  
 لیس ششی کُشله ابد  
 مرشدی سیدی و مولائی  
 حضرت حافظ علی انور  
 یعنی آن شاه مانود رقم  
 معنی من عرف بیان من بود  
 اندرین دور آن کتاب عجیب  
 شاه فرمان روستای ملک بود

بے خبر دل ز ما و من باید  
 و حده لا اله الا هو  
 نگشاید با ده ریز قرح و سرور  
 هر که او را شناخت شد خاموش  
 رسته او از قیود این من و تو  
 حق برو امر کن فکان بگشود  
 هر دم او را حیات نو حاصل  
 یعنی او راست انجمن خلوت  
 محرم سترایه و خفا  
 تجلی است از در و دیوار  
 شاه چید رسته ترا بی علی  
 غوث اعظم شمعشده و سرا  
 در گنجینه جناب امیر  
 منظر ذات پاک لم یزل  
 کان فی الدهر و حیداً احداً  
 مقصدی مرتبه و ما وائی  
 فتدلس الدرسه لاطهر  
 ریز تو حید از حد و ثاقم  
 رازهای نهان عیان من بود  
 طبع شد از فیوض شاه حبیب  
 صدر آراسه بزمگاه شهود

خسر و کشور زمین و زمان      شاہ تسلیم لامکان و مکان  
آفتاب سپر شد و ہدی      دل ہرزہ زو ست شمس ضعی  
الغرض طبع شد کتاب منیر      مردم دیدہ بصغیر و کبیر  
ہر تاریخ آن چہ در سقم      کنز اسرار معرفت گہنم

تقریظ رقمزدہ خامہ جاو و طراز سخن نگار متکی ریکہ سخنوری ہر سپہ  
بزم سخن بنجی جناب منشی فرالدین احمد صاحب المتخلص کیفی کا کوردی

بالحمد للہ الرحمن الرحیم

چاہیے فہم ازل بہر حصول معرفت      معرفت اپنی ہی بس اصل اصول معرفت

اللہ العزیز جناب ستطاب عرفان آب و آفتاب اسرار طریقت ماہر رموز حقیقت ارکاء آرای صد معرفت برگزیدہ  
بارگاہ خالق اکبر حضرت مولانا حافظ شاہ علی نور قلندر قدس سرہ سے عجیب کتاب لاجواب طریق معرفت  
باری تعالیٰ عز و جہ میں تصنیف فرمائی ہو کہ جس نے خدا کی کاسیدھا اور صاف راستہ بتا دیا ہو اپنی آپ ہی  
میں سب کچھ دکھا دیا ہو یہ ایسے راز سرستہ تھے جو سیدہ بسینہ چلا گئے تھے جاننے والے ہر ایک کو کم  
بتاتے تھے لیکن یہ کتاب اپنی خوبیوں میں انتخاب سبق آموز اسرار میں عرف نفسہ فقہ عرف بہر طالب کے  
فہم رسا و صدق طلب کی ضرورت ہو اگر تائید ازل بھی تائید فرمائے تو بیشک ٹھونڈھنے والا جلد منزل  
مقصود تک بے تکلف پہنچ جائے۔ ہر چیز حضرت حافظ صاحب قدس سرہ العزیز کے بہت تصانیف حقائق  
اور سلوک وغیرہ میں عمدہ سے عمدہ موجود ہیں اور اکثر ان میں سے استفادہ طالبین و شاغباتین طبع ہو کر شائع بھی  
ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب اپنے انداز خوبی میں ایک جگہ رنگ مضمون دکھاتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے عربوں  
معرفت کی صورت اعلیٰ آئینہ دل میں صاف نظر آتی ہے الحق تصنیف بے نظیر اپنی آپ ہی نظیر ہو۔ ہر ایک  
معرفت کی ہو ہو تصویر ہر طرف انتظام ہو عجیب اور کلام ہو حضرت مصنف کے عرفان اتم اور قادر الکلامی کا

ثبوت لاکلام ہو حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر صاحب قلند خلف الرشید اور خلیفہ مسیحی حضرت مصنف  
قدس سرہ نے اسکی تصحیح فرمائی ہے اس کے بعد بصرہ زر کثیر غریبی منشی امیر احمد صاحب سلمہ الدواہب طبع  
کی نوبت آئی ہو دیکھنے والے دیکھیں اور اس کے برکات سے فائدہ اٹھائیں جسکو ڈھونڈتے ہیں اسکو  
آپ ہی میں پائیں ۵ بیچ کی بات یہ فراموشی ہو خود شناسی خدا شناسی ہو  
کترین سرا پا حزمین عاصی پرمعاصی نور الدین احمد حلوی کیفی کا کوروی کج مج بیان ننگ شاعران نے  
اس کتاب لاجواب کے واسطے چند مادہ ہائے تاریخ عرض کیے ہیں۔ اگر قبول ہوں نہ نصیب۔

### تاریخ

شاہ انور تمھارا کیا کہنا کوئی عارف نہیں تمھارے مثل  
تمنے لکھی ہے بے مثال کتاب کوئی پیدا کرے کہاں سے مثل  
جسکے مفتاح معرفت سچے نہیں کوئی کتاب اس کے مثل

سنہ ہجری و عیسوی کیفی

لکھ مفتاح معرفت سے مثل

دیگر

ہماری حضرت نے خوب لکھی کتاب اصل خدا شناسی  
کسی نے پہلے نہیں سنی تھی کسیکی تصنیف اس صفت کی  
لی ہے تاریخ ایسی کیفی کہ ایک ہجری ہو ایک فصلی  
کلید سرالکج مخفی۔ کتاب آئینہ معرفت کی

دیگر

نفہم انکادول قول القول الموجد  
بیک مصرع دو تاریخ کیفی یافت از قسمت  
ستم برحق شناسی کرد و جرم ناپاسی ہم  
کنوز حافظ انور۔ رموز حق شناسی ہم

۱۲ ۲۹ ۱۳ ۲۹

دیگر

کم کتابے ست در طریق سلوک  
شاه عرفان نشان علی انور  
کرد تالیف سخن القول  
معرفت کن ز نفس خود حاصل  
حد و صفتش نیافت فکر رسا  
گفت کیفی بنائش اندل پاک

کہ دران سراسوا بیسی  
در خوش نشان مصطفای بیسی  
تا حد ابا خود آشنا بیسی  
خویش تن را خدا نما بیسی  
دید از چشم انتہا بیسی  
با ادب مرآت خدا بیسی

دیگر

حافظ انور مستند ریاباز  
ساتی سخن از حق یقین  
خوش کتاب حق تصنیف کرد  
کیفی از من سال از سخن خود

عالم بانیض والا تقبلی  
مرشدستان عالی منزلت  
کوس زد عرفان بیدار شجرت  
گفتش صہبائے کشف المعرفت

دیگر

القول موجد ہر عجب نسخہ نادر  
اللہ کی پہچان کا مقبول طریقہ  
تصحیح حبیب اللہ حیدر سے ہونی بلع

آنکھوں کے لیے نورِ جود کے لیے ایمان  
سمجھانے میں سہل سمجھنے میں آسان  
نایاب تصنیف شہ انورِ نشان

اس مخزنِ ابرارِ سلوک کے لیے تاریخ  
لکھ کیفی ناوار زر خالص عرفان

تاریخ نوکرِ زخامہ فصاحت ختامہ شاعرِ باکمال ناظم نے تمثال  
روح و روانِ بخوری جنابِ شمسِ محمد تاج الدین صاحب المتخلص بنِ جَدب  
کا گوروی حج عدالتِ حقیقہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

|                                    |                                      |
|------------------------------------|--------------------------------------|
| سلطانِ جانِ قلند در حافظِ عالی نور | غظمتِ لائنتب فخرتِ بالکرامت          |
| سرخیلِ رہ نوروان در وادیِ سالک     | سراجِ پاکِ بازاران فی السیر والاقامہ |
| ہر صاحبِ شرف را مژدہ کہ طبعِ پاکش  | تفسیر کن عرف را آور ذریحہ            |
| گلستہ معانی از معدنِ جاودانی       | آمد چنانکہ دانی نشرت بہ الشمامہ      |
| ولہامست بلبلِ آسایِ بچویش سرفراز   | گہماست سنبلِ سا انداختہ عمامہ        |
| چون شاہدیتِ رعنا جان بخش روح افزا  | شوقِ آزا برابر فی الفتنۃ والسلامہ    |
| از حسنِ اہتمام شاہِ حبیب حیدر      | این نسخہ کمال پوشید طبعِ جامہ        |
| حسنش بصدرا علی بدر کمالِ اذنو      | و جہش بوجہ احسن لیل وصالِ رامہ       |
| جذبت و شورِ خشتی و فکرِ قامتِ او   | ہر ساعت ویرا جز من القیامہ           |

ہاں طبعِ این صحیفہ دار و عجب لطیفہ

تاریخِ پاکِ نامہ تاریخِ پاکِ نامہ

۱۳۳۰ھ



# مختصر فہرست کتب اصح المطابع آسی پریس لکھنؤ

| نام کتاب                   | قیمت | نام کتاب                         | قیمت | نام کتاب                          | قیمت |
|----------------------------|------|----------------------------------|------|-----------------------------------|------|
| حدیث شریف                  | ۱۴   | فتح البین مع تنبیلو باین وغیرہ   | ۱۴   | حقیقی ترقی                        | ۱۴   |
| مسند امام اعظم مع شرح      | ۱۴   | نصر المجتہدین مع حایۃ المقلدین   | ۱۴   | القول الصواب فی تحقیق مسئلہ کجیا  | ۱۴   |
| تسبیح النظام بر جاشیہ      | ۱۴   | نصر المقلدین مع جامع الشواہد     | ۱۴   | تذکرۃ الحکام                      | ۱۴   |
| مشکوٰۃ شریف                | ۱۴   | تغزیر المفتری                    | ۱۴   | مسدس خیالی تصحیح معالمت           | ۱۴   |
| بعض الناس                  | ۱۴   | وہابی نامہ                       | ۱۴   | علم اخلاق و تصحیح معالمت          | ۱۴   |
| انجیل السول                | ۱۴   | دیوان خفی                        | ۱۴   | جائزہ الابرار ترجمہ عربی          | ۱۴   |
| علم ادب                    | ۱۴   | تالیف مسیح                       | ۱۴   | مع ترجمہ اردو                     | ۱۴   |
| الطریف للادب الطریف        | ۱۴   | البيان النجم فی کشف الجہم        | ۱۴   | صفائی معالمت و مسائل کتب اردو     | ۱۴   |
| المنطق لمعرفۃ الفرق        | ۱۴   | الزلازل                          | ۱۴   | ناول اردو                         | ۱۴   |
| سفینۃ البلاء               | ۱۴   | آئینہ اردو                       | ۱۴   | قلور اقلور نظام                   | ۱۴   |
| منظوم الفوائد              | ۱۴   | دستیاء صوفیہ و فارسی             | ۱۴   | پر تھال                           | ۱۴   |
| زینۃ الہامہ بالعذہ والعامہ | ۱۴   | مجموعہ میزان و منتخب کواشی جدیدہ | ۱۴   | عزیز میند                         | ۱۴   |
| الدر الثمینیہ فی غرافہ     | ۱۴   | صفت میر مع رسالہ اصول محمود      | ۱۴   | تعلیم و شوقی                      | ۱۴   |
| تربین الطالب بحصول الادب   | ۱۴   | مصباح                            | ۱۴   | مرق نگارین                        | ۱۴   |
| محلۃ الادب لاجلۃ السند     | ۱۴   | مجموعہ سخنو میر                  | ۱۴   | تعلیم النسخ                       | ۱۴   |
| جانب تان                   | ۱۴   | نقص                              | ۱۴   | پارہ نامی قرآن شریف و دعویہ اوراد | ۱۴   |
| علم منطق بطرز جدید         | ۱۴   | شرح مائتہ عامل                   | ۱۴   | پارہ عم پارہ الم                  | ۱۴   |
| المنطق الجدید              | ۱۴   | کافیہ                            | ۱۴   | حزب الاعظم                        | ۱۴   |
| منہاج المعراج              | ۱۴   | ہدایۃ النسخ                      | ۱۴   | قصیدہ مضریہ                       | ۱۴   |
| شرح مرقاۃ                  | ۱۴   | شرح جامی مع حواشی مفیدہ          | ۱۴   | مجموعہ منطق اسدین بن رسالہ بین    | ۱۴   |
| فقہ اصول فقہ عقائد         | ۱۴   | وشرح شرح عصام اسفرائینی          | ۱۴   | صفیہ کبرئیلہ ایساغوجی میزان منطق  | ۱۴   |
| مقدمۃ الہدایہ              | ۱۴   | پنج نسخ                          | ۱۴   | تہذیب جدول اشکال اربعہ            | ۱۴   |
| حسامی مع جامی              | ۱۴   | اردو و فارسی کی پچسپ کتابین      | ۱۴   | شرح الضابطہ مختصہ المیزان         | ۱۴   |
| عقائد شمس                  | ۱۴   | اصلاح ترجمہ دہلویہ               | ۱۴   | رسالہ تعلیف الاشیاء قال اتقول     | ۱۴   |
| فرائض و حساب               | ۱۴   | ذکر المعاریف                     | ۱۴   | اسکون خاص اہتمام سے طبع کیا ۱۴    | ۱۴   |
| وجیز حساب                  | ۱۴   | شجرۃ امام اعظم                   | ۱۴   | المشتر محمد عبد الولی             | ۱۴   |
| تصوف                       | ۱۴   | اردو نامک حضور                   | ۱۴   | الاصح المطابع آسی پریس            | ۱۴   |
| کشف الرموز                 | ۱۴   | ثنوی یہ بیضا                     | ۱۴   | مجموعہ لکھنؤ                      | ۱۴   |
| مناظرہ و مباحثہ مذہبی      | ۱۴   | توانیج نامہ                      | ۱۴   |                                   |      |
|                            |      | مسدس فاروقی                      | ۱۴   |                                   |      |

# سازہ بشارت

## فتح الکونز

مصنفہ حضرت مولانا شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ العزیز تصوف کا ایک نایاب خلاصہ ہے۔ حضرت شیخ  
محمی الدین ابن عربی اور ایسے ہی اکثر بزرگوں کے کلام سے انتخاب ہے۔ سالک و طالب الی اللہ کی ہدایت کے لیے  
لا جواب ہے۔ ریاست امپور میں طبع ہو رہا ہے خط و کاغذ عمدہ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک

## تحریر الانور فی تفسیر القلندر

مصنفہ صاحب انتصاح۔ اس رسالہ میں نہایت خوب بیان کیا ہے کہ قلندر کے کیا معنی ہیں اور قلندر کس کو  
کہتے ہیں اور اسکے ضمن میں ان حضرات کے حالات بھی ہیں جو اس مرتبہ جلیلہ پر فائز تھے ہیں۔ یہ بھی مطبع  
ریاست امپور کا مطبوعہ رسالہ ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک

ہر دو کتب موسومہ بالا اور انتصاح اس پتہ سے مل سکتی ہیں

محمد سہمی علی علوی۔ لکھنؤ۔ بازار چھاؤ لال۔ مکان نمبر ۱۲

شہادت نامہ (معروف بہ شہادت نامہ کلان)

مصنفہ صاحب انتصاح رحمہ۔ یہ شہادت نامہ طبع اولیٰ میں ایسا مقبول ہوا کہ اب دستیاب نہیں ہوتا بلکہ اسکی  
ایک ایک جلد چار چار پانچ پانچ روپیہ کو فروخت ہوئی۔ اب شائقین کے اصرار سے آسی پریس لکھنؤ میں  
دوبارہ طبع ہوا ہے۔ اس کی تعریف میں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ یہ نہایت جامع اور بہتہ جوہر ہے  
ہر خط و کاغذ عمدہ۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک دو روپیہ

ملنے کا پتہ قاضی محمد احترام علی خان۔ محلہ قاضی گڑھی قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ

## التماس

کتاب القول الموجہ کی جس جلد پر خاکسار کی ہر نہ وہ مال مسروقہ سمجھا جائے۔ دیگر گزارش یہ کہ جو صاحب  
شہادت نامہ بھی خریدنا چاہیں وہ اگر خاکسار کے پاس فرمائش بھیجیں گے انشاء اللہ تعمیل کی جائے گی۔

محمد سہمی علی علوی۔ لکھنؤ۔ بازار چھاؤ لال۔ مکان نمبر ۱۲





1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

